فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۲

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الْخُرُوْجِ فِيْ رَمَضَانَ.

رمضان کے مہینے میں سفر کرنے کا بیان۔

٢٧٣٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ. قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۳۴۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں سفر کو نکلے تو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید (ایک جگہ کا نام ہے دو منزل مکے سے) پہنچے تو روزہ کھول ڈالا۔ ابو عبداللہ یعنی بخاری نے کہا کہ یہ زہری کا قول ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور مراد بخاری کی اس کے ساتھ دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو اس کے مکروہ ہونے کا وہم کرتا ہے یعنی گمان کرتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرنا درست نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّوْدِيْعِ عِنْدَ السَّفَرِ

سفر کرنے کے وقت وداع کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہے یعنی عام تر ہے اس سے کہ مسافر مقیم کو وداع کرے یا مقیم مسافر کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے پہلے معنی کے لیے یعنی مسافر مقیم کو وداع کرے۔ اور پکڑے جاتے ہیں اس سے دوسرے معنی بطریق اولیٰ اور وہ اکثر ہیں وقوع میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْثٍ وَّقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيْتُمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِّرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو ملو دو مردوں کے لیے قریش سے جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تو ان کو آگ سے جلا دینا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کے وداع کرنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

نُوَدِّعُهُ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

البتہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا دیجیے اور بے شک آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے اللہ کے کسی کو جائز نہیں سو اگر تم ان دونوں کو پکڑو تو قتل کر ڈالنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِالْمَعْصِيَةِ.

امام کا کہا ماننا اور فرمانبرداری کرنا جب تک کہ نہ حکم کرے ساتھ گناہ کے۔

فائدہ: ایک روایت میں مالم یامر بمعصیۃ کی قید نہیں لیکن وہ بھی اس پر محمول ہے۔

۲۷۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَّا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

۲۷۳۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بادشاہ کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا واجب ہے جب تک کہ نہ حکم کرے ساتھ گناہ کے اور جب حکم کرے ساتھ گناہ کے تو نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا تو مراد نفی حقیقت شرعی کی ہے نہ وجودی کی یعنی جائز نہیں نہ یہ کہ اس کا وجود ممکن نہیں۔ (فتح)

بَابُ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقٰى بِهٖ.

امام کے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے بچاؤ کیا جاتا ہے۔

فائدہ: نہیں زیادہ کیا بخاری نے اوپر لفظ حدیث کے اور مراد ساتھ یقاتل کے لڑنا ہے امام سے دفع کرنے کے لیے برابر ہے کہ ہو یہ اس کے پیچھے سے حقیقتاً یا اس کے آگے سے۔

۲۷۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ

۲۷۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں اور آخرت میں آگے ہیں۔

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ.

۲۷۳۷۔ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ أَجْرًا وَّإِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ.

۲۷۳۷۔ اور اسی مذکورہ سند کے ساتھ ہی ہے کہ اور جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی یعنی میرے خلاف کیا اور کہا نہ مانا تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی اطاعت کی تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے حاکم کی نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی اور نہیں سردار مگر جیسے ڈھال کہ اس کی آڑ میں لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے بچاؤ کیا جاتا ہے یعنی لڑائی سردار کی ہمت اور تدبیر سے بنتی ہے اس کی محافظت اور اطاعت لشکر کو ضروری ہے سو اگر سردار اللہ کی پرہیزگاری کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کے سبب سے اس کو ثواب ملے گا اور اگر اس کے سوائے حکم کرے یعنی خلاف شرع تو اس کے سبب سے اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: اور تکلف کیا ہے ابن منیر نے پس کہا کہ وجہ مطابقت ترجمہ کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے نحن الاخرون السابقون اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت ﷺ ہی امام ہیں اور یہ کہ واجب ہے ہر شخص پر یہ کہ اس کی طرف سے لڑے اور اس کی مدد کرے اس لیے کہ اگرچہ آپ زمانے میں متاخر ہیں لیکن متقدم ہیں بیچ لینے عہد کے ہر شخص پر جو آپ سے پہلے ہے یہ کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائے گا تو آپ کے ساتھ ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا پس وہ ظاہر میں آگے ہیں اور حقیقت میں پیچھے پس مناسب ہوا یہ آپ کے قول کو کہ امام کے پیچھے لڑائی کی جائے اس لیے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آگے کا یا پیچھے کا اور یہ جو کہا کہ امام ڈھال ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ستره اور آڑ ہے اس لیے کہ وہ دشمن کو مسلمانوں کی ایذاء سے منع کرتا ہے اور بعض کو بعض کی ایذاء سے روکتا ہے اور مراد ساتھ امام کے ہر وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ امور لوگوں کے اور انتظام ان کے کے۔ (فتح)

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَّا يَفِرُّوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ.

اس پر بیعت کرنی کہ لڑائی سے نہ بھاگیں اور بعض نے کہا کہ موت پر بیعت کی یعنی لڑائی سے نہ بھاگیں اگرچہ

مارے جائیں۔

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کی طرف کہ دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ دو جگہوں میں یا ایک دوسری کو مستلزم ہو۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾. اس آیت کی وجہ سے کہ بے شک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے صبر پر بیعت کی اور وجہ نکالنے اس کے کی اس آیت سے یہ آیت ہے کہ پھر جانا اللہ نے جو ان کے جی میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور سکینت کو مراد چین ہے بیچ لڑائی کے پس دلالت کی اس نے کہ ان کے دلوں میں یہ تھا کہ وہ نہ بھاگیں گے تو اللہ نے ان کی اس پر مدد کی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ بخاری نے سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا ہے آیت کو پیچھے قول کے کہ پھرنا والا ہے اس کی طرف کہ بیعت موت پر واقع ہوئی تھی اور اس کے نکالنے کی وجہ آیت سے یہ ہے کہ اس میں مطلق بیع ہے یعنی اس میں یہ ذکر کچھ نہیں کہ کس بات پر بیعت واقع ہوئی تھی اور تحقیق خبر دی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرنے پر بیعت کی اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے درخت کے تلے بیعت کی تھی پس دلالت کی اس نے کہ نہیں منافات ہے درمیان ان کے قول کے کہ انہوں نے آپ سے مرنے پر اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اس لیے کہ مراد ساتھ بیعت کرنے کے موت پر یہ ہے کہ نہ بھاگیں اگرچہ مر جائیں اور یہ مراد نہیں کہ واقع ہو موت اور حالانکہ کہ کوئی چارہ نہیں یعنی یہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے موت پر بیعت کی تو اس سے مراد یہ نہیں کہ موت کے واقع ہونے پر بیعت کی تھی اس لیے کہ اس سے تو کچھ چارہ نہیں اور یہی معنی ہیں جن سے نافع نے انکار کیا اور عدول کیا طرف اپنے قول کی کہ بلکہ بیعت کی انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صبر یعنی صابر رہنے پر اور نہ بھاگنے پر برابر ہے کہ یہ ان کو موت کی طرف پہنچائے یا نہ۔ اور عنقریب مغازی میں آئے گی موافقت میتب بن خزن کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس درخت کے پوشیدہ ہونے پر اور بیان حکمت کا اس میں اور وہ یہ ہے کہ نہ حاصل ہو اس کے ساتھ فتنہ اس چیز کی وجہ سے کہ واقع ہوئی اس کے نیچے خیر سے پس اگر وہ درخت باقی رہتا تو اس سے امن نہ تھا کہ بعض جاہل اس کی تعظیم کریں یہاں تک کہ بہت وقت ان کو اس اعتقاد کی طرف پہنچا تا کہ اس کو نفع اور ضرر پہنچانے کی قوت ہے جیسا کہ اب ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ اس سے کم ہے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قول کے ساتھ کہ یہ اللہ کی رحمت تھی یعنی اس کے بعد اس درخت کا لوگوں سے پوشیدہ ہو جانا اللہ کی رحمت تھی اور احتمال ہے کہ اس کے قول کانت رحمة من اللہ کے یہ معنی ہوں کہ وہ

درخت اللہ کی رحمت کی جگہ تھی اوراس کی رضامندی کا محل تھا نازل ہونے کی وجہ سے رضامندی کے مسلمانوں سے اس کے نزدیک۔(فتح)

۲۷۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِيْ بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

۲۷۳۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آئندہ سال کو حدیبیہ میں پلٹ کر آئے یعنی عمرہ قضا میں تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اس درخت کے تعیین پر اتفاق نہ کیا جس کے نیچے ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی یعنی ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ درخت کون سا درخت تھا اور کہاں تھا یہ اللہ کی رحمت تھی سو میں نے نافع سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کس چیز پر بیعت کی تھی کیا مرنے پر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیعت کی اس نے صبر پر۔

۲۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۳۹۔عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب واقع حرہ کا دن ہوا تو کوئی آنے والا اس کے پاس آیا تو اس نے کہا ابن حنظلہ لوگوں سے بیعت لیتا ہے مرنے پر تو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا۔

فائدہ: مراد حرہ سے وہ جنگ ہے جو سن تریسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت مدینے میں واقع ہوئی اس لڑائی میں یزید کی طرف سے مسلم بن عقبہ سردار تھا اور ابن حنظلہ انصار کا سردار تھا جو مسلم کے مقابل میں تھا اور عبداللہ بن مطیع ان کے سوائے اور لوگوں پر سردار تھا وہ بھی مسلم کے مقابلے میں تھا وہ دونوں اس لڑائی میں مارے گئے اور اس لڑائی کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ یہ جو کہا کہ میں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی اور یہ صریح نہیں اس لیے کہ اس کے پیچھے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لایا اس کی تصریح کرنے کی وجہ سے اس میں اس کے ساتھ۔اور ابن منیر نے کہا کہ حکمت بیچ قول صحابی کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کام نہ کرے گا یہ ہے کہ ہر مسلمان پر حق تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان کے ساتھ بچائے اور تھا فرض ان کے اوپر یہ کہ نہ بھاگیں آپ سے یہاں تک کہ مرجائیں آگے آپ کے اور یہ برخلاف

اس کے غیر کے ہے۔(فتح)

۲۷۴۰۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ أَلَا تُبَايِعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ وَأَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

۲۷۴۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں درخت کے سایے کی طرف پھرا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد لوگ کم ہوئے تو فرمایا اے اکوع کے بیٹے کیا تو بیعت نہیں کرتا میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بیعت کر چکا ہوں فرمایا پھر بیعت کر تو میں نے دوسری بار پھر بیعت کی میں نے اس سے کہا کہ اے ابو مسلم (یہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تم اس دن کس چیز پر بیعت کرتے تھے اس نے کہا کہ مرنے پر۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن منیر نے کہا کہ حکمت دوبار بیعت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ وہ لڑائی میں پیشوا تھا پس زیادہ احتیاط کی وجہ سے اس نے مکرر بیعت کی۔ میں کہتا ہوں کہ یا اس لیے کہ وہ سوار اور پیادے دونوں کی لڑائی لڑتا تھا پس مکرر ہوئی صفت کے متعدد ہونے کی وجہ سے۔(فتح)

۲۷۴۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ.

۲۷۴۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب میں یہ دعا فرمائی کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو اکرام کر یعنی بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا

۲۷۴۲۔ مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم سے ہجرت پر بیعت کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذر چکی ہجرت اپنے اہل کے لیے یعنی ہجرت کا ثواب ہو چکا اب اس

وَأَخِيْ فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ.

کا ثواب نہیں میں نے کہا آپ ہم سے کس چیز پر بیعت کرتے ہیں فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

فائدہ: اس کی شرح بھی مغازی میں آئے گی۔

بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيْمَا يُطِيْقُوْنَ.

بادشاہ کی فرمانبرداری اس چیز میں واجب ہے جس کی لوگوں کو طاقت ہو اور ان سے ہو سکے۔

۲۷۴۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِيْ عَنْ أَمْرٍ مَّا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُّؤْدِيًا نَّشِيْطًا يَّخْرُجُ مَعَ أُمَرَآئِنَا فِي الْمَغَازِيْ فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِيْ أَشْيَآءَ لَا نُحْصِيْهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لَكَ إِلَّا أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسٰى أَنْ لَّا يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِيْ أَمْرٍ إِلَّا مَرَّةً حَتّٰى نَفْعَلَهُ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَّزَالَ بِخَيْرٍ مَّا اتَّقَى اللّٰهَ وَإِذَا شَكَّ فِيْ نَفْسِهٖ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ وَأَوْشَكَ أَنْ لَّا تَجِدُوْهُ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهٗ وَبَقِيَ كَدَرُهٗ.

۲۷۴۳۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج ایک مرد میرے پاس آیا تو اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی کہ میں نہیں جانتا کہ اس کو کیا جواب دوں یعنی مجھ کو اس کا جواب نہ آیا تو اس نے کہا کہ بھلا تم بتاؤ تو اس مرد کے حال کو جو لڑائی کے پورے ہتھیار رکھتا ہے اور ہمارے سرداروں کے ساتھ خوشی سے جنگوں میں نکلتا ہے تو سردار ہم پر کئی کام لازم کرتا ہے جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے تو میں نے اس سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں تجھ کو کیا جواب دوں مگر یہ کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے پس قریب تھا کہ کوئی کام ہم پر لازم نہ کریں امارت کے باب میں یہاں تک کہ ہم اس کو کرتے اور تحقیق ایک تمہارا ہمیشہ خیر سے رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا رہے گا اور جب کوئی اپنے جی میں کسی چیز میں شک کرے کہ جائز ہے یا ناجائز تو کسی مرد سے پوچھے پس شفا دے اس کو وہ مرد اس سے یعنی اللہ کی پرہیزگاری سے یہ ہے کہ نہ اقدام کرے مرد اس چیز پر جس میں شک کرتا ہے یہاں تک کہ کسی عالم سے پوچھے پس راہ دکھائے وہ اس کو طرف اس چیز کی جس میں اس کی شفا ہے اور قریب ہے کہ نہ پاؤ گے تم اس مرد کو یعنی بعد گذرنے اصحاب کے کہ دلوں کو شک سے شفا دے اور قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی لائق

عبادت کے نہیں ذکر کرتا ہوں میں جو کچھ باقی ہے دنیا سے مگر مانند گڑھے پانی کی کہ سائے میں ہو جس کا صاف پانی پیا گیا اور میل باقی رہا یعنی جو دنیا گذر چکی ہے اس کی مثل گڑھے کے صاف پانی کی مثل ہے جو پیا گیا اور جو دنیا باقی ہے اس کی مثل اس کی میل کی مثل ہے جو باقی رہا۔

فائدہ: حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سردار کی فرمانبرداری کا حکم پوچھا کہ واجب ہے یا نہیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے بشرطیکہ مامور بہ اللہ کی پرہیزگاری کے موافق ہو اور جب کہ یہ حال تھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حالانکہ مر گئے تھے وہ پہلے بلوی عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیدا ہونے ان وقتوں عظیمہ کے تو کیا ہوگا اعتقاد اس کا اس چیز میں کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھے اعتقاد رکھتے اس کا کہ امام کی فرمانبرداری واجب ہے۔ اور لیکن وقف کرنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خصوصی جواب اس کے سے اور اس کا پھرنا عام جواب کی طرف پس اس اشکال کی وجہ سے ہے کہ ان کے لیے واقع ہوا اور تحقیق اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اپنی باقی حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے توقف کرنا فتوی دینا اس چیز میں کہ مشکل ہو امر سے اس چیز کے لیے کہ واقع ہوئی ہے فساد سے اور اگر جواب دیتے اس کو ساتھ جواز باز رہنے کے تو مشکل ہوتا امر اس لیے کہ وہ فتنے کی طرف پہنچتا ہے پس صواب توقف کرنا ہے اس کے جواب سے اور جو اس کی مانند ہے۔ (فتح)

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تھے تو لڑنے میں تاخیر کرتے تھے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلتا۔

فائدہ: یعنی اس لیے کہ اکثر اوقات ہوا زوال کے بعد چلتی ہے پس حاصل ہوتی ہے اس کے ساتھ تبرید تیزی ہتھیاروں کے اور لڑائی کی اور زیادتی نشاط میں۔ (فتح)

٢٧٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَّهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى

۲۷۴۴۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی جہاد میں انتظار کی یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی یہ نہ چاہوں کہ کافروں سے لڑائی واقع

رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا فَقَرَأْتُهُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

ہو کہ اس میں طلب کرنا بلا کا ہے اور یہ منع ہے اور اللہ سے عافیت مانگو اور جب تم دشمنوں سے ملو تو صبر کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے پھر فرمایا یعنی دعا کی کہ الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد لینے والے حساب کے اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو کافروں پر۔

فائدہ: اس حدیث میں ترجمہ باب کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن اس میں یہ نہیں کہ اذالم یقاتل اول النہار اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے پس احمد کی ایک روایت میں ہے کہ پسند کرتے تھے یہ کہ کھڑے ہوں دشمن کی طرف آفتاب کے ڈھلنے کے وقت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہلت دیتے تھے جب آفتاب ڈھلتا پھر دشمن کی طرف کھڑے ہوتے۔ اور بخاری نے جزیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں نہ لڑتے تھے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز حاضر ہوتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مدد اترتی پس ظاہر ہوا کہ فائدہ تاخیر کا یہ ہے کہ نماز کے اوقات جگہ ظن قبول ہونے دعا کے ہیں۔ اور جنگ احزاب میں ہوا کے چلنے کے ساتھ فتح نصیب ہوئی تھی۔ پس اس کے ظن کی جگہ ہوئی اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے نعمان رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر چڑھتی تھی تو جہاد کے شروع کرنے سے باز رہتے تھے یہاں تک کہ آفتاب نکلتا سو جب آفتاب نکلتا تو لڑتے پھر جب دوپہر ہوتی تو باز رہتے پھر جب آفتاب ڈھلتا تو لڑتے پھر جب عصر کا وقت آتا تو باز رہتے یہاں تک کہ اس کو پڑھتے پھر لڑتے اور فرماتے تھے کہ اس وقت فتح کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی نماز میں اپنے لشکر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ لِقَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوْهُ إِنَّ الَّذِيْنَ

باب ہے رعیت میں سے کوئی امام سے اجازت چاہے یعنی پھرنے کی یا نکلنے سے پیچھے رہنے کی یا مانند اس کی تو اس کا کیا حکم ہے یعنی اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب

يَسْتَأْذِنُوْنَكَ﴾ إِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ہوتے ہیں ساتھ اس کے کسی امر جامع پر یعنی جیسے کہ تدبیر جہاد کی ہے تو نہیں جاتے یہاں تک کہ اس سے اجازت لیں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ حجت پکڑی ہے اس آیت کے ساتھ حسن نے اس پر کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ جائے لشکر سے یہاں تک کہ سردار سے اجازت لے اور یہ نزدیک سب فقہاء کے حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اسی طرح کہا ہے اس نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ خصوصیت بیچ عموم وجوب اجازت لینے کے ہے نہیں تو اگر ہوگا ان لوگوں میں سے کہ معین کیا ہے ان کو امام نے پس عارض ہو اس کے لیے وہ چیز کہ تقاضہ کرے پیچھے رہنے کا یا پھر آنے کا تو تحقیق وہ محتاج ہے اجازت کی طرف۔ (فتح)

٢٧٤٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيِيَ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ وَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيْعُنِيْهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَّنَا نَاضِحٌ غَيْرُهٗ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيْهِ فَبِعْتُهٗ إِيَّاهُ عَلٰى أَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ عَرُوْسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهٗ فَأَذِنَ لِيْ فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ

٢٧٤٥۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت ﷺ مجھ کو پیچھے سے آ ملے اور میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا نہ قریب تھا کہ چلے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ یہ تھک گیا ہے تو حضرت ﷺ پیچھے ہوئے اور اس کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا کی (تو وہ ایسا تیز قدم ہو گیا) کہ ہمیشہ سب اونٹوں کے آگے چلتے تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنا اونٹ کس طرح دیکھتا ہے میں نے کہا کہ خیر کے ساتھ دیکھتا ہوں بے شک آپ کی برکت اس کو پہنچی یعنی آپ کی برکت سے تیز قدم ہو گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے تو میں شرمندہ ہوا اور حالانکہ اس کے سوائے ہمارے پاس کوئی اونٹ پانی کھینچنے والا نہ تھا میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا پس اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اس شرط پر کہ اس کی سواری میرے لیے ہوگی یہاں تک کہ میں مدینے میں پہنچوں جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ میں نے تازہ شادی کی ہے سو میں نے آپ سے اجازت چاہی تو

فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَامَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ قَالَ الْمُغِيرَةُ هٰذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لَا نَرٰى بِهِ بَأْسًا.

حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی تو میں مدینے کی طرف لوگوں سے آگے بڑھا یہاں تک کہ میں مدینے میں آیا تو میرا ماموں مجھ کو ملا اور مجھ سے اونٹ کا حال پوچھا تو خبر دی میں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ میں نے اس میں کی تو اس نے مجھ کو ملامت کی اور جب میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ کیا تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے نکاح کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرا باپ مرگیا یا یوں کہا شہید ہوا اور میری بہنیں چھوٹی چھوٹی ہیں اور میں نے برا جانا کہ ان کی مانند سے نکاح کروں پس نہ ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کی خبر گیری کرے تو نکاح کیا میں نے بیوہ سے تا کہ ان کے حال کی خبر گیری کرے اور ان کو ادب سکھائے سو جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو میں صبح کو آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی اور اونٹ بھی پھیر دیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیع اس شرط پر ہمارے فتوی میں درست ہے ہم اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ میں نے تازہ شادی کی ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی اور باقی شرح اس کی نکاح میں آئے گی۔ اور مغیرہ نے جو کہا کہ یہ ہمارے فتوی میں جائز ہے تو مراد اس کی اس کے ساتھ وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے شرط کرنے سواری اونٹ کی سے مدینے تک۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهٖ فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو جہاد کرے اور حالانکہ اس نے تازہ شادی کی ہو۔ یعنی اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔ یعنی جو کہ پہلے باب

میں گذر چکی ہے اور یہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں جلدی کرتا ہے میں نے کہا کہ میں نے تازہ شادی کی ہے۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَآءِ فِيهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو اختیار کرتا ہے جہاد کو بعد بنا کے یعنی بعد خلوت کرنے کے ساتھ بیوی اپنی کے۔یعنی اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کہ ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو خمس میں آئے گی کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے جہاد کیا تو فرمایا کہ جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک ہوا ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے اور اس کی شرح اس جگہ آئے گی اور باب باندھا ہے اس کے ساتھ بخاری نے نکاح میں من احب البناء بعد الغزو اور غرض اس جگہ یہ ہے کہ خالی ہو دل اس کا جہاد کے لیے اور متوجہ ہو اس پر ساتھ خوشی کے اس لیے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اس کا دل اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے بخلاف اس شخص کے جو اس کے ساتھ صحبت کرے کہ پس تحقیق اس کے حق میں امر اکثر اوقات ہلکا ہوتا ہے اور اس کی نظیر مشغول ہونا ہے ساتھ کھانے کے پہلے نماز کے۔(فتح)

بَابُ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ.

خوف اور گھبراہٹ کے وقت امام کی جلدی کرنی۔

٢٧٤٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَّإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۷۴۶۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں ہول پڑی تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا۔

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گذر چکی ہے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَزَعِ.

گھبراہٹ کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑا دوڑانا۔

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۷۴۷۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ گھبرائے اور دوڑے تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو سست قدم تھا پھر تنہا دوڑتے نکلے تو لوگ آپ کے پیچھے سوار ہوئے

عَنْهُ قَالَ فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُوْنَ خَلْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا إِنَّهُ لَبَحْرٌ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

اس حال میں کہ اپنے چوپائے دوڑاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت ڈرو بے شک وہ دریا ہے تو اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس کے آگے نہ بڑھا۔

بَابُ الْخُرُوْجِ فِي الْفَزَعِ وَحْدَهُ.

خوف کے وقت تنہا نکلنا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہو یہ کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھے جو مذکور ہے اور طریق سے پھر اس سے پہلے مر گئے۔ ابن بطال نے کہا کہ خلاصہ ان ابواب کا یہ ہے کہ امام کو لائق ہے کہ اپنی جان کو بچائے اس لیے کہ اس میں نظر کرنی ہے مسلمانوں کے لیے مگر یہ کہ ہو اہل غنا شدید سے اور ثبات بالغ سے پس احتمال ہے کہ ہو یہ جائز اس کے لیے۔ اور جو شجاعت حضرت ﷺ میں تھی وہ آپ کے سوا کسی میں نہ تھی خاص کر حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اللہ آپ کو بچائے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِي السَّبِيْلِ.

اگر کوئی کسی مرد کو مزدوری دے کر اپنی طرف سے جہاد کروائے اور اللہ کی راہ میں کسی کو سواری چڑھنے کو دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: جعالہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کو مقرر کرے بیٹھنے والا اجرت سے اس شخص کے لیے جو اس کی طرف سے جہاد کرے۔ ابن بطال نے کہا کہ اگر کوئی مرد اپنے مال سے کچھ نکالے اور اس کے ساتھ مستحب کام کرے یا مدد کرے غازی کی جہاد میں گھوڑے وغیرہ سے تو اس میں کچھ نزاع نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس چیز میں جب کہ اجارہ دے اپنی جان کو یا اپنے گھوڑے کو جہاد میں یعنی کسی کی طرف سے مزدوری پر جہاد کرے سو مکروہ جانا ہے اس کو مالک نے اور مکروہ جانا ہے اس نے یہ کہ لے مزدوری اس پر کہ آگے بڑھے قلعے کی طرف۔ اور ابوحنیفہ کے یاروں نے جعالہ کو برا جانا ہے مگر یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ ضعف ہو اور بیت المال میں کچھ چیز نہ ہو اور کہتے ہیں کہ اگر بعض بعض کی مدد کرے تو جائز ہے نہ بطور بدل کے اور امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز یہ کہ جہاد کرے مزدوری پر کہ لے اس کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بادشاہ سے جائز ہے اور کسی سے جائز نہیں اس لیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے پس جو اس کو کرے واقع ہو گا فرض سے اور نہیں جائز ہے کہ مستحق ہو اپنے غیر سے عوض کو انتہی۔ اور اس کی تائید کرتی ہے جو عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فائدے پہنچائے بیٹھنے والا غازی کو اس چیز کے ساتھ کہ چاہے لیکن غازی اپنا جہاد بیچے تو یہ جائز نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ جعال کا

کیا حکم ہے تو اس نے اس کو مکروہ جانا اور کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غازی اپنا جہاد بیچتا ہے اور مزدوری دینے والا اپنے جہاد سے بھاگتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے خلاف کی طرف اس چیز میں کہ لے اس کو غازی کہ کیا مستحق ہوتا ہے اس کا جہاد کے سبب سے پس نہ تجاوز کرے جہاد سے اس کے غیر کی طرف یعنی جہاد کرنے کے سوا اس میں کچھ تصرف نہ کرے یا مالک ہوتا ہے اس کا پس تصرف کرے اس میں جو چاہے۔ کما سیاتی بیانہ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوَ قَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أُعِيْنَكَ بِطَآئِفَةٍ مِّنْ مَّالِيْ قُلْتُ أَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ غِنَاكَ لَكَ وَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ مَّالِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یعنی اور مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تیری مدد کروں میں نے کہا کہ اللہ نے میری روزی مجھ پر فراخ کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری مال داری تجھ کو مبارک ہو میں چاہتا ہوں کہ میرا کچھ مال اس وجہ میں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ ہو۔

فائدہ: اس اثر کا بیان مغازی میں آئے گا۔ اور تنبیہ کی ہے بخاری نے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد پر اس اثر کے ساتھ جو اس سے ابن سیرین نے روایت کیا ہے کہ نہیں مکروہ ہے مدد کرنی غازی کی۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَّأْخُذُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُوْنَ فَمَنْ فَعَلَهٗ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهٖ حَتّٰى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَّمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ لوگ بیت المال سے مال لیتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں پھر جہاد نہیں کرتے سو جو ایسا کرے یعنی بیت المال سے مال لے اور جہاد نہ کرے تو ہم اس کے مال کے ساتھ لائق تر ہیں یہاں تک کہ ہم اس سے لیں جو اس نے لیا یعنی اگر وہ جہاد نہ کرے تو وہ مال اس سے واپس لیا جائے یعنی اور طاؤس اور مجاہد نے کہا کہ جب تجھ کو کوئی چیز دی جائے کہ تو اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلے یعنی جہاد کے لیے تو کر ساتھ اس کے جو کچھ چاہے اور رکھ اس کو نزدیک اپنے اہل وعیال کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز جہاد کے لیے لے تو لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے جس جگہ چاہے اس کو خرچ کرے یہ ضروری نہیں کہ جہاد کے سوا اس کو اور کسی جگہ خرچ نہ کرے۔

۲۷۴۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آشْتَرِيهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۴۸۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا میں نے اس کو دیکھا کہ بکتا ہے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس کو خرید لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کی راہ میں دے اس کو پھر خرید کر بھی نہ لے۔

۲۷۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۴۹۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

فائدہ:اور وجہ داخل ہونے قصے گھوڑے عمر رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمول علیہ کو اوپر تصرف کرنے کے اس میں بیع وغیرہ کے ساتھ پس دلالت کی اس نے اوپر قوی کرنے اس چیز کے جو طاؤس کا مذہب ہے کہ جو جہاد کے لیے کوئی چیز لے اس کو اس چیز میں جہاد کے سوا اور طرح سے تصرف کرنا جائز ہے یعنی جیسا کہ اس کے اثر میں ابھی گذر چکا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ جو لے مال کو بیت المال سے کسی عمل پر اور پھر وہ نہ کام کرے تو جو چیز اس نے لی ہے سو پھیر دے اور اس طرح لینا ہے اس عمل پر جس کے وہ لائق نہ ہوا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب امر مذکور میں تاویل کا محتاج ہے اس طرح کہ حمل کیا جائے کراہت پر۔ابن مسیب نے کہا کہ جو جہاد میں کسی چیز کے ساتھ مدد کرے وہ چیز اس کی ملک ہوئی جو دیا گیا جب کہ پہنچے راس مغزی کو روایت کیا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو وادی القری میں پہنچے تو نشان تیرا ہے ساتھ اس کے یعنی تصرف کر بیچ اس کے اور یہی قول ہے ثوری اور لیث کا۔(فتح)

۲۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

۲۷۵۰۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو کسی لشکر سے پیچھے نہ

أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَّلٰكِنْ لَّا أَجِدُ حَمُوْلَةً وَّلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيَّ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَوَدِدْتُّ أَنِّيْ قَاتَلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ.

رہتا یعنی ہر لشکر کے ساتھ جاتا لیکن میں بار برداری اور سواری نہیں پاتا نہ میرے پاس وہ چیز ہے جس پر سب اصحاب کو سوار کروں اور مجھ کو رنج ہوتا ہے کہ مسلمان مجھ سے چھوٹ رہیں اور البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پس مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی باب میں یہ ہے کہ وہ متعلق ہے رکن ثانی سے ترجمہ باب سے اور وہ اللہ کی راہ میں سوار کرنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ نہ میرے پاس وہ چیز ہے کہ جس پر سب اصحاب کو سوار کروں ۔ (فتح)

بَابُ الْأَجِيْرِ. باب ہے بیان میں مزدور پکڑنے کے جہاد میں۔

فائدہ: جو مزدور کہ جہاد میں رکھا جائے اس کے لیے حال ہیں یا یہ کہ خدمت کے لیے رکھا جاتا ہے کہ اس سے خدمت لی جائے یا اس لیے کہ لڑے لیکن پہلا پس کہا ہے اوزاعی اور احمد اور اسحق نے کہ مال غنیمت سے اس کو حصہ نہ دیا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کو حصہ دیا جائے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا نوکر تھا اس کے گھوڑے کی خدمت کیا کرتا تھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حصہ نکالا اور ثوری نے کہا کہ نوکر کے لیے حصہ نہ نکالا جائے مگر یہ کہ لڑے اور لیکن جب کوئی لڑنے کے لیے مزدور رکھا جائے تو مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے مال غنیمت سے حصہ نہ نکالا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کے لیے حصہ نکالا جائے اور امام احمد نے کہا اگر امام کسی قوم کو لڑنے کے لیے نوکر رکھے تو اجرت کے سوائے اور حصہ ان کو نہ دے اور شافعی نے کہا کہ اس کے حق میں ہے جس پر جہاد واجب نہ ہو۔ اور لیکن آزاد بالغ مسلمان جب صف کفار میں حاضر ہو تو اس پر جہاد متعین ہوتا ہے پس اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے اور وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ يُقْسَمُ لِلْأَجِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ.

یعنی حسن اور ابن سیرین نے کہا کہ نوکر اور مزدور کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی اور وہ اجرت کا مستحق نہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کی ہے کہ جب غلام اور نوکر لڑائی میں حاضر ہوں تو ان کو غنیمت سے حصہ دیا جائے۔

وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلٰى

یعنی اور لیا عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا نصف پر یعنی

النِّصْفِ فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

جو حصہ گھوڑے کے مال غنیمت سے ملے اس کو آدھم آدھ بانٹ لیں گے تو گھوڑے کا حصہ چار سو اشرفی کو پہنچا یعنی گھوڑے کے حصے میں چار سو اشرفی آئی تو اس نے دو سو اشرفی آپ لی اور دو سو اشرفی گھوڑے کے مالک کو دی۔

فائدہ: یہ فعل جائز ہے اس شخص کے نزدیک جو مخابرت کو جائز رکھتا ہے اور کہا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے کے اس جگہ اوزاعی اور احمد نے برخلاف باقی تین اماموں کے اور مخابرت کی بحث مزارعت میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

٢٧٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَحَمَلْتُ عَلٰى بَكْرٍ فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ.

٢٧٥١۔ یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور میں نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا اور وہ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر ہے تو میں نے ایک مزدور ٹھہرایا سو وہ ایک مرد سے لڑا تو ایک نے دوسرے کو کاٹ کھایا یعنی اس کا ہاتھ اپنے منہ میں چبایا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو اس کا سامنے کا دانت اکھاڑ ڈالا تو کاٹنے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا پس چباتا تو اس کو جیسے کہ اونٹ چباتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القصاص میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے ایک مزدور ٹھہرایا۔ اور مہلب نے کہا کہ استنباط کیا ہے بخاری نے اس سے کہ جہاد میں آزاد مرد کو نوکر رکھنا جائز ہے اور تحقیق خطاب کیا ہے اللہ نے مسلمانوں کو اپنے قول کے ساتھ کہ جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے لیے اس میں سے پانچواں حصہ ہے آخر تک پس داخل ہوا مزدور اس خطاب میں۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ابو داود نے یہ حدیث اور طریق سے جو اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی اجازت دی اور میں بوڑھا تھا میرا کوئی خادم نہ تھا سو میں نے مزدور تلاش کیا جو مجھ کو کفایت کرے اور میں اپنا حصہ اس کو دوں سو میں نے ایک مرد پایا سو جب کوچ کا وقت قریب ہوا تو میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا تیرا حصہ کیا ہے پس میرے لیے کچھ چیز مقرر کر خواہ تجھ کو حصہ ملے یا نہ ملے تو میں نے اس کے لیے تین اشرفیاں مقرر کیں۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ لِوَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے بیچ جھنڈے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. کے۔

فائدہ: جھنڈے کو رایۃ اور علم بھی کہتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ لشکر کا سردار اس کو تھامے رکھے پھر اس کا یہ حال ہو گیا کہ سردار کے سر پر ہو گیا اور ابن العربی نے کہا کہ لواء اور رایۃ میں فرق ہے پس لواء وہ ہے جو نیزے کی ایک طرف میں گرہ دیا جاتا ہے پھر اس پر لپٹا جاتا ہے اور رایۃ وہ ہے جو اس میں گرہ دی جاتی پھر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہوائیں ادھر ادھر پلٹا دیں اور بعض کہتے ہیں کہ لواء رایۃ سے کم ہوتا ہے۔ اور میلان کیا ہے ترمذی نے فرق کی طرف پس باب باندھا ساتھ لواء کے اور وارد کی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور آپ کا لواء سفید تھا پھر باب باندھا رایۃ کے لیے اور وارد کی براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لواء کالا تھا چوکھنٹا نمرہ سے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رایۃ کالا تھا اور لواء سفید تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زرد تھا اور تطبیق دی جاتی ہے ان کے درمیان اختلاف اوقات کے ساتھ یعنی کبھی سفید تھا اور کبھی زرد اور ایک روایت میں ہے کہ اکرام دیا ہے اللہ نے میری امت کو ساتھ جھنڈوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا اور اس کی سند واہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا چوکھنٹا تھا اور آپ کے ایک جھنڈے کا نام سفید جھنڈا تھا اور اکثر اوقات اس میں کوئی چیز سیاہ لگاتے تھے۔ (فتح)

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِيْ مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ لِوَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ.

۲۷۵۲۔ ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سعد بن انصاری رضی اللہ عنہ نے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والا تھا حج کا ارادہ کیا اور کنگھی کی۔

فائدہ: اور مراد وہ جھنڈا ہے جو خزرج کے ساتھ خاص تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اپنے جہاد میں ہر قبیلے کے سردار کو جھنڈا دیتے تھے کہ وہ اس کے تلے لڑیں اور غرض بخاری کی اس سے یہ ہے کہ قیس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والے تھے اور نہ مقرر تھے اس میں مگر ساتھ اجازت کے پس یہی قدر ہے مرفوع حدیث سے اور اس کی یہاں حاجت ہے اور اسماعیلی نے یہ حدیث پوری روایت کی ہے پس کہا کہ اس نے آدھے سر میں کنگھی کی تو اس کا غلام کھڑا ہوا اور ہدی کے گلے میں ہار ڈالا سو جب قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی ہدی کو دیکھا کہ ہار ڈالی گئی ہے تو حج کا احرام

باندھا اور آدھے سر میں کنگھی نہ اور یہ پھرنا ہے قیس رضی اللہ عنہ سے اس بات کی طرف کہ جو احرام کا ارادہ رکھتا ہو اور جب اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈالے تو محرم کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔ (فتح)

۲۷۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ قَالَ لَيَأْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

۲۷۵۳۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے تھے اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی بطور حسرت کے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہتا ہوں پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ پکڑے گا علم کو کل وہ شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا پس اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم ان کی امید نہ رکھتے تھے تو لوگوں نے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علم دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اس میں غرض یہ قول ہے کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں پس تحقیق وہ مشعر ہے اس کے ساتھ کہ جھنڈا کسی معین شخص کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ ہر جہاد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہتے تھے دیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دینے والا ہوں لواء اس مرد کو جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ رایۃ اور لواء برابر ہے۔ (فتح)

۲۷۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ

۲۷۵۴۔ نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو اس جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هَا هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور بیان کروں گا میں تعیین مکان کی کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا اور یہ کہ وہ ہجون ہے اور طبری نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ امام سردار کرے لشکر پر اس شخص کو جس کی قوت اور بصیرت اور معرفت کا اعتبار ہو اور اس کی باقی شرح مغازی میں آئے گی انشاء اللہ۔ اور مہلب نے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جھنڈا ر نہ گاڑا جائے مگر امام کی اجازت کے ساتھ اس لیے کہ وہ علامت ہے اس کے مکان (مرتبے) پر پس نہ تصرف کیا جائے اس میں مگر ساتھ اس کے حکم کے اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے پکڑنا جھنڈوں کا لڑائی میں اور یہ جھنڈا ہوتا ہے امیر کے ساتھ یا جس کو وہ قائم کرے اس کے لیے لڑائی کے وقت اور تحقیق پہلے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ لیا علم کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے پس وہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا اور اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّقَوْلِهٖ جَلَّ وَعَزَّ ﴿سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ﴾ قَالَهٗ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی رعب سے مہینے بھر کی راہ تک۔ یعنی اللہ نے فرمایا کہ اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت اس لیے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کا اول یہ ہے کہ مجھ کو پانچ نعمتیں ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں پس تحقیق اس میں ہے کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی ہیبت سے مہینے بھر کی مسافت سے اور جس کی شرح تیمم میں گذر چکی ہے اور مجھ کو ظاہر ہوا ہے کہ حکمت ایک مہینے کے اقتصار کرنے میں یہ ہے کہ آپ کے درمیان اور بڑے ملکوں کے درمیان جو آپ کے گرد تھے ایک مہینے کی مسافت سے زیادہ فاصلہ نہ تھا جیسے شام عراق یمن اور مصر کہ ان میں اور مدینے کے درمیان مگر ایک ماہ کی مسافت یا اس سے کم۔ اور طبرانی میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ایک مہینہ میرے آگے اور ایک پیچھے اور یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی نہیں اور نہیں مراد خصوصیت سے محض حاصل ہونا ہیبت کا بلکہ وہ اور جو کہ اس سے پیدا ہوتا ہے دشمن پر فتح پانے سے۔ (فتح)

۲۷۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ

۲۷۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح

بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِيْ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا.

نصیب ہوئی رعب سے پس جس حالت میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے سامنے ہوئیں سو میرے آگے رکھی گئیں ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے گئے اورتم وہ خزانے نکالتے ہو۔

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ کم اور معانی زیادہ ہوں ۔اور جوامع الکلم سے مراد قرآن اور حدیث ہے جن کے معانی اور مطالب کی کچھ حد نہیں ۔اور زمین کے خزانوں کی کنجیوں سے مراد وہ چیز ہے جو کھولی جائے گی آپ کی امت پر آپ کے بعد فتوحات سے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ کانیں مراد ہیں ۔(فتح)

٢٧٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُمْ بِإِيْلِيَآءَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآئَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ حِيْنَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ.

٢٧٥٦۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور حالانکہ ہرقل بیت المقدس میں تھا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور پڑھوایا پھر جب خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے نزدیک بہت شور وغل ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم نکالے گئے تو میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ یہاں تک بلند ہوا کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے اس لیے کہ ہرقل کی جگہ اور مدینے کے درمیان ایک ماہ کی مدت تھی یا اس کی مانند۔(فتح)

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾.

جہاد میں سفر کا خرچ اٹھانا۔یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ خرچ راہ ساتھ لیا کرو کہ خرچ راہ بہتر ہے گناہ سے بچنا یعنی سوال سے۔

فائدہ: اس ترجمہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سفر میں خرچ کا اٹھانا توکل کے منافی نہیں اور تحقیق گذر چکی ہے حج میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں جو اس کی تائید کرتی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَحَدَّثَتْنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَآءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَآئِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَّاللهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيهِ بِوَاحِدٍ السِّقَآءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ.

۲۷۵۷۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تیار کیا جب کہ آپ نے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو نہ پائے ہم نے آپ کے لیے دسترخوان اور نہ آپ کی مشک کے لیے وہ چیز کہ باندھیں ہم ان کو ساتھ اس کے تو میں نے اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ باندھوں مگر اپنا کمر بند ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر پس ایک سے مشک باندھ اور دوسرے سے دسترخوان تو میں نے اسی طرح کیا پس اس لیے اسماء رضی اللہ عنہا کا نام ذات النطاقین رکھا گیا یعنی صاحب دو کمر بند کی۔

فائدہ: اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ ہم نے آپ کی مشک اور دسترخوان باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ پائی۔ پس تحقیق وہ ظاہر ہوتا ہے بیچ اٹھانے آلہ خرچ کے سفر میں اور اس کی شرح ہجرت میں آئے گی۔ (فتح)

۲۷۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۷۵۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت خرچ راہ ساتھ لیا کرتے تھے مدینے تک۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ

۲۷۵۹۔ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ خیبر کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب صہباء میں پہنچے اور وہ جگہ خیبر کے علاقہ سے ہے اور وہ خیبر کے تلے ہے تو انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ أَدْنٰى خَيْبَرَ فَصَلَّوا الْعَصْرَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَا فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا.

منگائے پس نہ لایا گیا پاس حضرت ﷺ کے کچھ مگر ستو تو ہم نے لقمہ منہ میں پھیرا سو ہم نے کھایا اور پیا یعنی بعضوں نے خشک ستو کھایا اور بعضوں نے پانی میں بھگو کر پیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔

۲۷۶۰۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَآؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَآؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُوْنَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

۲۷۶۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے خرچ راہ کم ہوئے اور محتاج ہوئے تو حضرت ﷺ کے پاس اونٹوں کے ذبح کرنے کے ارادے سے آئے یعنی پس آپ سے اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو ملے تو لوگوں نے ان کو اس واقعہ سے خبر دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں زندگی تمہاری بعد تمہارے اونٹوں کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے یا حضرت ﷺ نہیں زندگی ان کی بعد ان کے اونٹوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے کہ اپنے باقی خرچ راہ لائیں یعنی جتنا کسی کے پاس خرچ راہ باقی ہو تو حضرت ﷺ کے پاس لے آئے سو اس کے لیے دستر خوان بچھایا گیا اور باقی خرچ راہ لائے تو حضرت ﷺ نے ان پر برکت کی دعا کی پھر ان کے برتن منگوائے تو لوگوں نے لپوں سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ اپنی حاجتوں سے فارغ ہوئے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ظاہر ہونا معجزے کا اس قبیل سے ہے کہ رسالت کی تائید کرتا ہے اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق ہے اور اجابت آپ کی طرف اس چیز کی کہ التماس کریں آپ سے اصحاب آپ کے اور ان کا جاری ہونا اوپر عادت بشری کے بیچ محتاج ہونے طرف سفر خرچ کی اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جو دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے اس کے یقین کے ساتھ قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی اور ان کی نیک نظری پر مسلمانوں کے لیے علاوہ ازیں نہیں بیچ اجابت کرنے حضرت ﷺ کے ان کے لیے اوپر ان کے اونٹوں کے ذبح کرنے کے جو اس بات کو واجب کرے کہ وہ بغیر سواری کے باقی رہیں گے اس احتمال کی وجہ سے کہ بھیجے اللہ ان کے لیے وہ چیز جو ان کو اٹھائے غنیمت سے اور مانند اس کی سے لیکن قبول کیا حضرت ﷺ نے کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا اس چیز کی طرف کی اشارہ کیا اس کے ساتھ معجزے میں جلدی کرنے کے لیے ساتھ برکت کہ حاصل ہوئی کھانے میں اور تحقیق واقع ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مشابہ ساتھ اس قصے کے پانی میں جیسا کہ علامات النبوۃ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تمہاری زندگی تمہارے اونٹوں کے بعد تو یہ اس لیے کہ پے درپے پیادہ چلنا اکثر اوقات پہنچاتا ہے ہلاکت کی طرف۔ ابن بطال نے کہا کہ استنباط کیا ہے اس سے بعض فقہا نے یہ کہ جائز ہے حاکم اور بادشاہ کے لیے قحط میں کہ جس کے پاس اپنی قوت اور حاجت سے زیادہ غلہ ہو وہ اس کے بیچنے کے لیے واجب کر کے حکم کرے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے لوگوں کی خیر خواہی سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جائز ہونا مشورے کا ہے امام پر ساتھ مصلحت کے اگرچہ اس سے پہلے مشورہ نہ لیا ہو۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ.

خرچ راہ کا گردنوں پر اٹھانا یعنی جب کہ اس کا چوپایوں پر اٹھانا مشکل ہو۔

٢٧٦١ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَأَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا حَتّٰى أَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا حُوتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ

۲۷۶۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جہاد کو نکلے اور ہم تین سے آدمی تھے ہم اپنا خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے تو ہمارا خرچ راہ کم ہوا یہاں تک کہ آدمی ہر دن ایک کھجور کھاتا تھا ایک مرد نے کہا کہ اے ابو عبداللہ (یہ جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) ایک کھجور سے آدمی کو کیا ہوتا ہوگا یعنی ایک کھجور سے آدمی کا کس طرح گذارا ہوگا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کھجوریں تمام ہوئیں تو ایک کو بھی ہم نے گم پایا یعنی پھر ایک بھی ہاتھ نہ آتی تھی یہاں تک کہ ہم دریا پر آئے تو ناگہاں ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے یعنی مری ہوئی جس کو دریا نے باہر پھینک

فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَّا أَحْبَبْنَا.

دیا ہے سو ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن تک کھایا جو کچھ ہم نے چاہا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہم اپنے خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے۔

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيهَا.

عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا۔

٢٧٦٢ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَّلَمْ أَزِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِيْ وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَنْ يُّعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ حَتّٰى جَآءَتْ.

۲۷۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب تو حج اور عمرہ دونوں کے ثواب کے ساتھ پھرتے ہیں اور میں نے صرف حج کیا ہے عمرہ نہیں کیا یعنی چاہتی ہوں کہ میں بھی عمرہ کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اور چاہیے کہ عبد الرحمٰن تجھ کو اپنے پیچھے سوار کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن کو حکم دیا کہ اس کو تنعیم سے عمرہ کروائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کی اونچی طرف میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتظاری کی یہاں تک کہ عمرہ کر کے آئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور مشابہ ہے یہ کہ ہو وجہ داخل ہونے اس کے کے اس جگہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلے گذری ہے کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ (فتح)

٢٧٦٣ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ.

۲۷۶۳۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے چڑھاؤں اور اس کو تنعیم سے عمرہ کراؤں۔

بَابُ الْإِرْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ.

جہاد اور حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

٢٧٦٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ

۲۷۶۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور البتہ لوگ آواز بلند کرتے تھے ساتھ حج اور عمرہ

أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِيْ طَلْحَةَ وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

دونوں کے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا درست ہے اور علی ھذا القیاس جہاد کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ.

گدھے پر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

٢٧٦٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ وَّأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ.

۲۷۶۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے پالان پر جس پر کپڑا ڈالا ہوا تھا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھایا۔

٢٧٦٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ يُوْنُسُ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهُ بِلَالٌ وَّمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَآءَ الْبَابِ قَآئِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

۲۷۶۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر مکے کی اونچی طرف سے آئے اس حال میں کہ اسامہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو کعبے کے دربانوں سے تھے یہاں تک کہ سواری کو مسجد حرام میں بٹھایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ خانے کعبے کی کنجی لائے تو خانہ کعبہ کھولا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر دیر تک رہے تو لوگوں نے کعبے کے اندر میں ایک دوسرے سے جلدی کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے داخل ہوئے انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پاس کھڑے پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے تو اشارہ کیا اس نے اس کے لیے طرف اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِیْ صَلَّى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ.

جگہ کی جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے پوچھنا بھول گیا کہ حضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ظاہر ہوگی وجہ اس کے داخل ہونے کی جہاد کے ابواب میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نماز اور حج میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے اول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکے کے دن آئے اس حال میں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهٖ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پکڑے رکاب کو اور مانند اس کے کو یعنی مدد کرنے سے سواری وغیرہ پر۔

٢٧٦٧۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَّيُمِيْطُ الْأَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

٢٧٦٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے انصاف کرنا دو شخصوں میں صدقہ ہے مدد کرنی مرد کی اس کی سواری پر اس کو سواری پر چڑھا دینا یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لاد دینا صدقہ ہے اور نیک بات سے کسی کا دل خوش کرنا صدقہ ہے یعنی خیرات ہے اور ہر ایک قدم جو نماز کے لیے چلے خیرات ہے اور تکلیف دینے والی چیز جیسا کہ کانٹا اور ہڈی اور پتھر کو راہ سے دور کرنا خیرات ہے۔

فائدہ: یعنی ہر مسلمان مکلف پر ساتھ گنتی ہر جوڑ کے ان کی ہڈیوں سے صدقہ ہے اللہ کے لیے بطور شکر کے اس کے لیے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں میں جوڑ بنائے کہ ان کے سبب سے قبض اور بسط یعنی بند کرنے اور کھولنے پر قادر ہوتا ہے اور خاص کی گئیں ہڈیاں ذکر کے ساتھ اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ تصرف کے ہے ساتھ ان کے دقائق کاری گریوں سے جن کے ساتھ آدمی خاص ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو اس کی سواری پر چڑھانا تو یہ جگہ ترجمہ کی ہے پس تحقیق قول اس کا فیحمل علیہا عام تر ہے اس سے کہ اس کا اسباب اس کی سواری پر لادے یا اس کو اس پر چڑھا دے اور یہ جو کہا او یرفع علیہا متاعہ تو یا یہ راوی کا شک ہے یا تنویع ہے اور سوار کا چڑھانا عام تر ہے اس سے کہ اس کو بدستور اٹھا کر سواری پر سوار کرے یا سوار ہونے میں اس کی مدد کرے پس صحیح ہوگا ترجمہ۔ ابن منیر نے کہا کہ نہیں لیا جاتا

ترجمہ مجرد صیغہ فعل سے پس تحقیق وہ مطلق ہے بلکہ عموم کی جہت سے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جنگ حنین میں کہ میں حضرت ﷺ کی رکاب کو پکڑنے والا تھا۔ اور یہ جو کہا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا خیرات ہے تو ابن بطال نے بعض سے حکایت کی ہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ فضائل قیاس کے ساتھ مدرک نہیں ہوتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑے جاتے ہیں بطور توقیف کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ وَكَذٰلِكَ يُرْوٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کافروں کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر کرنا مکروہ ہے یعنی اور اس طرح روایت ہے محمد بن بشر سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: لیکن روایت محمد بن بشر کی پس موصول کیا ہے اس کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند سے اس لفظ سے کہ مکروہ رکھا ہے حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن یعنی کافر کی اس خوف کی وجہ سے کہ پہنچے اس کو دشمن اور لیکن متابعت ابن اسحق کی پس وہ معنی کے ساتھ اس لیے کہ احمد نے اس کو روایت کیا ہے اس لفظ کے ساتھ کہ نہیں کی حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے قرآن کے ساتھ دشمن کی زمین کی طرف اور نہیں تقاضہ کرتی ہے کراہت کو اس لیے کہ وہ نہیں جدا ہوتی ہے کراہت تنزیہ یا تحریم سے۔ (فتح)

وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ الْقُرْاٰنَ.

اور متابعت کی ہے عبیداللہ کی ابن اسحق نے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے یعنی اور سفر کیا حضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے بیچ زمین کافر کے اور حالانکہ وہ قرآن جانتے تھے۔

فائدہ: اس کے ساتھ بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قران کے ساتھ سفر کرنے کی نہی سے مراد لکھے ہوئے قرآن کی نفی ہے یعنی جو کاغذ وغیرہ پر لکھا ہو اس خوف سے کہ پہنچے اس کو دشمن۔ یہ مراد نہیں کہ نفس قرآن کے ساتھ سفر کرنا منع ہے یعنی عامل قرآن مراد نہیں۔ اور اسماعیلی نے اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو قرآن اچھا جانتا ہو وہ دشمن کے گھر میں اس کے ساتھ جہاد نہ کرے اور یہ اس شخص کا اعتراض ہے جو بخاری کی مراد نہیں سمجھتا اور دعوی کیا ہے مہلب نے کہ مراد بخاری کی اس کے ساتھ قوی کرنا ہے اس شخص کے قول کا جو بڑے اور چھوٹے لشکر میں فرق کرتا ہے پس بڑے میں جائز اور چھوٹے میں ناجائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۷۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ.

۲۷۶۸۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس خوف کی وجہ سے کہ اس کو دشمن پہنچے۔اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا ہے فقہاء نے اس پر کہ نا سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے چھوٹے لشکروں میں جن کے مغلوب ہونے کا خوف ہو اور انہوں نے اختلاف کیا ہے بڑے لشکر کے بارے میں جس کے مغلوب ہونے سے امن ہو سو امام مالک نے تو اس میں بھی مطلق منع کیا ہے اور ابو حنیفہ نے تفصیل کی ہے اور دائر کیا ہے شافعیہ نے کراہت کو خوف کے ساتھ وجودا اور عدما اور ان میں سے بعض نے مالکیہ کی طرح کہا ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ کافر کے ہاتھ قرآن کا بیچنا منع ہے معنی مذکور کے موجود ہونے کی وجہ سے اس میں اور وہ اس کی اہانت پر قدرت پانی ہے اور نہیں اختلاف ہے اس کے حرام ہونے میں سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا صحیح ہے اگر واقع ہو اور حکم کیا جائے ساتھ دور کرنے اس کی ملک کے اس سے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ کافر کو قرآن سکھانا منع ہے پس مالک تو مطلق منع کرتے ہیں اور حنفیہ تو مطلق جائز رکھتے ہیں اور شافعی سے دو قول ہیں اور تفصیل کی ہے بعض مالکیہ نے درمیان قلیل کے سبب کے لیے مصلحت قائم ہونے حجت کے اوپر ان کے پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس کو اور درمیان کثیر کے پس منع کیا ہے اس کو اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ہرقل کا اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف بعض آیات لکھی اور نووی نے اتفاق نقل کیا ہے اوپر جائز ہونے کتاب کے طرف ان کی ساتھ مثل ان کے۔(فتح)

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْحَرْبِ.

لڑائی کے وقت تکبیر کہنے کا بیان یعنی اللہ اکبر کہنا یعنی جواز اس کا یا مشروعیت اس کی۔

۲۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا هٰذَا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَلَجَئُوْا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۶۹۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں صبح کی اور حالانکہ خیبر والے بیلچوں کو اپنی گردنوں پر رکھ کر نکلے تھے یعنی کھیتی ہتھیار لے کر نکلے بے خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا لشکر آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا لشکر تو انہوں نے قلعے کی طرف پناہ لی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے

يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ وَأَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا. تَابَعَهٗ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ.

بڑا ہے خراب ہوا خیبر تحقیق ہم مسلمان جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی جو ڈرائے گئے اور ہم نے گھر کے پلے ہوئے گدھے پائے سو ہم نے ان کو پکایا سو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے وقت تکبیر کہنی درست ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَّفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے بلند کرنے آواز کے سے تکبیر میں۔

۲۷۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهٗ مَعَكُمْ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰى جَدُّهٗ.

۲۷۷۰۔ ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو جب ہم کسی نالے کی بلندی پر پہنچتے تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہوتیں تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو یعنی بلکہ تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو تحقیق وہ تمہارے ساتھ موجود ہے سنتا ہے قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور طبری نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا اور ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنی مکروہ ہے اور یہی قول ہے عام سلف کا اصحاب اور تابعین سے اور تصرف بخاری کا چاہتا ہے اس بات کو کہ یہ خاص ہے ساتھ تکبیر کے لڑائی کے وقت اور لیکن بلند کرنا آواز کا کہ اس کے غیر میں پس تحقیق گذر چکا ہے کتاب الصلوۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں دستور تھا کہ جب فرض نماز سے پھرتے تھے تو پکار پکار کے ذکر کرتے تھے اور اس کی بحث اس جگہ گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا.

جب کسی پست زمین میں اترے تو سبحان اللہ کہے۔

٢٧٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

۲۷۷۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا.

جب کسی بلند جگہ پر پہنچے اللہ اکبر کہے۔

٢٧٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا.

۲۷۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تھے یعنی مانند پہاڑ کی اور ٹیلے کی تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

فائدہ: یہ وہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابھی مذکور ہو چکی ہے۔

٢٧٧٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوِ يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ لَا.

۲۷۷۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرے سے پلٹتے تھے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر ذکر کیا جہاد کو کسی پہاڑی کی گھاٹی یا سنگستانی زمین پر پہنچتے تھے تو تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گذار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اسی نے۔ صالح کہتا ہے کہ میں نے سالم سے کہا عبداللہ نے انشاء اللہ نہیں کہا یعنی بعد آئبون کے تو اس نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: اورغرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ جب پہاڑ کی کسی گھاٹی یا بلند جگہ پر اترتے تھے تو تین بار اللہ اکبر کہتے تھے اور مہلب نے کہا کہ اللہ اکبر کہنا حضرت ﷺ کا بلندی کے وقت خبر دینی ہے اللہ کی بڑائی کی جو بلند اور بزرگ ہے اور وقت واقع ہونے اوپر بڑی چیز کے اس کی مخلوق سے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے۔اور سبحان اللہ کہنا حضرت ﷺ کی میدانوں کے اندر مستنبط ہے یونس علیہ السلام کے قصے سے اس لیے کہ باسبب سبحان اللہ کہنے ان کے کے مچھلی کے پیٹ میں نجات دی ان کو اللہ نے اندھیروں سے تو حضرت ﷺ نے بھی میدانوں میں سبحان اللہ کہا تا کہ اللہ آپ کو بھی نجات دے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ پست جگہوں میں سبحان اللہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ تسبیح کے معنی پاکی بیان کرنے کے ہیں پس مناسب ہوئی پاکی بیان کرنی اللہ کی پست ہونے کے صفتوں سے جیسا کہ مناسب ہے بڑائی بیان کرنی اس کی بلندی کے وقت اور نہیں لازم آتا ہونے جہت بلند اور پستی سے محال اللہ تعالیٰ پر یہ کہ نہ صفت کیا جائے ساتھ بلندی کے اس لیے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ علو کے معنی کے جہت سے ہے اور محال ہونا اس کا حس کی جہت سے ہے اس لیے کہ وارد ہوا ہے اس کی صفت میں عالی اور علی اور متعالی اور نہیں وارد ہوئی اس کی ضد اگر چہ اللہ کے علم نے اس کو احاطہ کیا ہے۔(فتح)

بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ.

لکھا جاتا ہے مسافر کے لیے ثواب مثل اس کی کہ تھا عمل کرتا بیچ حالت اقامت کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ اس کا سفر گناہ میں نہ ہو۔(فتح)

٢٧٧٤۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَبُوْ إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ كَبْشَةَ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بُرْدَةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوْسٰى مِرَارًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا.

۲۷۷۴۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ اور یزید بن ابی کبشہ دونوں ایک سفر میں ساتھی تھے یزید رضی اللہ عنہ روزہ رکھتے سفر میں تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کئی بار سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کا ثواب ویسا ہی لکھا جاتا ہے جیسا وہ اپنے وطن میں اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔

فائدہ: یہ اس شخص کے حق میں ہے جو بندگی کرتا ہو پس روکا جائے اس سے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اگر مانع نہ ہوتا تو اس کو ہمیشہ کرتا اور ابو داود میں صریح آچکا ہے اور نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ بندہ جب کسی نیکی پر ہو پھر بیمار

ہو جائے تو جو فرشتہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ لکھ اس کے لیے مثل اس کی جو یہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں یہاں تک کہ میں اس کو صحت دوں یا اپنی طرف لاؤں روایت کی یہ حدیث عبد الرزاق اور احمد نے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب مبتلا کرتا ہے اللہ مسلمان کو کسی بلا کے ساتھ اس کے بدن میں تو اللہ فرشتے کو کہتا ہے کہ لکھ اس کے نیک عمل اس کے لیے جو کیا کرتا تھا پھر اگر اس کو اللہ شفا دے تو اس کو گناہ سے پاک کر ڈالتا ہے اور اگر اس کی روح قبض کرلے تو اس کو بخش دیتا ہے اور رحم کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ لکھتا ہے بیمار کے لیے وہ اجر کہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں جب تک کہ بیمار رہے اور ایک روایت میں ہے کہ رات کو نماز پڑھا کرتا ہو یعنی اس کی عادت ہو پھر غالب آئے اس پر نیند یا بیماری تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے اجر نماز اس کی کا اور وہ سونا اس پر صدقہ ہوتا ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ سب بحث نوافل کے حق میں ہے اور لیکن نماز فرائض کے تو نہیں ساقط ہوتی سفر اور بیماری میں اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ بیمار اور مسافر جب تکلیف اٹھا کر عمل کرے تو افضل ہوگا اس سے جو صحت اور اقامت کی حالت میں کرے ان احادیث میں تعاقب ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عذر رخصت دینے والے جماعت کے ترک پر ساقط کرتے ہیں کراہت اور گناہ کو خاص کے اس کے بغیر کے ہوں حاصل کرنے والے فضیلت کو اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے شرح مذہب میں اور اس کی پہلی وجہ کو جزم کیا ہے رویانی نے تلخیص میں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف جائے اور پائے لوگوں کو کہ نماز پڑھ چکے ہوں تو اللہ اس کو نماز پڑھنے والے اور اس پر حاضر ہونے والے کے برابر ثواب دیتا ہے اس کا کچھ ثواب کم نہیں ہوتا یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور اس کی سند قوی ہے اور سبکی کبیر نے کہا کہ جس کی عادت جماعت سے نماز پڑھنے کی ہو اور اس پر جماعت سے نماز پڑھنی مشکل ہو تو تنہا نماز پڑھے تو اس کے لیے جماعت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس کی عادت نہ اور جماعت کا ارادہ کرے پس دشوار ہو اس پر پس تنہا نماز پڑھے تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب قصد اس کے کا نہ کہ جماعت کے ثواب کا اس لیے کہ اگرچہ اس کا قصد جماعت کا تھا مگر قصد مجرد ہے اور پہلے کے لیے دلالت کرتی ہے حدیث باب کی اور ثانی کے لیے یہ کہ ثواب فعل کا دوگنا ہوتا ہے اور اجر قصد کا دوگنا نہیں ہوتا اس دلیل کے ساتھ کہ جو نیکی کا قصد کرے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو تنہا نماز پڑھتا ہے اگرچہ اس کے لیے جماعت کا ثواب ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کی عادت تھی پس لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب اکیلے کی نماز کا ساتھ اصالت کے اور ثواب جماعت سے پڑھنے والے کا ساتھ فضل کے۔ (فتح)

بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهُ. تنہا چلنے کا بیان۔

۲۷۷۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۷۷۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

خندق کے دن حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے ان کو بلایا یعنی کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں جاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی تین بار بلایا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے تینوں بار آپ کا حکم قبول کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مدد گار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باب الطلیعہ میں پہلے گذر چکی ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث اس باب میں کس طرح داخل ہوتی ہے اور ابن منیر نے اس کی تقریر یوں کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ﷺ کا حکم قبول کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ کوئی اور نہ گیا ہو میں کہتا ہوں کہ اور طریق میں وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تنہا گئے تھے اور مناقب میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آئے گی وہ چیز کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے باپ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو جدا ہوتا ہے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے سو میں چلا ہوں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تنہا گئے اور ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ (فتح)

۲۷۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهُ.

۲۷۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ جو کچھ تنہائی میں آفتیں ہیں جو میں جانتا ہوں تو رات کو کوئی سوار تنہا نہ چلے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ لڑائی کی مصلحت کے لے چلنا خاص تر ہے سفر کرنے سے اور حدیث منع کی سفر کے حق میں وارد ہوئی ہے پس جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا ضرورت کے لیے اور مصلحت کے جو

نہیں منتظم ہوتی مگر ساتھ تنہا ہونے کے مانند بھیجنے جاسوس کے اور طلیعہ کے اور جواس کے علاوہ ہے اور سومکروہ ہے اور احتمال ہے کہ ہو حالت جواز کی مقید حاجت کے ساتھ امن کے وقت اور حالت منع کی مقید ساتھ خوف کے جس جگہ ضرورت نہ ہو اور تحقیق واقع ہوا ہے کتب مغازی میں بھیجنا ہر ایک کا حذیفہ اور نعیم بن مسعود اور عبداللہ بن انیس اور خوات بن جبیر اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہم سے بھی کئی جگہوں کے بیچ ان میں سے بعض صحیح میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّتَعَجَّلَ مَعِيْ فَلْيُعَجِّلْ.

چلنے میں جلدی کرنی یعنی بیچ رجوع کرنے کے طرف وطن کی۔ یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں جلد جانے والا ہوں مدینے کو سو جو تم لوگوں میں سے میرے ساتھ جلد جانا چاہے تو چاہیے کہ جلد جائے پھر جب مدینے کے قریب پہنچے۔ آخر حدیث تک

۲۷۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَحْيٰى يَقُوْلُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّيْ عَنْ مَّسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ فَكَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

۲۷۷۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے تو اس نے کہا کہ تیز چلتے تھے پھر جب فراخ جگہ پاتے تھے تو اور زیادہ تیز چلتے تھے اور نص عنق سے تیز چلنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۲۷۷۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

۲۷۷۸۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے کے راہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ جلدی چلے یہاں تک کہ جب سرخی غروب ہوئی تو پھر اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی یعنی دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا یعنی جلد چلنے کی ضرورت ہوتی تھی تو مغرب کی نماز کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو جمع کرتے تھے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۲۷۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهِ.

۲۷۷۹۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے باز رکھتا ہے تمہارے ایک کو سونے اس کے سے اور کھانے سے اور پینے سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے بیان میں گزر چکی ہے۔اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کی طرف جلد چلنا اس لیے تھا کہ اپنی جان کو آرام دیں اور اپنے گھر والوں کو خوش کریں۔اور جلد چلنا آپ کا مزدلفہ کی طرف اس لیے تھا کہ مشعر حرام میں جلد وقوف کریں۔اور جلد چلنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنی بیوی کی طرف اس لیے تھا کہ اس کی زندگی سے کچھ پائیں کہ ممکن ہو اس کو کہ وصیت کریں اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کرتے تھے اس کے غیر کی طرف۔(فتح)

بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فَرَاٰهَا تُبَاعُ.

جب کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا چڑھنے کو دے پھر اس کو بکتا دیکھے تو اس کو نہ خریدے۔

۲۷۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَّبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ.

۲۷۸۰۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چڑھنے کو دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت خریدو اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

۲۷۸۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

۲۷۸۱۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑھنے کے لیے دیا تو جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کو بیچنا چاہا یا ضائع کیا سو میں نے اس

حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَابْتَاعَهٗ أَوْ فَأَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهٗ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ أَنَّهٗ بَآئِعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَآئِدَ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ.

کوخریدنا چاہا اور میں نے گمان کیا ہے وہ اس کو سستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت خریدو اگر چہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے پس (صحیح ترجمہ اس طرح ہے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے جو اپنی قے کو پھر کھا جاتا ہے) تحقیق اپنی خیرات کی چیز کو پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی قے کو اپنے پیٹ میں پھر ڈال لے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ.
ماں باپ کی اجازت کے ساتھ جہاد کرنا۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور یہی قول ہے ثوری کا اور مقید کیا ہے اس کو جمہور نے اسلام کے ساتھ اور نہیں واقع ہوا باب کی حدیث میں کہ ماں باپ نے اس کو منع کیا تھا لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف جو آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۸۲۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَّالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

۲۷۸۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے جہاد کی پروانگی چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس انہی دونوں میں جہاد کر۔

فائدہ: یعنی خاص کران کو ساتھ جہاد نفس کے بیچ رضامندی ان کی کے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعبیر کرنا چیز کو ساتھ ضد اس کی کے جب کہ اس کے معنی سمجھے جائیں اس لیے کہ صیغہ امر کا بیچ قول حضرت ﷺ کے فجاہد ظاہر ہے اس کا پہنچانا ضرر کا ہے جو دونوں کے غیر کے لیے حاصل ہوتا تھا ان کے لیے اور حالانکہ یہ قطعاً مراد نہیں بلکہ مراد تو پہنچانا قدر مشترک ہے جہاد کی تکلیف سے اور وہ مشقت بدن کی ہے اور مال کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو چیز جان مشقت میں ڈالے اس کا نام جہاد رکھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ سے نیکی کرنا کبھی جہاد سے افضل ہوتا ہے اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ محض خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے اور یہ مکلف بندگی کے عملوں سے افضل عمل

پوچھے تا کہ اس کے ساتھ عمل کرے اس لیے کہ اس نے جہاد کی فضیلت سنی پس جلدی کی طرف اس کی پھر نہ قناعت کی اس نے یہاں تک کہ اس کی اجازت چاہی پس دلالت کی اس نے اس چیز پر کہ وہ افضل ہے اس کے حق میں اور اگر سوال نہ ہوتا تو اس کو اس کا علم حاصل نہ ہوتا اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ ہے کہ پھر جا اپنے ماں باپ کی طرف اور اچھی طرح ان کے ساتھ رہ اور ابو داود وغیرہ کی روایت میں ہے کہ پھر جا پس ہنسا اس کو جیسا کہ تو نے ان کو رلایا اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے کہ پھر جا اور اپنے ماں باپ سے اجازت مانگ پس اگر وہ تجھ کو اجازت دیں تو جہاد کر نہیں تو ان کے ساتھ نیکی کر اور صحیح کہا ہے ان کو ابن حبان نے اور جمہور علما نے کہا کہ حرام ہے جہاد کرنا جب کہ ماں باپ دونوں منع کریں یا ایک منع کرے بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں اس لیے کہ ان کی خدمت فرض عین اور جہاد فرض کفایہ۔ پس جب متعین ہو جہاد تو اس وقت اجازت نہیں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے وہ حدیث جو ابن حبان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ سب سے افضل کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا کہ نماز اس نے کہا کہ پھر کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا جہاد اس نے کہا کہ میرے ماں باپ زندہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھ کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم کرتا ہوں اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ میں جہاد کروں گا اور ماں باپ کو چھوڑ دوں گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو خوب جانتا ہے پس یہ حدیث محمول ہے فرض عین پر دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کے لیے اور کیا دادا اور دادی بھی ماں باپ کے ساتھ ملحق ہیں یا نہیں اس میں اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور نیز صحیح یہ ہے کہ اس میں آزاد اور غلام کے درمیان فرق نہیں شامل ہونے کی وجہ سے طلب بر کے پس اگر اولاد غلام ہو اور اس کا سردار اس کو اجازت دے تو ماں باپ کا اذن معتبر نہیں اور ماں باپ کے لیے رجوع کرنا ہے بیچ اذن کے مگر یہ کہ صف میں حاضر ہو اور اسی طرح اگر ماں باپ شرط کریں یہ کہ جہاد نہ کرے پس حاضر ہو صف میں تو نہیں اثر ہے شرط کے لیے یعنی شرط باطل ہو جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ سفر کے حرام ہونے پر بغیر اذن کے اس لیے کہ جب جہاد منع ہے اس کی فضیلت کے باوجود تو مباح سفر بطریق اولیٰ منع ہو گا ہاں اگر ہو سفر اس کا فرض عین کے سیکھنے کے لیے جس جگہ کہ متعین ہو سفر طریقہ طرف اس کی تو نہیں ہے منع اور اگر فرض کفایہ ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اس حدیث میں فضیلت بر والدین کی ہے اور تعظیم ان کے حق کی اور بہت ہونا ثواب کا ان کے بر میں اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهٖ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بیچ گھنٹی کے اور مانند اس کی کے اونٹ کی گردن میں۔

فائدہ: یعنی جیسا کہ گھنگرو اور پازیب وغیرہ بیچ گردنوں اونٹوں کے یعنی کراہت سے اور قید کیا ہے بخاری نے اس

کو ساتھ اونٹ کے وارد ہونے کی وجہ سے خبر کے بیچ اس میں خاص کر۔ (فتح)

۲۷۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِيْ مَبِيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.

۲۷۸۳۔ ابوبشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا اور حالانکہ لوگ اپنے سونے کی جگہ میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیجا یہ کہ نہ باقی رہے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر کہ کاٹ ڈالا جائے۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ اوتار کی مراد میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ تانت کا گنڈا اونٹوں کی گردن میں اس لیے ڈالتے تھے تا کہ نظر نہ لگے ان کے گمان میں تو ان کو حکم ہوا کہ اس کو کاٹ ڈالیں خبر دینے لیے کہ تانت اللہ کے حکم کو پھیر نہیں سکتی اور یہ قول مالک کا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جب اونٹ کی گردن میں تانت ڈالنے والا یہ اعتقاد کرے کہ وہ نظر کو پھیر دیتی ہے تو بے شک اس نے گمان کیا کہ وہ تقدیر کو پھیر دیتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اس لیے منع ہے کہ دوڑانے کے وقت جانور کا گلا نہ گھونٹا جائے اور یہ محکی ہے محمد بن حسن ابوحنیفہ کے شاگرد سے اور ترجیح دیتی ہے اس کو ابوعبیدہ کی کلام پس اس نے کہا کہ یہ اس لیے منع ہے کہ چوپائے اس کے ساتھ ایذاء پاتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی جان تنگ ہوتی ہے اور چرنے سے رک جاتا ہے اور اکثر اوقات درخت کے ساتھ اٹک جاتا ہے پس اس کا گلا گھٹتا ہے یا چلنے سے باز رہتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ لوگ اس میں گھنٹا باندھتے تھے حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے اور اس پر دلالت کرتا ہے بخاری کا باب باندھنا اور ابوداود نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن میں گھنٹا ہو اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ کہ اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ نہ باقی رہے کوئی گنڈا تانت کا اور نہ گھنٹا کسی اونٹ کی گردن میں مگر کہ کاٹا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں فرق ہے اس میں اونٹ اور اس کے غیر کے درمیان مگر تیسرے قول پر کہ نہیں جاری ہوئی عادت لٹکانے کی گھنٹوں کے گھوڑوں کی گردن میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اونٹوں کی گردن میں تانت نہ ڈالے پس اس سے (یہ دعوی دلیل مذکور سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی نقیض ثابت ہوتی ہے فتح الباری میں تو اس طرح نہیں اس میں تو ابوداود اور نسائی کی حدیث اس طرح نقل کی ہے **اربطوا الخيل وقلدوها ولا تقلدوها الاوتار** یعنی گھوڑوں کو باندھ رکھو

اوران کے گلوں میں ہار ڈالو لیکن تانت ان کے گلوں میں نہ ڈالو۔ واللہ اعلم) معلوم ہوا کہ حکم اونٹوں کے ساتھ خاص نہیں اور شاید اس کی قید ترجمہ میں غالب کی وجہ سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنی داڑھی کو گرہ دے یا تانت کو گلے میں ڈالے تو تحقیق محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ گھنٹا شیطان کا باجا ہے اور یہ روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس میں کراہت اس کی آواز کی وجہ سے ہے اس لیے کہ اس میں مشابہت ہے ناقوس کی اوراس کی مثل کی آواز کے ساتھ۔ اور نووی وغیرہ نے کہا کہ یہ نہی کراہت کے لیے ہے اور یہ کہ یہ کراہت تنزیہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کراہت تحریم کے لیے ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر حاجت نہ ہو تو منع کیا جائے اور جب حاجت ہو تو جائز ہے اور مالک سے روایت ہے کہ خاص ہوتی ہے کراہت ساتھ تانت کے گنڈے کے اور اس کے غیر کے ساتھ جائز ہے جب کہ قصد دفع کرنا نظر کا ہو اور یہ سب بحث بیچ لٹکانے تعویذوں وغیرہ کے ہے جن میں قرآن اور اس کی مانند نہ ہو اور لیکن جس چیز میں اللہ کا ذکر ہو تو وہ منع نہیں پس تحقیق سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ڈالا جاتا ہے تبرک کے لیے اور تعویذ کے اللہ کے ناموں کے ساتھ اور اس کے ذکر کے ساتھ۔ اور اسی طرح نہیں منع جو ڈالا جاتا ہے زینت کے لیے جب تک کہ نہ پہنچے تکبر اور اسراف کو اور گھنٹے کے باندھنے میں بھی اختلاف ہے تیسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے بقدر حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ چھوٹا جائز ہے بڑا جائز نہیں۔

بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ.

جو جہاد میں لکھا جائے اور اس کی بیوی حج کے لیے نکلے یا اس کو کوئی عذر ہو تو کیا اس کو اجازت دی جائے کہ جہاد میں نہ جائے۔

٢٧٨٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَّلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

٢٧٨٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خلوت کرے کوئی مرد ساتھ عورت کے یعنی مرد اور عورت اجنبی ایک مکان میں تنہا جمع نہ ہوں اور نہ سفر کرے کوئی عورت مگر کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا گیا ہے یعنی جو لشکر فلاں جہاد میں جانا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو نکلی ہے یعنی تو میں کیا کروں آیا جہاد کو جاؤں اور اپنی بیوی کو اکیلے حج کو جانے دوں یا بیوی کے ساتھ جاؤں اور جہاد کو نہ جاؤں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: یہ حدیث مع شرح کے حج میں گذر چکی ہے۔ اور اس سے غرض یہ اخیر قول ہے کہ جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے حق میں حج جہاد سے افضل ہے اس لیے کہ جمع ہوا اس کے لیے حج نفل کے بیچ اس کے کہ حاصل کرنا حج فرض کا اپنی بیوی کے لیے تو ہوگا یہ جمع ہونا اس کے لیے افضل مجرد جہاد سے جو کہ حاصل ہوتا ہے مقصود اس سے ساتھ غیر اس کے اور اس میں مشروعیت ہے لکھنے کی لشکر کے اور نظر کرنی امام کی اپنی رعیت کی مصلحت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ الْجَاسُوْسِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ التَّجَسُّسُ التَّبَحُّثُ.

باب ہے جاسوس کے بیان میں یعنی تجسس کے معنی جستجو کے ہیں باطن امور سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ پکڑو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

فائدہ: مناسبت آیت کی یا اس چیز کی وجہ سے کہ تفسیر میں آئے گی کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں مذکور ہے وہ اس کا سبب نزول تھا اور یا اس لیے کہ اس سے نکالا جائے حکم جاسوس کفار کا پس جب بعض مسلمانوں کو اس پر اطلاع ہو اس کے امر کو چھپائے نہیں بلکہ اس کو امام کے پاس لے جائے تا کہ وہ اس میں اپنی رائے کے موافق کام کرے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کفار کے جاسوس کے قتل کے جواز میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)۔

٢٧٨٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَّمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيْ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ

٢٧٨٥۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے بارہ میل مدینے سے) میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اور اس کے پاس ایک خط ہے سو وہ خط اس سے چھین لو تو ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچے تو ناگہاں ہم نے ایک شتر سوار عورت دیکھی تو ہم نے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ یا تو خط نکال یا بدن سے کپڑے اتار تو اس نے اپنے بالوں کی جوڑی سے خط نکالا تو ہم اس خط کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے پس ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ یہ خط حاطب کی طرف سے ہے طرف بعض مشرکین کے اہل مکہ سے اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امروں سے

عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَّلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا وَّلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هٰذَا.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب یہ کیا ہے یعنی اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے حاطب نے کہا یا حضرت مجھ پر شتابی نہ کیجیے بے شک میں مرد قریش میں ملا ہوا تھا ان کی برادری میں سے نہ تھا یعنی کے میں میرا کوئی بھائی بند نہیں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے لیے مکے میں قرابتی ہیں کہ وہ قرابت کے سبب سے ان کے لڑکے بالوں اور مالوں کی نگاہ رکھتے ہیں اور جب ان میں میرا کوئی قرابتی نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں جس کے سبب سے وہ میرے لڑکے بالوں کی نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کفر کے سبب سے اور نہ مرتد ہونے کے سبب سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تم کو سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں کہ یہ منافق ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا اور تجھ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے کہا کہ جو تمہارا جی چاہے کرو میں تم کو بخش چکا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

بَابُ الْكِسْوَةِ لِلْأُسَارٰى.

قیدیوں کو کپڑا پہنانا یعنی جوان کے ستروں کو ڈھانکے اس لیے کہ ان کی طرف نظر کرنی جائز نہیں ہے۔

۲۷۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۲۷۸۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب جنگ

ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارٰى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا فَوَجَدُوْا قَمِيصَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ فَلِذٰلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ الَّذِيْ أَلْبَسَهُ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ.

بدر کا دن ہوا تو قیدی لائے گئے اور عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں لائے گئے اور ان پر کوئی کپڑا نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے حاضرین میں پوشاک دیکھا تو لوگوں نے عبداللہ بن ابی کا پوشاک اس کے اندازے کے مطابق پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پوشاک اس کو پہنائی پس اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپی پوشاک عبداللہ کو مرنے کے وقت پہنائی ابن عیینہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک احسان تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس کو اس کا بدلہ دیں۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ رَجُلٌ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جس کے ہاتھ پر کوئی مرد مسلمان ہو۔

۲۷۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَهْلٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْهُ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ

۲۷۸۷۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا کل اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر پس فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں تو لوگوں نے وہ رات اس فکر میں کاٹی کہ دیکھیں علم کس کو ملے تو صبح کو سب اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص اس کا امیدوار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں آئی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگائی اور ان کے لیے دعا کی تو اسی وقت ان کو صحت ہو گئی جیسے کی ان کو کچھ درد نہ تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو علم دیا تو حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور

إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

پر یہاں تک کہ تو اپنے میدان میں اترے پھر ان سے اسلام کی درخواست کر اور خبر دے ان کو جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے پس قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے لیے بہتری ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے ۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہاں بھی آخر قول ہے کہ اللہ کی تیری وجہ سے ایک مرد کو ہدایت دینا تیرے لیے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی ۔ (فتح)

بَابُ الْأُسَارٰى فِي السَّلَاسِلِ.

قیدیوں کو زنجیروں میں باندھنے کا بیان۔

٢٧٨٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

٢٧٨٨ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب کیا اللہ نے یعنی راضی ہوا ان لوگوں کے حال سے جو بہشت میں داخل ہوں گے زنجیروں میں۔

فائدہ: اور ابو داود میں ہے کہ کھینچے جاتے ہیں بہشت کی طرف زنجیروں میں اور تحقیق گذر چکی ہے توجیہ عجب ہونے کی اللہ کے حق میں بیچ ابتدائے جہاد کے اور یہ کہ اس کے معنی اللہ کی رضامندی ہے اور مانند اس کی ابن منیر نے کہا کہ اگر مراد حقیقۃ رکھنا زنجیروں کا ہے گردنوں میں تو ترجمہ مطابق ہے اگر مراد مجاز ہے اکراہ سے نہیں ہے مطابق ۔ میں کہتا ہوں کہ زنجیروں کا گردنوں میں ہونا مقید ہے ساتھ حالت دنیا کے پس نہیں ہے کوئی مانع اس کے حمل کرنے سے حقیقت پر اور معنی یہ ہیں کہ بہشت میں جائیں گے اور مسلمان ہونے سے پہلے زنجیروں میں تھے یعنی ان میں بندھے ہوئے آئے تھے اور آل عمران کی تفسیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر میں کہ لوگوں میں بہتر وہ لوگ جولائے جائیں گے اس حالت میں کہ ان کی گردنوں میں زنجیر ہوں گے یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوں گے ابن جوزی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ قید کئے گئے پھر جب انہوں نے اسلام کی صحت معلوم کی تو خوشی سے اسلام میں داخل ہوئے پھر بہشت میں داخل ہوئے پس ہوگا اکراہ قید کرنے پر وہ سبب پہلا اور گویا کہ اس نے اطلاق کیا ہے اکراہ پر تسلسل کو اور جب کہ بہشت میں داخلہ کا وہی سبب تھا تو قائم کیا سبب کو جگہ سبب کی اور طیبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ زنجیر کے کھینچنا جس کو اللہ کھینچتا ہے اپنے خاص بندوں سے گمراہی سے ہدایت کی طرف لیکن آل عمران کی تفسیر دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے حقیقی قید ہے اور مانند اس کی ہے جو ابو طفیل کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ اپنی امت سے دیکھے کہ بہشت کی طرف ہانکے جاتے

ہیں زنجیروں میں ناخوشی سے میں نے کہا یا حضرت ﷺ وہ کون ہیں فرمایا کہ ایک قوم عجم کی ہے کہ مہاجرین ان کو قید کریں گے اور ان کو جبرا اسلام میں داخل کریں گے اور لیکن ابراہیم حربی تو منع کیا ہے اس نے حمل کرنے اس کے کو حقیقت قید پر اور کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اسلام کی طرف کھینچے جائیں گے اس حال میں کہ ناخوش ہوں گے پس ہو گا یہ سبب داخل ہونے ان کے کا بہشت میں اور یہ مراد نہیں کہ وہاں زنجیر ہوں گے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد مسلمان ہوں جو کافروں کے پاس قید ہوں اور اسی حالت میں مر جائیں یا مارے جائیں پس قیامت کے دن اسی طرح (ان کا حشر ہوگا) جمع کیے جائیں گے اور تعبیر کیا حشر کو ساتھ داخل ہونے بہشت کے ان کے دخول کے ثابت ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ.

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کی جو یہود اور نصاریٰ سے مسلمان ہو۔

۲۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُوْ حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ. ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْ أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۲۷۸۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کو دوہرا ثواب ملے گا ایک مرد وہ ہے جس کے پاس ایک لونڈی ہو تو اس کو شرع کے احکام سکھائے سو اس کو اچھی طرح تعلیم کرے پھر اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرے بعد اس کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دوہرا ثواب ہے یعنی ایک ثواب اس کی تعلیم اور آزادی کا اور دوسرا نکاح کر لینے کا اور دوسرا مرد اہل کتاب سے ہے یعنی یہود و نصاریٰ سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا تھا پھر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے بھی دوہرا ثواب ہے۔ اور تیسرا وہ مملوک غلام ہے جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کی خیر خواہی کی۔ شعبی نے کہا کہ میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت دے دی اور حالانکہ تھا مرد کوچ کرتا بیچ حاصل کرنے ادنیٰ چیز کے اس سے طرف مدینے کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق میں گذر چکی ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ نص ان تین شخصوں کے حق میں آئی ہے تا کہ تنبیہ کرے اس کے ساتھ اوپر تمام ان شخصوں کے جو احسان کرے دونوں معنی میں جس فعل میں کہ ہو افعال بر سے اور

لونڈی سے نکاح کرنے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مومن اہل کتاب سے ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہو اس چیز کی وجہ سے کہ لیا ہے اللہ نے ان سے عہد اور میثاق پس جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ہوگا ایمان اس کا مستمر پس کس طرح متعدد ہوگا اس کا ایمان تا کہ دوہرا ہو اس کا ثواب پھر جواب دیا ہے اس نے اس طرح کہ ایمان اس کا پہلا اس طرح سے ہے کہ موصوف ساتھ اس طرح کے رسول ہیں اور دوسرا اس طور سے کہ تحقیق محمد ﷺ وہی موصوف ہیں پس ظاہر ہوا تغایر پس ثابت ہوا تعدد انتہی اور احتمال ہے کہ اس کا اجر دوہرا اس لیے ہو کہ اس نے عناد نہیں کیا جیسا کہ اس کے غیر نے کیا ان لوگوں سے جن کو اللہ نے علم پر گمراہ کیا پس حاصل ہوا اس کے لیے ثواب ثانی ساتھ مجاہدہ نفس اس کے کے اوپر مخالفت ہم مثلوں اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ ﴿بَيَاتًا﴾ لَيْلًا.

باب ہے بیان میں اہل دار کے یعنی کافروں کے کہ شہروں میں رہتے ہیں شبخون کئے جاتے ہیں پس ان کی اولاد اور لڑکے مارے جائیں یعنی کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ یعنی بیاتا کے معنی لیلا ہیں یعنی رات کو۔

فائدہ: اور سمجھا جاتا ہے قید کرنے اس کے سے ساتھ مارے جانے سے ان کی اولاد کے بند کرنا خلاف کا اوپر اس کے یعنی اختلاف صرف اسی میں ہے اور جواز شب خون کرنے کا جب کہ اس سے خالی ہو۔ امام احمد نے کہا کہ شبخون کرنے کا کوئی ڈر نہیں اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو مکروہ جانا ہو۔ (فتح)

فائدہ: بیاتا قرآن کا لفظ ہے جو آیت وجاء ھابا سنا بیاتا میں واقع ہے اور بخاری کی عادت ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا لفظ واقع ہو جو قرآن کے لفظ کے موافق ہو تو اس کی تفسیر کر دیتے ہیں دونوں مصلحتوں کے جمع کرنے کے اور تبرک حاصل کرنے کے لیے دونوں امروں کے۔ (فتح)

﴿لَنُبَيِّتَنَّهُ﴾ لَيْلًا يُبَيِّتُ لَيْلًا.

یہ سب قرآن کے الفاظ ہیں جو اس مادے سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد يُبَيِّتُ سے یہ آیت ہے ﴿بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ﴾ یعنی سب لفظوں کے معنی شبخون کے ہوں اور معنی بیات کے جو مراد ہیں حدیث میں یہ ہیں کہ لوٹ کرے کافروں پر رات میں ساتھ اس طور کہ ان کے فردوں میں تمیز اور فرق نہ ہو سکے۔ (فتح)

٢٧٩٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

٢٧٩٠۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گذرے ساتھ میرے حضرت ﷺ ابواء میں یا ودان میں کہ وہ دونوں نام ہیں دو جگہوں کے پس پوچھے گئے حال اہل دار حرب کے سے کہ شبخون کئے جائیں مشرکوں سے پس ماری جائیں ان کی

وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَآءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِّسَآئِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ كَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو هُمْ مِنْ آبَآئِهِمْ.

عورتیں اوران کے لڑکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں اور میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہے راکھ مگر اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔

فائدہ: یہ جوفرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اس حالت میں وہ حکم میں برابر ہیں اور یہ مرادنہیں کہ جائز ہے مار ڈالنا ان کا قصداً ان کی طرف بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ناممکن ہو پہنچنا طرف باپوں کی مگر اولاد کے قتل کے ساتھ پس اگر مارے جائیں مختلط ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ تو جائز ہے قتل ان کا اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روایت کی یہ حدیث ابو داود نے اور اس کے معنی کے ساتھ زہری سے ساتھ دوسرے طریق کے شاید کہ زہری نے اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ حدیث صعب کے نسخ کی طرف۔اور مالک اوراوزاعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے قتل کرنا عورتوں اور بچوں کا کسی حال میں یہاں تک کہ اگر اہل حرب اپنی عورتوں اوبچوں کو بجائے ڈھال کے اپنے آگے کریں یا پناہ لیں ساتھ قلعے یا کشتی کے اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے ساتھ گردانیں تو نہیں جائز ہے تیر اندازی کرنی ان کی طرف اور نہ ان کا جلانا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آپ نے جنگ حنین کے دن فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ قتل کرو مزدور کو اور نہ بچوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو ایک عورت قتل کی گئی اور حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نہ لڑتی تھی اور اس کے قتل سے منع فرمایا۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے طائف میں ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ کیا میں نے عورتوں کے مارنے سے منع نہیں کیا کس نے اس کو قتل کیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے اس کو مارا میں نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا تو اس نے چاہا کہ مجھ کو گرا کر مار ڈالے تو میں نے اس کو

مار ڈالا تو حکم کیا حضرت ﷺ نے پس مٹی میں دبائی گئی اور احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں اور جس کی طرف اس کے غیروں نے میل کی ہے وہ تطبیق دیتے ہیں دونوں حدیثوں کے درمیان جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور کوفیوں کا اور کہتے ہیں کہ اگر عورت لڑے تو اس کا قتل جائز ہے حبیب اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ نہیں جائز قصد کرنا اس کے قتل کی طرف جب کہ لڑی مگر یہ کہ لڑائی کی مباشر ہو اور اس کی طرف قصد کرے اور اس طرح لڑکا جو بلوغت کے قریب پہنچا ہو اور تائید کرتی ہے جمہور کے قول کی جس کو ابوداود وغیرہ نے ریاح سے روایت کی ہے کہ میں ایک جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے لوگ جمع ہوئے دیکھے تو ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ یہ عورت تو نہیں لڑتی تھی پس اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لڑے تو قتل کی جائے۔ اور اتفاق کیا ہے تمام نے جیسا کہ نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ نے قصداً عورتوں اور بچوں کے قتل کے لیکن عورتیں پس ان کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اور لیکن بچے پس واسطے قصور ان کے کے فعل کفر اور اس لیے کہ ان سب کے باقی رہنے میں نفع اٹھانا ہے ان کے ساتھ یا تو غلامی کے ساتھ یا بدلے لینے کے لیے جس کا بدلہ لینا جائز ہے اور حکایت کیا ہے حازمی نے ایک قول ساتھ جواز قتل کے عورتوں اور بچوں کے بنا بر ظاہر حدیث صعب کی اور گمان کیا اس نے کہ وہ منسوخ ہے نہی کی حدیث سے اور یہ قول غریب ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے جواز عمل کی عام پر یہاں تک کہ وارد ہو خاص اس لیے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا عمومات کے ساتھ جو دلالت کرتے ہیں اہل شرک کے قتل پر پھر منع کیا حضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے پس خاص کیا گیا یہ عموم پس احتمال ہے کہ استدلال کیا جائے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے خطاب کے وقت وقت حاجت تک اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو جدا ہوتا ہے عورتوں سے اور ان کے سوائے اور مال کی اقسام سے زہد کی وجہ سے اس لیے کہ اگرچہ حاصل ہوتا ہے ان سے ضرر دین میں لیکن موقوف ہے جدا ہونا ان سے اوپر حاصل ہونے اس ضرر کے پس جب ضرر حاصل ہو تو بچے نہیں تو بقدر حاجت کے اس سے لے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں لڑکوں کے مارنے کا بیان۔

۲۷۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَأَنْكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

۲۷۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے کسی جنگ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو انکار کیا حضرت ﷺ نے قتل کرنے لڑکوں کے سے اور عورتوں کے سے۔

بَابُ قَتْلِ النِّسَآءِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں عورتوں کا مارنا یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۷۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَّقْتُوْلَةً فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ.

۲۷۹۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جنگوں میں ایک عورت مقتول پائی گئی پس منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے عورتوں کے سے اور لڑکوں کے سے۔

فائدہ: اور طبرانی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے عورتوں اور بچوں کے اور فرمایا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو غالب ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ.

نہ عذاب کیا جائے ساتھ عذاب اللہ کے۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے اس نے حکم کو اس مسئلے میں دلیل کے واضح ہونے کی وجہ سے اس میں اس کے نزدیک اور محل اس کا وہ ہے جب نہ متعین ہو چلانا طریق طرف غلبے کی کفار پر لڑائی کی حالت میں۔ (فتح)

۲۷۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَّجَدْتُّمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَأَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ إِنِّيْ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ وَّجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

۲۷۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا سو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو پاؤ تو ان کو آگ سے جلا دینا پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم آپ کو وداع کرنے کے لیے آئے تو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا دینا اور بے شک آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے اللہ کے کسی کو نہ چاہیے سو اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو قتل کر ڈالو۔

فائدہ: ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک ہبار بن اسود ہے اور دوسرا نافع بن قیس ہے اور ان کا قصہ یوں ہے کہ جب ابو العاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد یعنی زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاوند قید ہو کر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کو مدینے سے چھوڑ دیا اور اس پر شرط کی کہ زینب کو یہاں پہنچائے تو اس نے زینب کا سامان تیار کر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے کی طرف روانہ کیا اور ہبار بن اسود اور نافع بن قیس دونوں اس کے ساتھ ہو لیے تو دونوں نے زینب کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو وہ گر پڑی اور اس سے بیمار ہوئی تو حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم اب دونوں کو پاؤ تو ان کو لکڑیوں کے گٹھوں میں ڈالو پھر ان کو آگ لگاؤ اور یہ جو فرمایا کہ نہیں عذاب کرتا آگ کے ساتھ کوئی مگر اللہ تو یہ خبر ہے ساتھ منع نہی کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ جلانے کے سو عمر رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو اس کو مطلق مکروہ جانا ہے برابر ہے کہ ہو یہ باسبب کفر کے یا بیچ حالت لڑائی یا بطور قصاص کے اور علی مرتضی اور خالد رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اور قصاص کا بیان عنقریب آئے گا اور مہلب نے کہا کہ یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ بطور تواضع کی ہے اور دلالت کرتا ہے جلانے کے جواز پر فعل اصحاب کا اور حضرت ﷺ نے عرینیوں کی آنکھوں میں لوہے کی سیخیں گرم کر کے پھیریں اور تحقیق جلایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو آگ کے ساتھ اصحاب کے سامنے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کو جلایا۔ اور مدینے کے اکثر علما جائز رکھتے ہیں جلانا قلعوں کا اور سواریوں کا ان کے اہل پر یہ ثوری اور اوزاعی نے کہا۔ اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس چیز میں کہ جواز کے لیے ذکر کی اس لیے کہ عرینیوں کا قصہ بطور قصاص کے تھا یا منسوخ ہے جیسا کہ پہلے گذرا اور جائز رکھنا ایک صحابی کا معارض ہے ساتھ منع دوسرے صحابی کے اور قصہ قلعوں اور سواریوں کا مقید ہے ساتھ ضرورت کے اس کی طرف جب کہ متعین ہو راہ فتح پانے کے لیے دشمن پر۔ اور بعض نے ان میں سے قید کیا ہے اس کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عورتیں نہ ہوں اور لڑکے کما تقدم اور لیکن باب کی حدیثیں پس ظاہر نہی اس میں حرمت کے لیے ہے اور وہ نسخ ہے پہلے حکم کے لیے برابر ہے کہ وحی سے ہو یا اجتہاد سے اور وہ محمول ہے اس شخص پر جو اس کی طرف قصد کرے معین شخص میں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے مالک کے مذہب میں اصل مسئلے میں اور بیچ تدخین کے اور قصاص کے بیچ آگ کے ساتھ اور حدیث میں جواز ہے حکم لگانے کا ساتھ چیز کے از روئے اجتہاد کے پھر رجوع کرنا اس سے اور استحباب ذکر کرنے کا کرنا دلیل کو نزدیک حکم کے دور کرنے کے لیے التباس کے اور نائب کرنا حدود وغیرہ میں اور یہ کہ زمانے کا لمبا ہونا نہیں اٹھاتا عقوبت کو اس شخص سے کہ اس کا مستحق ہے اور اس میں کراہت مارنا جوں وغیرہ کا ہے آگ کے ساتھ اور اس میں سنت کا منسوخ کرنا ہے سنت کے ساتھ اور اس پر اتفاق ہے اور اس میں مشروعیت ہے مسافر کے وداع کرنے کی اکابر اہل بلد اپنے کے اور وداع کرنا اس کے اصحاب کا اس کے لیے بھی اور اس میں جواز نسخ حکم کا ہے پہلے عمل کرنے کے ساتھ اس کے یا پہلے قادر ہونے سے اس کے عمل پر اور اس پر اتفاق ہے مگر بعض معتزلوں سے اور یہ مسئلہ غیر اس مسئلے کے ہے جو مشہور ہے اصول میں بیچ واجب ہونے عمل کے ساتھ ناسخ کے پہلے جاننے اس کے کے اور اس کا کچھ ذکر نماز کی ابتدا میں گذر چکا ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر اس کے معلوم کرنے پر قادر

ہوں تو ثابت ہوتا ہے حکم ان کا بیچ حق ان کے کے اتفاقاً پس اگر نہ قادر ہوں تو جمہور اس پر ہیں کہ ان کے حق میں ان کا حکم ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ ذمہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ سوتا ہو لیکن وہ معذور ہے۔ (فتح)

٢٧٩٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ.

۲۷۹۴۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو آگ سے جلایا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ عذاب کرو ساتھ عذاب اللہ کے اور البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو یعنی تو یہ خبر علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا کہ خرابی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

فائدہ: جن کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا وہی مرتد لوگ تھے۔ (یعنی آگ سے جلا کر۔ ابو محمد)

بَابُ ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً﴾ فِيْهِ حَدِيْثُ ثُمَامَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم لڑائی کرو منکروں سے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب بہت کرو خون ریزی بیچ ان کے تو مضبوط باندھو قیدی کو پھر یا احسان کرو پیچھے یا فدیہ لیجیے یہاں تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار یعنی بالکل موقوف ہو جائے اس باب میں ثمامہ کی حدیث وارد ہوئی ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف ثمامہ کے اسلام لانے کے بارے میں اور یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول ثمامہ کا ہے کہ اگر تم قتل کرو گے یعنی مجھ کو تو قتل کرو گے خون والے کو یعنی میرا خون ساقط نہیں ہوگا بلکہ میری قوم اس کا بدلہ لے گی اور اگر انعام کرو گے تو انعام کرو گے قدردان پر یعنی میری طرف سے اس کے بدلے اچھا سلوک ہوگا اور اگر تم مال چاہتے ہو تو مانگو جس قدر چاہو یعنی دیئے جاؤ گے پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اور نہ انکار کیا اس پر تقسیم کا پھر اس کے بعد اس پر احسان کیا پس ہوگی اس میں تقویت قول کے جمہور کے لیے کہ امر بیچ قیدیوں کافروں کے مردوں کے طرف امام کے اختیار میں ہے کہ کرے ان میں جو زیادہ فائدہ دینے والا ہو مسلمانوں کو اور اسلام کو اور کہا زہری نے اور مجاہد اور ایک جماعت نے کہ کافروں کے قیدیوں کو مال لے کر چھوڑ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اور حسن اور عطا سے روایت ہے کہ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ امام کو اختیار ہے

احسان کرنے کے درمیان اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا بغیر فدیہ لینے کے اور حنفیہ سے روایت ہے یہ احسان کرنا ہرگز جائز نہیں نہ ساتھ فدیہ لینے کے اور نہ ساتھ اس کے غیر کے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر آیت کا حجت ہے جمہور کے لیے اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ثمامہ کے قصے میں لیکن ثمامہ کے قصے میں قتل کا ذکر ہے اور ابو بکر رازی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ہمارے اصحاب نے مکروہ ہونے پر فدیہ مشرکین کے ساتھ مال کے اس آیت کی وجہ سے کہ لولا کتاب من اللہ سبق الایۃ یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ پہلے تو تم کو آپڑتا اس کے لینے میں بڑا عذاب اور نہیں حجت ہے ان کے لیے اس میں اس لیے کہ یہ غنیمت کے حلال ہونے سے پہلے تھا پس اگر غنیمت کے حلال ہونے کے بعد یہ کرے تو یہ مکروہ نہیں اور یہی ٹھیک بات ہے اور تحقیق حکایت کہا ہے ابن قیم نے ہدی میں اختلاف کو بیچ اس کے دونوں امروں سے کون راجح ہے یعنی وہ چیز کہ مشورہ دیا گیا ساتھ اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے سے یا وہ چیز کہ مشورہ دیا جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کا سو ایک گروہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے ظاہر آیت کی وجہ سے اور اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ قصے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ میں روتا ہوں اس چیز کے لیے کہ سامنے کی گئی تیرے ساتھیوں پر عذاب سے ان کے لینے کی وجہ سے فدیہ کو اور ایک گروہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ وہ وہ چیز ہے اس وقت اسی پر حال قرار پایا ہے اور موافق ہونے کی وجہ سے ان کی رائے کے اس کتاب کو کہ آگے گذر چکی اور اس کے موافق ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے اور حاصل ہونے سے خیر عظیم کے بعد اس میں داخل ہونے بہت لوگوں کے ان میں سے اسلام میں اور صحبت میں اور جو ان سے پیدا ہو جو تھا اور جو نیا اسلام لایا اور سوائے اس کے جو تامل سے معلوم ہوتا ہے اور حمل کی گئی تحدید ساتھ عذاب کے اس شخص کے حق میں جس نے اختیار کیا فدیہ کو پس حاصل ہوگا دنیا کا مال مجرد اور اللہ نے ان سے یہ بات معاف کی۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ يَعْنِي يَغْلِبَ فِي الْأَرْضِ ﴿تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا﴾ الْأٰيَةَ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں چاہیے نبی کو کہ اس کے ہاتھ میں قیدی ہوں جب تک کہ نہ خون کرے زمین میں یعنی غالب ہو جائے زمین میں تم چاہتے ہو مال دنیا کا آخر آیت تک۔

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ اثخان کے معنی غالب ہونے کے ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی قتل کرنے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ قادر ہوں زمین میں۔ اور لغت میں اثخان کا اصل قوت اور شدت ہے۔ اور بخاری نے اس آیت سے اشارہ کیا ہے مجاہد وغیرہ کے قول کی طرف جو کفار کے قیدیوں سے فدیہ لینے کو منع کرتے ہیں اور ان کی حجت اس آیت سے یہ ہے کہ اللہ نے

انکار کیا ہے بدر کے قیدیوں کے چھوڑنے پر اوپر مال کے پس دلالت کی اس نے اس کے ناجائز ہونے پر اور انہوں نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ مشرکین کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو۔ اس نے کہا کہ پس نہیں استثناء کیا جاتا اس سے کوئی شخص مگر جس سے جزیہ لینا جائز ہے۔ اور ضحاک نے کہا کہ بلکہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً﴾ ناسخ ہے اس آیت کا کہ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ اور ابو عبید نے کہا کہ ان آیتوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ محکم ہیں اور یہ اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عمل کیا اس چیز پر کہ دلالت کی اس پر تمام آیات نے اپنے تمام احکام میں۔ پس جنگ بدر کے دن بعض کافروں کو قتل کیا اور بعض کو مال لے کر چھوڑ دیا اور بعض کو احسان کر کے چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح بنو قریظہ کو قتل کیا اور بنی مصطلق پر احسان کیا اور مکے میں ابن خطل وغیرہ کو قتل کیا اور ان کے سوا اور لوگوں پر احسان کیا اور قوم ہوازن کے لڑاکے بالوں کو قید کیا اور ان کے باقی پر احسان کیا اور ثمامہ پر احسان کیا پس یہ کل جمہور کے قول پر دلالت کرتا ہے کہ یہ امام کی رائے کی طرف ہے اور حاصل احوال ان کے کا اختیار دینا امام کو ہے قید کرنے کے بعد درمیان مقرر کرنے جزیہ کے اس شخص کے لیے جس سے لینا اس کا مشروع ہے یا مار ڈالنا یا غلام بنانا یا احسان کرنا ساتھ عوض کے یا اس کے بغیر یہ حکم مردوں کے حق میں ہے اور لیکن عورتیں اور بچے پس غلام بنائے جائیں ساتھ نفس قید کے اور جائز ہے بدلہ لینا ساتھ قیدی عورت کافرہ کے بدلے قیدی مسلمان مرد کے یا مسلمان عورت کے نزدیک کافروں کے اور اگر قیدی مسلمان ہو جائے تو دور ہوتا ہے اس سے قتل اتفاقاً اور کیا وہ غلام غلام رہتا ہے یا باقی خصلتیں باقی رہتی ہیں دو قول ہیں علما کے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ لِلْأَسِيْرِ أَنْ يَّقْتُلَ وَيَخْدَعَ الَّذِيْنَ أَسَرُوْهُ حَتّٰى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا جائز ہے قیدی کے لیے یہ کہ قتل کرے یا دغابازی کرے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو قید کیا اس باب میں حدیث مسور کی ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اشارہ ہے وہ تفصیل کے ساتھ شروط میں بیان ہو چکا ہے۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور یہ بھی اختلافی مسائل سے ہے اسی لیے نہیں یقین کیا اس نے اس میں ساتھ حکم کے جمہور نے کہا کہ اگر انہوں نے اس کو عہد میں دیا تو عہد ان کے ساتھ پورا کرے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ ان سے بھاگے اور مخالفت کی ہے اس کی اشہب نے پس کہا اس نے کہ اگر نکلے اس کے ساتھ کافر تا کہ اس کے ساتھ فدیہ دے تو جائز ہے اس کو اس کا قتل۔ اور کہا ابو حنیفہ اور طبری نے کہ عہد کو اس پر دینا باطل ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ ان کے ساتھ دفا نہ کرے اور کہا شافعیہ نے کہ جائز ہے اس کے لیے کہ ان کے ہاں سے بھاگے اور نہیں جائز ہے اس کے لیے یہ کہ ان کے مال لے کہتے ہیں کہ اگر ان کے درمیان عہد نہ ہو تو جائز ہے اس کو یہ کہ بھاگے ان سے

ساتھ ہر طور کے اگرچہ ہو قتل کے ساتھ اور لینے مال کے اور جلانے گھر کے اور سوائے اس کے اور نہیں ہے بیچ قصے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے تصریح اس کے ساتھ کہ تھا اس کے درمیان اور ان کے درمیان جن کے سپرد کیا تھا تاکہ پھیر دے ان کو مشرکین کی طرف کوئی عہد اور اس لیے تعرض کیا اس نے قتل کے لیے سو ایک کو مار ڈالا اور دوسرا بھاگ گیا اور اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا کما تقدم مستوفی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ.

اگر مشرک مسلمان کو آگ سے جلا دے تو کیا اس کے بدلے کافر کو جلایا جائے۔

فائدہ: یعنی اس کے فعل کے عوض میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تخصیص نہی کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں ہے کہ نہ عذاب کرو عذاب اللہ کے ساتھ اس چیز کے جب کہ نہ ہو یہ بطور قصاص کے اور اس کی طرف پہلے اشارہ گذر چکا ہے۔ (فتح)

٢٧٩٥ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْغِنَا رِسْلًا قَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَأَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا. قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ قَتَلُوْا وَسَرَقُوْا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢٧٩٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کی آٹھ آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلمان ہوئے تو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم اونٹوں میں جا ملو یعنی اونٹوں میں جا رہو تو وہ اونٹوں میں رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پینا شروع کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے اور موٹے ہوئے اور چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک لے چلے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئے تو فریاد کرنے والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگ تلاش کے لیے ان کے پیچھے بھیجے سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ وہ لائے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے پھر لوہے کی میخوں کے گرم کرنے کا حکم کیا سو گرم کی گئیں پھر ان کو ان کی آنکھوں میں پھیر کر اندھا کیا پھر ان کو پتھریلی زمین میں ڈال دیا یعنی سورج کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سو ان کو کوئی پانی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے

وَسَلَّمَ وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا.

کہا کہ انہوں نے قتل کیا اور چوری کی اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور دوڑے زمین میں فساد کرنے کو یعنی ڈاکے اور راہزنی کو۔

فائدہ: اور نہیں ہے اس حدیث میں تصریح اس کی کہ انہوں نے چرانے والے کو گرم سلاخوں سے اندھا کیا تھا لیکن اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں ہے جیسا کہ مسلم نے دوسرے طریق کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرینیوں کی آنکھوں میں گرم سلائی ڈال کر ان کو اندھا کیا اس لیے کہ انہوں نے چرانے والوں کو گرم سلائیوں سے اندھا کیا تھا ابن بطال نے کہا کہ اگر یہ مراد نہ ہو تو لیا ہوگا اس کو عرینیوں کے قصے سے بطریق اولیٰ اس لیے کہ جب ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیرنی درست ہے اور یہ عذاب کرنا ہے آگ کے ساتھ اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا نہ کریں پس اگر ایسا کریں تو ان کے ساتھ ایسا کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اس کی پوری شرح کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے گویا کہ وہ فصل کی طرح ہے پہلے باب سے اور ان کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ نہ تجاوز کیا جائے ساتھ جلانے کے جس جگہ جائز ہو اس شخص کی طرف جو اس کا مستوجب نہ ہو پس تحقیق وارد کی ہے بخاری نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ تحریق قریہ چیونٹی کے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک چیونٹی کیوں نہ ماری اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ ایک چیونٹی کو جلاتا تو اس پر عتاب نہ ہوتا اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صحت استدلال ساتھ اس کے موقوف ہے اس پر کہ پہلے نبیوں کی شرع کیا ہمارے لیے بھی ہے اور اس کی پوری شرح بدء الخلق میں آئے گی۔ (فتح)

٢٧٩٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ

٢٧٩٦ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اس نے حکم کیا سو چیونٹیوں کا مکان جلا دیا گیا تو اللہ نے اس پیغمبر کی طرف وحی کی کہ تجھ کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو نے مخلوقات کے ایک گروہ کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

نَمْلَةٌ أَحْرَقَتْ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ.

بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِيْلِ.

باب ہے بیان میں جلانے گھروں کے اور کھجوروں کے درختوں کے یعنی جو مشرکین کے ہوں۔

۲۷۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ قَالَ لِي جَرِيْرٌ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

۲۷۹۷۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے یعنی یمن کے کعبے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم خثعم میں اس کا نام کعبہ یمانیہ تھا یعنی یمن کا کعبہ سو میں ڈیڑھ سو سوار میں چلا جو اس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھا اور فرمایا کہ الٰہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گیا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا پھر اس کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی سو جریر رضی اللہ عنہ کے ایلچی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے کہ وہ بت خانہ اونٹ خارش دار ہے یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے اس کی زینت کچھ باقی نہیں رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں میں پانچ بار برکت کی دعا کی۔

۲۷۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ.

۲۷۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے یعنی حکم کیا ساتھ جلانے ان کے کا۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح مغازی میں آئے گی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ دشمن کے شہروں کو جلانا اور ڈھانا درست ہے اور مکروہ جانا ہے اس کو اوزاعی اور لیث اور ابو ثور نے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت

کے ساتھ اپنے لشکروں کو کہ اس قسم کی کوئی چیز نہ کریں اور جواب دیا ہے طبری نے اس طور کہ نہی محمول ہے اس کے قصد پر بخلاف اس کے جب کہ پہنچیں اس کو بیچ لڑائی کے جیسا کہ واقع ہوا بیچ کھڑا کرنے منجنیق کے طائف پر اور وہ مانند اس کی ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے بیچ نہی قتل کرنے عورتوں اور بچوں کے سے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور اسی طرح ہے قتل کرنا ساتھ غرق کرنے کے اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو اس سے۔ اس لیے کہ اس نے معلوم کیا تھا کہ یہ شہر فتح ہو جائیں گے پس ارادہ کیا باقی رکھنا ان کا مسلمانوں پر۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْمُشْرِكِ النَّآئِمِ.

باب ہے بیچ بیان قتل کرنے سوتے مشرک کے۔

۲۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّآءَ بْنِ أَبِي زَآئِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِيْ مَرْبِطِ دَوَآبَّ لَهُمْ قَالَ وَأَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوْا حِمَارًا لَّهُمْ فَخَرَجُوْا يَطْلُبُوْنَهٗ فَخَرَجْتُ فِيْمَنْ خَرَجَ أُرِيْهِمْ أَنَّنِيْ أَطْلُبُهٗ مَعَهُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوْا وَدَخَلْتُ وَأَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيْحَ فِيْ كَوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوْا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيْحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَأَجَابَنِيْ فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهٗ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّيْ مُغِيْثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ

۲۷۹۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت ابو رافع کی طرف بھیجی تا کہ اس کو مار ڈالیں سو ان میں سے ایک مرد چلا اور ان کے قلعے میں داخل ہوا تو اس نے کہا کہ میں ان کے چوپایوں کی باندھنے کی جگہ میں گھسا اور کافروں نے قلعے کا دروازہ بند کیا پھر ان کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ اس کی تلاش کو نکلے تو میں بھی ان میں نکلا میں ان کو معلوم کرواتا تھا کہ میں بھی اس کو ان کے ساتھ تلاش کرتا ہوں سو انہوں نے گدھا پایا اور قلعے میں داخل ہوئے میں بھی داخل ہوا پھر انہوں نے اس قلعے کا دروازہ بند کیا اور دیوار کے ایک سوراخ میں جس جگہ کہ میں ان کو دیکھتا تھا چابیاں رکھ دیں سو جب سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعے کا دروازہ کھولا پھر میں ابو رافع کے پاس داخل ہوا تو میں نے کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے مجھ کو جواب دیا تو میں نے آواز کا قصد کر کے اس کو تلوار ماری تو اس نے چیخ ماری سو میں وہاں سے نکلا اور پھر پلٹ گیا جیسے کہ میں فریاد رس ہوں تو میں نے آواز بدل کر کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے کہا کہ کیا ہے تیرے لیے تیری ماں کی کم بختی میں نے کہا کیا حال ہے تیرا ابو رافع نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کون مجھ پر داخل ہوا اور مجھ کو تلوار

صَوْتِيْ فَقَالَ مَا لَكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لَا أَدْرِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِيْ قَالَ فَوَضَعْتُ سَيْفِيْ فِيْ بَطْنِهٖ ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتّٰى قَرَعَ الْعَظْمَ ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهِشٌ فَأَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لِأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُثِئَتْ رِجْلِيْ فَخَرَجْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتّٰى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَمَا بَرِحْتُ حَتّٰى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِيْ رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِيْ قَلَبَةٌ حَتّٰى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ.

ماری اس مرد نے کہا سو میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں رکھی پھر میں نے اس کو زور سے دبایا یہاں تک کہ اس نے ہڈیاں توڑیں پھر میں نکلا اور میں خوفناک تھا تو پھر میں ان کی سیڑھی پر آیا تا کہ اس سے اتروں تو میں گر پڑا اور میرا پاؤں زخمی ہوا سو میں وہاں سے نکل کر اپنے یاروں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز سنوں سو میں نہ گیا یہاں تک کہ میں نے ابو رافع کے مرنے کی خبر سنی جو اہل حجاز کا سوداگر تھا تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور حالانکہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا یہاں تک کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آ کر خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اگر اللہ نے چاہا۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں اس لیے کہ صحابی نے ابو رافع کو قتل کرنا چاہا اور حالانکہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کو آواز تو صرف اس لیے دی تھی کہ تحقیق ہو کہ وہی ہے تا کہ اس کے سوائے اور کوئی نہ مارا جائے ان لوگوں سے جن کے مارنے سے وہاں کوئی غرض نہ تھی اور بعد اس کے کہ جواب دیا اس نے اس کو کہ وہ سونے والی جگہ میں تھا اس لیے کہ وہ اس وقت بدستور اپنے سونے کے خیال میں رہا اس دلیل سے کہ جب اس نے اس کو مارا تو وہ اپنے مکان سے نہ بھاگا اور نہ اپنے بچھونے سے پھرا یہاں تک کہ اس نے اس کو پھر کر قتل کیا اور اس میں جاسوسی کا جواز ہے مشرکین پر اور ان کی غفلت کا طلب کرنا اور دھوکا دینے کا جواز بہت ایذا دینے والے کے لیے۔ اور ابو رافع حضرت ﷺ سے عداوت رکھتا تھا اور لوگوں کو آپ کی لڑائی کی ترغیب دیتا تھا اور اس سے لیا جاتا ہے جواز قتل مشرک کا بغیر دعوت کے اگر اس کو اس سے پہلے دعوت پہنچ چکی ہو اور لیکن قتل کرنا اس کا جب کہ سویا ہو پس محل اس کا یہ ہے کہ جانے کہ وہ بدستور اپنے کفر پر قائم ہے اور نا امید ہو چکا ہے اس کی فلاح سے اور طریق علم کا ساتھ اس کے یا تو ساتھ وحی کے ہے یا ساتھ قرائن کے جو دلالت کرتے ہیں اس پر۔ (فتح)

۲۸۰۰۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ

۲۸۰۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک جماعت ابو رافع کی طرف بھیجی تو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کو اس کے گھر میں اس کے پاس گیا پس قتل کیا اس کو اس حال میں کہ وہ سوتا تھا۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا فَقَتَلَهٗ وَهُوَ نَآئِمٌ.

بَابُ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ.

جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو۔

۲۸۰۱۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَّهٗ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ فَقَرَأْتُهٗ فَإِذَا فِيْهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

۲۸۰۱۔۲۸۰۲۔عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی جہاد میں انتظار کی یعنی لڑائی شروع نہ کی یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی نہ چاہو کہ کافروں سے لڑائی واقع ہو اور مانگو اللہ سے عافیت پھر جب تم دشمن سے مل جاؤ تو جم جایا کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں کے سائے کے تلے ہے پھر دعا کی کہ الٰہی اتارنے والے کتاب کے اور لینے والے حساب کے اور چلانے والے ابر کے اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو اوپر ان کے۔

۲۸۰۲۔ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِّعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَأَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ. وَقَالَ أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ

۲۸۰۲۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا کہ مجھے بیان کیا سالم ابونضر نے کہ میں کاتب تھا عمر بن عبیداللہ کا تو پس آیا اس کے پاس عبداللہ بن ابی اوفی کا خط کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ تم امید کرو دشمن سے ملاقات کی اور ابو عامر فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابوزناد وہ اعرج سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

آرزو کرو دشمن سے ملنے کی لیکن جب تم ملو تو صبر کرو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حکمت نہی کی یہ ہے کہ آدمی نہیں جانتا کہ انجام کار کیا ہوگا اور وہ نظیر سوال کرنے کی ہے فتنوں سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا آرام میں ہونا اور شکر کرنا مجھ کو بہتر ہے اس سے کہ میں مبتلا ہوں پس صبر کروں اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملنے کی آرزو کرنے سے اس لیے کہ اس میں خود پسندی اور تکیہ کرنا ہے اور اعتبار کرنا ہے قوت پر اور قلت اہتمام ہے دشمن کے لیے اور کل یہ مخالف ہے احتیاط کے اور جزم پر عمل کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو شک مصلحت میں یا حصول ضرورت میں نہیں تو قتال کرنا فضیلت اور اطاعت ہے اور تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی کے بعد فرمایا کہ اللہ سے عافیت چاہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ چونکہ تھا ملنا موت کا دشوار ترین چیزوں سے جانوں پر اور امور غائبہ اور امور محققہ کی طرح نہ تھے تو نہ امن ہوا اس سے کہ ہو نزدیک واقع ہونے کے جیسا کہ لائق ہے پس مکروہ ہوئی آرزو کرنی اس کے لیے اور اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے اگر واقع ہوا احتمال سے یہ کہ مخالفت کرے انسان اس چیز کی کہ وعدہ اس کا اپنے نفس سے پھر امر کیا ساتھ صبر کے نزدیک واقع ہونے حقیقت کے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اوپر منع ہونے لڑائی کے طلب پر اور یہ رائے حسن بصری کی ہے اور یہ جو کہا کہ الٰہی اتارنے والے کتاب کے الخ تو اشارہ کیا اس دعا کے ساتھ مدد کی وجوہ کی طرف ان کے اوپر پس ساتھ کتاب کے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ قتل کرو ان کو کہ عذاب کرے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے اور ساتھ جاری کرنے بادل کے طرف قدرت ظاہرہ کے بیچ تسخیر ابر کے جس جگہ کہ چلاتی ہے اس کو ہوا ساتھ خواہش اللہ کے اور جس جگہ بدستور اپنی جگہ میں کھڑا رہتا ہے باوجود چلنے ہوا کے اور جس جگہ کہ ایک بار برستا ہے اور ایک بار نہیں برستا پس اشارہ کیا ہے اس کی حرکت کے ساتھ طرف اعانت غازیوں کے بیچ ان کے حرکت کرنے میں لڑائی میں اور ساتھ کھڑا ہونے اس کے کے طرف روکنے ہاتھ کفار کی اور ساتھ اتارنے مینہ کے اور غنیمت کرنے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے جس جگہ کہ اتفاق پڑے ان کے قتل کا اور ساتھ نہ ہونے اس کے کے ان کی شکست کی طرف جس جگہ کہ نہ حاصل ہو ساتھ کسی چیز کے ان میں سے اور کل یہ احوال صالح ہیں مسلمانوں کے لیے اور اشارہ کیا ساتھ ہازم الاحزاب کے ساتھ طرف توسل کی ساتھ نعمت سابقہ کے اور طرف تجرید توکل اور اعتقاد رکھنے کے ساتھ اس کے کہ تحقیق اللہ وہی ہے تنہا ساتھ فعل کے اور اس میں تنبیہ ہے اوپر بڑی ہونے ان تینوں نعمتوں کے پس تحقیق ساتھ اتارنے

کتاب کے حاصل ہوئی نعمت اخروی اور وہ اسلام ہے اور ساتھ جاری کرنے ابر کے حاصل ہوئی نعمت دنیویہ اور وہ رزق ہے اور ساتھ شکست دینے کافروں کے حاصل ہوا حفظ دونوں نعمتوں کا اور گویا کہ اس نے کہا کہ الٰہی جیسے انعام کیا تو نے ساتھ عظیم دونوں نعمتوں اخرویہ اور دنیویہ کے اور محفوظ رکھا ہے تو نے ان کو پس باقی رکھ ان کو اور اس حدیث میں استحباب دعا کا ہے نزدیک ملنے دشمن کے اور مدد چاہنے کے اور وصیت مقاتلین کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کے امر کی صلاح ہے اور تعلیم کرنی ان کو ساتھ اس چیز کے کہ محتاج ہیں وہ اس کی طرف اور سوال کرنا اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کے ساتھ جو حسنیٰ ہیں اور ساتھ نعمت سابقہ اس کی کے اور رعایت نشاط نفوس کی اطاعت کے فعل کے لیے اور رغبت دلانے کے اوپر سلوک ادب کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْحَرْبِ خَدْعَةٌ.

باب ہے اس بیان میں کہ لڑائی فریب ہے۔

۲۸۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرٰى ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرٌ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً.

۲۸۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوا ایران کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا ہلاک ہوا روم کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا اور البتہ ان ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے اور نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا فریب۔

فائدہ: اس حدیث کا معنی ہے اظہار کرنا ایک امر کا اور دل میں اس کے برخلاف ہو اور اس میں رغبت دلانی ہے اوپر لینے پناہ کے لڑائی میں اور بلانا طرف فریب کفار کی اور خبردار ہونا اس کے لیے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس پر امر الٹا ہو جائے امام نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے علما نے فریب کے جواز پر کفار کے ساتھ لڑائی میں جس طرح کہ ممکن ہو مگر یہ کہ اس میں نقض عہد ہو یا نقض امان ہو پس جائز نہیں ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں فریب واقع ہوتا ہے ساتھ تعریض اور گھات لگانے کے اور اس کی مانند۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے رائے کے استعمال کا لڑائی میں بلکہ اس کی طرف محتاجگی زیادہ مؤکد ہے دلاوری سے اور اسی لیے واقع ہوا ہے اختصار کرنا اس چیز پر کہ اشارہ کرتا اس کی طرف اس حدیث کے ساتھ اور یہ اس حدیث کی مانند ہے کہ حج عرفہ ہے اور ابن منیر نے کہا کہ معنی حدیث الحرب خدعۃ کے یہ ہیں کہ لڑائی جید اس کے مالک کے لیے جو کامل ہے مقصود میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فریب دینا ہے نہ سامنے ہونا اور یہ خطر مواجہت کی وجہ سے ہے اور حاصل ہونے فتح کے ساتھ فریب کے بغیر خطرے کے۔ (فتح)

۲۸۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ بُوْرُ بْنُ أَصْرَمَ أَخْبَرَنَا

۲۸۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نام رکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَ خَدْعَةً.

نے لڑائی کا فریب کہا ابو عبداللہ (امام بخاری کی کنیت ہے) کہ یہ ابوبکر وہ بور بن اصرم ہے۔

۲۸۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ.

۲۸۰۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑائی ایک قسم کا دھوکا ہے۔

بَابُ الْكَذِبِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں جھوٹ بولنا۔

۲۸۰۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ قَالَ وَأَيْضًا وَّاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ فَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَّدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى مَا يَصِيْرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتّٰى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

۲۸۰۶۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول کو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ اس یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تکلیف دی یعنی ساتھ امروں اور نواہی کے اور ہم سے صدقہ چاہا تا کہ اس کو اس کی جگہوں میں رکھے تو کعب نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تم اور بھی زیادہ رنج پاؤ گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کے تابع ہوئے ہیں سو ہم برا جانتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ اس کا انجام کار دیکھیں سو ہمیشہ رہا اس سے کلام کرتا یہاں تک کہ اس پر قادر ہوا سو اس نے اس کو مار ڈالا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ مطابق نہیں اس لیے کہ قول اس کا عنانا معنی اس کے یہ ہیں کہ تکلیف دی اس نے ہم کو ساتھ اوامر اور نواہی کے اور قول اس کا کہ ہم سے صدقہ چاہا تا کہ رکھے اس کو اس کی جگہ میں اور قول اس کا فنکرہ الخ معنی اس کا یہ ہے کہ ہم مکروہ جانتے ہیں جدائی اس کی کو اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ چاہتے تھے کہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں اور جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کسی بات میں بالکل کچھ جھوٹ واقع نہیں ہوا اور تمام وہ چیز کہ ان سے

واقع ہوئی تلویح ہے کما سبق ۔لیکن ترجمہ باندھا ساتھ اس کے محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اول کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جو چاہوں سو کہوں فرمایا کہو۔پس تحقیق داخل ہوتی ہے اس میں اجازت جھوٹ بولنے کی بطور تصریح اور تلویح کے۔اور یہ زیادتی اگر چہ نہیں مذکور ہے پس تحقیق وہ ثابت ہے بیچ اس کے جیسے آئندہ باب میں ہے اور علاوہ یہ ہے کہ اگر مراد نہ ہو تو البتہ ہوگا ترجمہ مخالف حدیث کے اس لیے کہ اس کے معنی اس وقت یہ ہیں کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مطلق جائز ہے یا جائز ہے اس سے ایماء سوائے تصریح کے اور یہ ترمذی کی روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال جھوٹ مگر تین چیزوں میں بات چیت کرنا مرد کا اپنی بیوی سے تا کہ اس کو راضی کرے اور جھوٹ بولنا لڑائی میں اور بیچ صلح کروانے کے لوگوں کے درمیان اور تحقیق گذر چکی ہے صلح میں وہ چیز کہ ام کلثوم کی حدیث میں ہے اس معنی کی وجہ سے اس سے اور نقل کرنا خلاف کا بیچ جائز ہونے جھوٹ کے مطلقا یا قید کرنا اس کا ساتھ تلویح کے۔نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ ان تین چیزوں میں صریح جھوٹ بولنا جائز ہے لیکن تعریض اولیٰ ہے۔ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مستثنیٰ ہے جو جائز ہے ساتھ نص کے نرمی کرنے کے لیے ساتھ مسلمانوں کے ان کی حاجت کے لیے اس کی طرف اور نہیں ہے واسطے عقل کے اس میں مجال اور حرمت جھوٹ کی عقل سے ہوتی تو حلال نہ ہوتا اور قوی کرتی ہے اس کو جو احمد اور ابن حبان نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حجاج بن علاط کے قصے میں روایت کی ہے اس کے اجازت مانگنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ کہے آپ کی طرف سے جو چاہے مصلحت کے لیے اپنے مال کو خلاص کروانے میں اہل مکہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اور خبر دینا اس کا اہل مکہ کے لیے کہ اہل خیبر نے مسلمانوں کو شکست دی اور سوائے اس کے جو مشہور ہے اور نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی نسائی نے عبداللہ بن ابی سرح کے قصے میں اور قول نصاری کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جب کہ اس کی بیعت سے باز رہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کیوں نہیں اشارہ کیا فرمایا کہ لائق نہیں پیغمبر کو کہ اس کی آنکھیں خائن ہوں اس لیے کہ طریقہ تطبیق کا ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ جس جھوٹ کے بولنے کی اجازت ہے وہ صرف لڑائی کی حالت کے ساتھ خاص ہے اور لیکن حالت بیعت کی پس وہ لڑائی کی حالت نہیں اور اس تطبیق میں شبہ ہے اس لیے کہ حجاج کا قصہ بھی لڑائی کی حالت میں نہ تھا اور جواب مستقیم یہ ہے کہ کہا جائے کہ منع مطلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ بولنا مطلق منع ہے اور آپ کے سوائے اور لوگوں کو جھوٹ بولنا جائز ہے اور نہیں معارض ہے اس کے وہ چیز جو گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے پس تحقیق مراد یہ ہے کہ آپ کام کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو ظاہر نہ کرتے تھے جیسا کہ ارادہ کرتے تھے کہ مشرق کی طرف جہاد کرے پس سوال کرتے تھے اسی امر سے کہ مغرب میں ہے یعنی مغرب کا حال دریافت کرتے تھے اور سفر کا سامان درست کرتے تھے پس جو آپ کو دیکھتا تھا وہ گمان کرتا تھا کہ آپ مغرب کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ صریح نہ کہتے

تھے کہ ہم مغرب کا ارادہ رکھتے ہیں اور مراد یہ ہوتی تھی کہ مشرق کی طرف جائیں گے۔ابن بطال نے کہا کہ میں نے اپنے بعض استادوں سے اس حدیث کے معنی پوچھے پس کہا اس نے کہ جھوٹ مباح لڑائی میں وہ جو معارض سے ہو نہ تصریح کرنی اس کی۔اور مہلب نے کہا کہ موضوع شاہد کے ترجمہ کے لیے حدیث باب کے لیے قول محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس نے ہم کو تکلیف دی اور ہم سے صدقہ طلب کیا اس لیے کہ یہ کلام احتمال رکھتا ہے اس کا کہ سمجھا جائے کہ تابع ہونا ان کا ان کے لیے صرف دنیا کے لیے ہے پس ہوگا کذب محض اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ رنج دیا ہے اس نے ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے ہمارے لیے عرب کی لڑائی سے پس وہ معاریض کلام سے ہے اور نہیں اس میں کچھ حقیقی جھوٹ سے جو اخبار ہے چیز سے ساتھ خلاف اس چیز کے کہ وہ اس پر ہے پھر کہا کہ نہیں جائز ہے جھوٹ حقیقی کسی چیز میں دین سے ہرگز اور جس کا قول ہے کہ جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو چاہیے کہ بنائے ٹھکانہ اپنا دوزخ میں تو محال ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کا حکم کرے۔(فتح)

بَابُ الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ.

جائز ہے قتل کرنا حربی کافر کا پوشیدہ اور اچانک۔

فائدہ: اور درمیان اس ترجمہ اور گذرے ہوئے کے اور وہ قتل کرنا مشرک نائم کا ہے عموم اور خصوص میں وجہ سے۔

۲۸۰۷۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِيْ فَأَقُوْلَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

۲۸۰۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پس اس نے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجیے کہ کچھ کہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ کو اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث پر تنبیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے اس کو دھوکا دیا اس لیے کہ اس نے عہد توڑ ڈالا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی اور ہجو پر مدد کرتا تھا اور نہیں واقع ہوا کسی کے لیے ان لوگوں میں سے جو متوجہ ہوئے طرف اس کی تامین اس کے لیے ساتھ تصریح کے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہم دیا انہوں نے اس کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس کے قتل پر قادر ہوئے۔(فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ يَّخْشٰى مَعَرَّتَهٗ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے حیلہ کرنے سے اور ڈرنے ساتھ اس شخص سے جس کے شر اور فساد کا خوف ہو۔

قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی

شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ فَحُدِّثَ بِهِ فِيْ نَخْلٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ طَفِقَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَيَّادٍ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

طرف چلے اور آپ کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے لوگوں نے خبر دی کہ وہ کھجوروں کے باغ میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں اس کے پاس گئے تو کھجور کی ٹہنیوں میں چھپ کر چاہا کہ اس کی آواز سنیں اور ابن صیاد اپنا کپڑا اوڑھے تھا کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی میں ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا کہ اے صاف! یعنی ابن صیاد دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ابن صیاد اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی معلوم ہو جاتا کہ کیا کہتا تھا۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ الرَّجَزِ فِي الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيْ حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِيْهِ سَهْلٌ وَأَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ.

لڑائی میں شعر پڑھنا اور کھائی کے کھودنے میں آواز بلند کرنا۔ یعنی اس باب میں حدیث سہل اور انس رضی اللہ عنہما کی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے نیز اس باب میں حدیث یزید کی ہے جو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۲۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتّٰى وَارَى التُّرَابُ شَعَرَ صَدْرِهٖ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ الشَّعَرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً

۲۸۰۸۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حالانکہ آپ مٹی کو اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے یہاں تک کہ مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو ڈھانک لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر بال بہت تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے سو تسکین کو ہم پر اتار اور قدموں کو جما دے اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور دشمنوں

عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الْأَعْدَآءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں ہم ان کی بات نہیں مانتے ان کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں پڑھنا حضرت ﷺ کا ہے غیر کے شعر کو اور اس کا بیان بسط کے ساتھ آئندہ آئے اور اس میں بلند کرنا آواز کا ہے بیچ عمل اطاعت کے تا کہ اس کا نفس اور غیر اس کا خوش ہو اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اپنے قول کے ساتھ ورفع الصوت فی حفو الخندق طرف اس بات کی کہ کراہت رفع صوت کی لڑائی میں خاص ہے حالت قتال کے ساتھ جیسا کہ ابو داود نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب مکروہ جانتے تھے بلند کرنے آواز کے کو نزدیک لڑائی کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّا يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ.

جو گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے۔

فائدہ: یعنی لائق ہے اہل خیر کے لیے یہ کہ دعا کریں اس کے لیے ساتھ ٹھہرا دینے کے۔ اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت سوار ہونے کی گھوڑوں پر اور ٹھہرنے کی اوپر ان کے۔ (فتح)

۲۸۰۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ إِنِّيْ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

۲۸۰۹۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے گھر میں آنے سے جب سے کہ میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو کبھی مگر کہ میرے منہ میں تبسم فرمایا اور میں نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مار اپس فرمایا کہ الٰہی اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب۔

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس میں یہ قول ہے کہ میں نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ دَوَآءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَحَمْلِ الْمَآءِ فِي التُّرْسِ.

باب ہے بیان میں دوا کرنے زخم کے ساتھ جلانے چٹائی کے اور دھونا عورت کا خون کو اپنے باپ کے منہ سے اور اٹھانا پانی ڈھال میں۔

فائدہ: یہ باب شامل ہے تین احکام پر اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ ان کے اور مفرد بیان کیا ہے اس نے ثانی

مسئلے کو کتاب الطہارۃ میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِالْمَآءِ فِيْ تُرْسِهٖ وَكَانَتْ يَعْنِيْ فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَأُحْرِقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهٖ جُرْحُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۱۰۔ ابو حازم سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کس چیز سے دوا کیا گیا زخم حضرت ﷺ کا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں باقی رہا کوئی جو زیادہ جانتا ہو اس کو مجھ سے تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ پانی لاتے اپنی ڈھال میں اور تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا دھوتی خون کو آپ کے منہ سے اور چٹائی لے کر جلائی گئی اور حضرت ﷺ کا زخم اس کے ساتھ بھرا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْاِخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوْبَةِ مَنْ عَصٰى إِمَامَهٗ وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ قَالَ قَتَادَةُ الرِّيْحُ الْحَرْبُ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے جھگڑے اور اختلاف سے لڑائی میں۔ یعنی لڑائی والوں سے لڑائی کے احوال میں اور بیان میں عذاب اس شخص کے جو اپنے امام کی نافرمانی کرے یعنی ساتھ بھاگنے کے اور محروم ہونے کے غنیمت سے یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو آپس میں پس بزدل اور نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری لڑائی کی قوت دور ہو جائے گی۔

فائدہ: اور مراد ریح سے قوت ہے لڑائی میں۔

۲۸۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَّأَبَا مُوْسٰى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا.

۲۸۱۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشخبری دو اور نہ بھڑکاؤ آپس میں موافقت کرو اور اختلاف نہ کرو۔

فائدہ: مراد اس حدیث سے یہی آخری قول ہے کہ اختلاف نہ کرو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللّٰهِ رَأَيْتُ النِّسَآءَ يَشْدُدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيْمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ فَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً سَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ

۲۸۱۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پیادوں پر سردار کیا اور وہ پچاس مرد تھے سو فرمایا کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ پرندے ہم کو اچک رہے ہیں تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں اور اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم نے ان کافروں کو شکست دی اور ان کو اپنے قدموں سے کچل ڈالا تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شکست دی براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے مشرکوں کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے کپڑے اٹھا کر جلد چلتی تھیں ان کے پازیبیں اور پنڈلیاں ننگی ہوئیں اور اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئیں تھیں تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے یاروں نے کہا کہ غنیمت لو اے قوم غنیمت لو کہ تمہارے یار غالب ہوئے پس کس چیز کی انتظار کرتے ہو تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کہا تھا انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا نہ مانا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ہم لوگوں میں جاتے ہیں پس غنیمت پاتے ہیں سو جب وہ ان میں آئے تو ان کے منہ پھیرے گئے تو سامنے آئے لوگوں کو اس حال میں کہ بھاگتے تھے پس یہ اس وقت تھا جب کہ بلاتے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے لوگوں میں پس نہ باقی رہے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو کافروں نے ہم میں سے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور جنگ بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مشرکین سے ایک سو چالیس آدمی پائے تھے ستر قیدی اور ستر مقتول تو ابوسفیان نے تین بار کہا کہ کیا قوم مسلمانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس سے کہ اس کو جواب دیں پھر

مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيبُوهُ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللَّهِ يَا عَدُوَّ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوؤُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ أُعْلُ هُبَلْ أُعْلُ هُبَلْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُونَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيبُونَهُ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ.

اس نے تین بار کہا کہ کیا قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر تین بار کہا کہ کیا قوم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں پھر اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا اور کہنے لگا لیکن یہ تینوں پس مارے گئے یعنی جب مسلمانوں کی طرف سے کسی نے اس کو جواب نہ دیا تو اس کو گمان ہوا کہ یہ مارے گئے ورنہ جواب دیتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو روک نہ سکے تو انہوں نے کہا کہ اے دشمن اللہ کے قسم ہے اللہ کی کہ تو نے جھوٹ کہا جن کو تو نے گنا البتہ وہ سب زندہ ہیں اور تحقیق باقی ہے تیرے لیے وہ چیز کہ ناخوش کرے تجھ کو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کے مقابلے ہے اور لڑائی مانند ڈھول کی ہے یعنی بدر کے دن تم غالب ہوئے تھے اور آج ہم تحقیق تم اپنے مردوں میں ناک کان کٹے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں کیا اور نہ میں اس سے ناخوش ہوں پھر گانے لگا کہ بلند ہوا ہے ہبل (ایک بت کا نام ہے جو کعبے میں رکھا ہوا تھا) بلند ہوا ہے ہبل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جواب نہیں دیتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں فرمایا کہ کہو اللہ بلند تر اور بزرگ تر ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے لیے عزیٰ ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب نہیں دیتے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا جواب دیں فرمایا کہ اللہ ہے مددگار ہمارا اور نہیں مددگار تمہارے لیے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ شکست واقع ہوئی بسبب مخالفت تیراندازوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور پوری شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ.

جب لوگ رات کو ڈریں یعنی تو لائق ہے امیر لشکر کے لے کہ خود اس خبر کا حال دریافت کرے یا ساتھ اس شخص کے کہ اس کو اس لیے بلائے۔

٢٨١٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ.

۲۸۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بہتر اور سخی تر اور دلاور تر تھے اور مدینے والے ایک رات گھبرائے کہ انہوں نے ایک آواز سنی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو آگے سے آملے اس حال میں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے اور اپنی گردن میں تلوار کو لٹکائے ہوئے تھے پس فرمایا کہ مت گھبراؤ مت گھبراؤ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے کو دریا پایا۔

فائدہ: اس کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهُ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ.

جو دشمن کو دیکھے اور اپنی بلند آواز سے پکارے یا صباحاہ تا کہ لوگوں کو سنائے۔

٢٨١٤ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بِكَ قَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا

۲۸۱۴۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے سے نکل کر غابہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک منزل مدینے سے طرف شام کی) کو چلا یہاں تک کہ جب میں غابہ کے پہاڑ پر پہنچا تو عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھے راہ میں ملا تو میں نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تجھ کو کیا ہوا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑی گئی میں نے کہا کہ ان کو کس نے پکڑا اس نے کہا کہ غطفان اور فزارہ کی قوم نے تو میں نے تین بار چیخ ماری کہ لوگو دوڑو کہ سنایا میں نے اس شخص کو کہ مدینے کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے یعنی میں نے ایسی بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری کی مدینے کے سب لوگوں نے سن لیا پھر میں اکیلا ان کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ میں ان کو ملا اور حالانکہ انہوں نے اونٹنیاں پکڑی ہوئی تھیں سو میں ان کو تیر مارنے لگا اور میں یوں کہتا تھا کہ میں اکوع کا

مِنهُمْ قَبلَ أَنْ يَّشْرَبُوْا فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوْقُهَا فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَّإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَّشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ.

بیٹا ہوں اور آج کم بختوں کی موت کا دن ہے سو میں نے ان سے سب اونٹیناں چھین لیں تو میں ان کو ہانکتا ہوا آگے بڑھا تو راہ میں حضرت ﷺ مجھ کو ملے یعنی سواروں کو لے کر دوڑے جاتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ لوگ ابھی پیاسے ہیں میں نے ان کو پانی نہیں پینے دیا سو ان کے پیچھے لشکر کو بھیجئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے تو قابو پا چکا ان پر سو نرمی اور آسانی کر کہ البتہ لوگوں کی مہمانی ہوتی ہوگی ان کی قوم میں یعنی تو ان پر غالب ہو چکا اب در گذر کر جانے دے اپنی قوم میں کھاتے پیتے ہوں گے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ جگہ اس ترجمہ کی یہ ہے کہ اس طرح کا پکارنا جاہلیت کا پکارنا نہیں جو منع ہے اس لیے کہ یہ استغاثہ ہے کفار پر۔

بَابُ مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلَانٍ.

جو کہے کہ لے اس کو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: یہ کلمہ ہے مدح کے وقت کہا جاتا ہے۔ ابن منیر نے کہا کہ موقع اس کا احکام سے یہ ہے کہ وہ خارج ہے فخر کرنے سے جو منع ہے تقاضہ کرنے کی وجہ سے حال کے اس کو میں کہتا ہوں کہ یہ قریب ہے جواز احتیال سے حرب میں سوائے اس کے غیر میں۔ (فتح)

وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ.

یعنی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو ابھی مذکور ہوئی اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے دوسرے طریق سے اور اس میں ہے کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں یعنی یہ لفظ کہنا اپنی تعریف میں درست ہے۔

۲۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ كَانَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ

۲۸۱۵۔ ابی اسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ کیا تم اصحاب جنگ حنین کے دن بھاگ گئے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ میں ابو اسحاق سنتا تھا کہ حضرت ﷺ نے تو اس دن ہرگز پیٹھ نہیں پھیری اور ابو سفیان حضرت ﷺ کے خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے سو جب کافروں نے حضرت ﷺ کو گھیر لیا تو

بَغْلَتِهٖ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ.

حضرت ﷺ سواری سے نیچے اترے اور فرمانے لگے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں سو نہیں دیکھا گیا لوگوں میں اس دن کوئی زیادہ سخت حضرت ﷺ سے لڑائی میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں جائز ہے۔

بَابُ إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلٰى حُكْمِ رَجُلٍ.

جب اترے دشمن ایک مرد کے حکم پر یعنی پس جائز رکھے اس کو امام تو جاری ہوتا ہے حکم اس کا۔

۲۸۱۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَآءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَجَآءَ فَجَلَسَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

۲۸۱۶۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہود بنی قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے یعنی قلعے سے تو حضرت ﷺ نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے بلانے کے لیے بھیجا اور سعد رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک تھے یعنی ان کو اپنے پاس خیمے میں جگہ دی ہوئی تھی تا کہ قریب سے ان کی بیمار پرسی کریں اس بیماری میں جو ان کو تیر لگنے سے پہنچی تھی تو سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے جاؤ طرف سردار اپنے کی سو سعد رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تو حضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ بے شک یہ لوگ یعنی بنی قریظہ تمہارے حکم پر راضی ہو کر اترے ہیں اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ جو کچھ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے بارے میں حکم کرے ہم کو منظور ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے مارے جائیں یعنی جو لڑنے کے قابل ہیں اور ان کے بچے اور عورتیں قید کیے جائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ان کے حق میں حکم کیا ساتھ حکم بادشاہ کے یعنی تو نے ایسا حکم کیا ہے اس سے اللہ راضی ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ ابن منیر نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے لازم ہونا حکم محکم کا ساتھ رضامندی مدعی اور مدعی علیہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْأَسِيْرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ.

باب ہے بیان میں قتل کرنے قیدی کے اور قتل کرنے کے نشانہ ٹھہرا کر یعنی جاندار چیز کو کھڑا کیا جائے پھر اس کو تیر سے مارا جائے۔

٢٨١٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ.

٢٨١٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر سے خود اتاری تو ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گذر چکی ہے اور تحقیق پہلے گذر چکا ہے کہ امام اختیار کرے وہ چیز کہ وہ زیادہ تر مفید ہے اسلام کے لیے اور مسلمانوں کے قیدی کے قتل اور اس کے احسان کے درمیان اور اوپر بدلہ لینے کے ساتھ یا بغیر بدلہ لینے کے یا اس کے غلام بنانے سے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَّكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ.

کیا طلب کرے مرد قید ہونا اپنا یعنی اپنے نفس کو قید ہونے کے لیے دوسرے کے سپرد کرے یا نہیں اور جو اپنے تئیں قید ہونے کے لیے سپرد نہ کرے اور جو قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھے۔

٢٨١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا

٢٨١٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی بطور لشکر جاسوسی کے بھیجے اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا سو وہ چلے یہاں تک کہ ہدأۃ میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان عسفان اور مکے کے تو ذکر کیے گئے ہذیل کے قبیلے کے لیے جن کو بنو لحیان کہا جاتا تھا یعنی ان کو خبر ہوئی تو ان کے لیے دو سو آدمی کے قریب نکلے کہ سب تیر انداز تھے تو وہ ان کے پیچھے چلے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ پائی جس کو انہوں نے مدینے سے خرچ راہ لیا تھا سو انہوں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجوریں ہیں تو ان کے پیچھے چلے

بِالْهَدَاَةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لَحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ قَرِيْبًا مِنْ مِّائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا مَاْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ فَلَمَّا رَاٰهُمْ عَاصِمٌ وَّاَصْحَابُهٗ لَجَئُوْا اِلٰى فَدْفَدٍ وَّاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمُ انْزِلُوْا وَاَعْطُوْنَا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ اَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ اَمِيْرُ السَّرِيَّةِ اَمَّا اَنَا فَوَاللّٰهِ لَا اَنْزِلُ الْيَوْمَ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةٍ فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْاَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَاَوْثَقُوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ لَاُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَاَبٰى فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَّابْنِ دَثِنَةَ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا.

سو جب عاصم ؓ اور ان کے یاروں نے ان کو دیکھا تو ایک بلند جگہ کی طرف پناہ لی تو کافروں نے ان کو گھیرا تو کافروں نے ان کو کہا کہ اترو اور ہم کو اپنے ہاتھ دو یعنی اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو اور تمہارے لیے قول واقرار ہے ہم کسی کو تم میں سے نہ ماریں گے تو عاصم ؓ لشکر کے سردار نے کہا کہ لیکن میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں اتروں گا آج بیچ ذمے کافر کے الٰہی ہمارے نبی کو ہمارے حال سے خبر دے تو کافروں نے ان کو تیروں سے مارا تو عاصم ؓ سمیت سات آدمیوں کو قتل کیا اور باقی تین آدمی عہد و پیمان کے ساتھ ان کی طرف اترے ان میں سے ایک خبیب انصاری ؓ تھا دوسرا ابن دثنہ اور تیسرا ایک مرد اور تھا سو جب کافر ان پر قادر ہوئے تو کمانوں کی تان کھول کر ان کو باندھ لیا تو تیسرے مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ اول دغا ہے قسم ہے اللہ کی کہ میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا البتہ مجھے ان لوگوں کی چال چلنی ہے یعنی شہیدوں کی سو انہوں نے اس کو کھینچا اور اس کے ساتھ محنت کی اس پر کہ وہ ان کے ساتھ چلے اس نے نہ مانا تو انہوں نے اس کو مار ڈالا اور خبیب اور ابن دثنہ ؓ کو لے چلے یہاں تک کہ دونوں کو مکے میں بیچا بعد جنگ بدر کے سو خبیب ؓ کو تو حارث بن عامر کی اولاد نے خرید لیا اور جنگ بدر کے دن خبیب ؓ نے حارث کو قتل کیا تھا سو خبیب ؓ کچھ مدت ان کے پاس قید رہا پس خبر دی مجھ کو عبیداللہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کافر اس کے مارنے کے لیے جمع ہوئے تو اس نے زیرناف بال مونڈنے کے لیے استرا مانگا تو اس نے اس کو استرا عاریۃ دیا سو اس نے میرے بیٹے کو لیا اور میں اس سے بے خبر تھی سو میں نے اس کو پایا کہ میرے بیٹے کو اپنی ران

فَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِّيْ وَأَنَا غَافِلَةٌ حِيْنَ أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُّهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ وَّاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهُ يَوْمًا يَّأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَّكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِّنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُوْنِيْ أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَّطَوَّلْتُهَا اَللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا مَّا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَّوْمَ أُصِيْبَ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيْبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلٰى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا

پر بٹھائے ہوئے ہے اور استرا اس کے ہاتھ میں ہے سو گھبرائی میں گھبرانا کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کو میرے چہرے میں پہچانا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کروں تحقیق میں یہ کام نہیں کروں گا قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا قسم ہے اللہ کی میں نے البتہ اس کو ایک دن پایا کہ انگور کے گچھے سے کھاتا تھا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور البتہ وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا اور مکے میں میوہ نہ تھا اور حارث کی بیٹی کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو دی تھی سو جب کافر اس کو حرم سے لے نکلے تاکہ اس کے حل میں یعنی حرم سے باہر قتل کریں تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم گمان کرو گے کہ مجھ کو ڈر ہے تو البتہ میں نماز کو دراز کرتا الٰہی ان سب کو ہلاک کر دے اور نہ باقی چھوڑ ان میں سے کسی کو اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا جب کہ مسلمان مارا جاؤں اوپر جس کروٹ کے کہ ہو اللہ کے لیے جگہ ہلاک ہونے میرے کی اور یہ مارا جانا میرا اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو برکت کرے گا اوپر جوڑوں عضو کٹے ہوئے کے سو حارث کے بیٹے نے اس کو قتل کیا پس تھا خبیب رضی اللہ عنہ وہ جس نے مسنون کی دو رکعت نماز ہر مسلمان کے لیے کہ قید میں مارا جائے تو قبول کی اللہ نے دعا عاصم رضی اللہ عنہ کی جس دن کہ شہید ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ان کے حال سے خبر دی اور جو مصیبت کہ ان کو پہنچی اور کفار قریش نے کچھ آدمی اس کے پاس بھیجے جب کہ ان کو خبر ہوئی کہ وہ مارا گیا تاکہ کوئی چیز اس سے لائی جائے کہ پہچانا جائے اور تحقیق جنگ بدر کے دن اس نے ان کے

أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبُعِثَ عَلٰى عَاصِمٍ مِّثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُوْلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى أَنْ يَّقْطَعَ مِنْ لَّحْمِهٖ شَيْئًا.

ایک رئیس کو مارا تو بھیجے گئے عاصم رضی اللہ عنہ پر زنبور مثل ابر کی تو زنبوروں نے اس کو ان کے ایلچیوں سے نگاہ رکھا سو نہ قادر ہوئے وہ اس پر کہ اس کے بدن سے کچھ گوشت کاٹیں۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ فَكَاكِ الْأَسِيْرِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں چھڑانے قیدی کے۔

فائدہ: یعنی دشمن کے ہاتھ سے ساتھ مال کے ہو یا غیر اس کے۔

۲۸۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَانِيَ يَعْنِي الْأَسِيْرَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ.

۲۸۱۹۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ چھڑانا قیدی کا فرض کفایہ ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ بیت المال سے اور مالک سے بھی مروی ہے اور احمد نے کہا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ سروں کے اور لیکن ساتھ مال کے پس اس کو میں نہیں پہچانتا اور اگر ہوں نزدیک مسلمانوں کے قیدی اور نزدیک کافروں کے قیدی اور اتفاق کریں اوپر بدلے کے تو معین ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے بدلہ لینا کافروں کے قیدیوں کا ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ لَا وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فَهْمًا يُّعْطِيْهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِي الْقُرْاٰنِ وَمَا

۲۸۲۰۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز وحی سے ہے سوائے اس چیز کے کہ قرآن میں ہے یعنی سوائے قرآن کے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا اناج کو اور پیدا کیا جاندار چیز کو میں اس کو نہیں جانتا مگر سمجھ کہ اللہ کسی شخص کو قرآن میں دیتا ہے اور جو کچھ کہ اس کاغذ لکھا ہوا ہے میں نے کہا کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہوا ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیت اور

فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

قدر اس کا اور چھڑانا قیدی کا یعنی ثواب اس کا اور یہ کہ نہ مارا جائے مسلمان بدلے کافر کے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب العلم میں گذر چکی ہے اور باقی آئندی آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ فِدَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ.

باب ہے بیان میں بدلہ لینے کے مشرکین سے یعنی ساتھ مال کے کہ ان سے لیا جائے۔

فائدہ: کچھ بیان اس کا پہلے باب میں گذر چکا ہے۔

۲۸۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآئَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهَا دِرْهَمًا. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَآئَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ فَإِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ خُذْ فَأَعْطَاهُ فِيْ ثَوْبِهٖ.

۲۸۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پروانگی چاہی پس عرض کیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پروانگی دیجیے کہ ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا بدلہ چھوڑ دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو اور نیز انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال لایا گیا تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مال دیجیے کہ بے شک میں نے بدلہ دیا ہے اپنی جان سے اور بدلہ دیا ہے عقیل کا یعنی جنگ بدر کے دن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے کپڑے میں دیا۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے جواز پر دینے بعض قسموں کے زکوۃ سے اور اس میں دلالت نہیں اس لیے کہ یہ مال زکوۃ کا نہ تھا اور بر تقدیر اس کے ہونے کے زکوۃ سے پس عباس رضی اللہ عنہ نہیں اہل زکوۃ سے اور حق یہ ہے کہ مال مذکور خراج یا جزیہ کا تھا اور دونوں مصالح کے مال سے ہیں اور اس کا بیان جزیہ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۸۲۲۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۸۲۲۔ جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ بدر کے قیدیوں میں

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ جَآءَ فِي أُسَارٰى بَدْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

آیا تھا کہا اس نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ بدر کے قیدیوں میں آیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آیا تھا بیچ طلب کرنے بدلہ قیدیوں بدر کے اور اس کی شرح کتاب القراءۃ میں گذر چکی ہے اور کچھ شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔

بَابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ.

باب ہے کہ اگر کافر حربی داالسلام میں بغیر امان کے داخل ہو۔

فائدہ: تو کیا جائز ہے اس کا قتل اور یہ اختلافی مسائل سے ہے مالک نے کہا کہ امام کو اس میں اختیار ہے اور اس کا حکم حکم اہل حرب کا ہے۔ اور کہا اوزاعی اور شافعی نے کہ اگر وہ دعوی کرے کہ وہ ایلچی ہے تو اس سے قبول کیا جائے اور ابو حنیفہ اور احمد نے کہا کہ یہ دعوی اس کا قبول نہ کیا جائے اور وہ فے ہے مسلمانوں کے لیے۔ (فتح)

۲۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلَهُ فَنَفَّلَهُ سَلَبَهُ.

۲۸۲۳۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا ایک جاسوس حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سفر میں تھے تو وہ آپ کے اصحاب کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگا پھر پھرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ڈھونڈ کر مار ڈالو وہ جاسوس ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا اسباب سلمہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔

فائدہ: مسلم میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوڑتا ہوا نکلا یہاں تک کہ میں نے اونٹ کی مہار پکڑی سو میں نے اس کو بٹھایا سو جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار کھینچ کر اس کے سر پر ماری سو وہ مر گیا سو لایا میں سواری اس کی اور جو اس پر تھا اس حال میں کہ میں اس کو کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ آگے بڑھ کر مجھ کو جا ملے تو فرمایا کہ کافر کو کس نے مارا ہے لوگوں نے کہا کہ اکوع کے بیٹے نے فرمایا کہ اس کا سب اسباب اس کے لیے ہے اس سے معلوم ہوا کہ باعث اس کے قتل پر یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے ستر پر جھانکا اور جلدی کی تاکہ آپ کے اصحاب کو معلوم کرے پس غنیمت جانے ان کی غفلت کو اور اس کے قتل میں مسلمانوں کی مصلحت تھی اور نووی نے کہا کہ اس میں راز ہے قتل کا جاسوس حربی کافر کے اور اس پر اتفاق ہے اور لیکن عہد والا کافر اور ذمی پس

کہا مالک اور اوزاعی نے کہ اس سے اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک خلاف ہے اور لیکن اگر شرط کی ہو اس پر یہ بیچ عہد اس کے کے تو ٹوٹ جاتا ہے اس کا عہد اتفاقاً اور اس میں حجت ہے اس شخص کے لیے کہ جو کہتا ہے اسباب مقتول کا سب قاتل کے لیے ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا مستحق نہیں مگر ساتھ قول امام کے وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ایک کے دو امروں سے بلکہ وہ دونوں کے لیے محتمل ہے لیکن ایک روایت میں ہے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ جاسوس ہے مشرکین کا تو فرمایا کہ جو اس کو مارے پس اس کے لیے ہے اسباب اس کا کہا پس میں نے اس کو پایا تو میں نے اس کو مار ڈالا یہ تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی بلکہ قرطبی نے کہا کہ اگر کہتے کہ قاتل مستحق ہے سلب کا ساتھ مجرد قتل کے تو نہ ہوتا حضرت ﷺ کے قول کے لیے لہ سلبہ اجمع کوئی فائدہ اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوا ہو اسی وقت اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس لیے کہ اللہ کا قول وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ عام ہے ہر غنیمت میں پس بیان کیا حضرت ﷺ نے بعد زمانے دراز کے کہ سلب قاتل کے لیے ہے برابر ہے کہ ہم اس کو امام کی اجازت کے ساتھ قید کریں یا نہیں لیکن مالک کا قول کہ نہیں پہنچی مجھ کو یہ بات کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہو مگر حنین کے دن پس اگر مراد مالک کی یہ ہے کہ ابتداء اس حکم کی حنین کے دن تھی تو وہ مردود ہے لیکن مالک کے غیر پر جو اس کو منع کرتا ہے پس تحقیق مالک نے سوائے اس کے نہیں کہ پہنچنے کی نفی کی ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابو داود میں کہ حضرت ﷺ نے جنگ موتہ میں حکم کیا کہ اسباب مقتول کا قاتل کے لیے ہے اور موتہ بالاتفاق جنگ حنین سے پہلے ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ میں حربی کا ذکر ہے اور حدیث میں جاسوس کا ذکر ہے اور حکم جاسوس کا مخالف ہے حربی مطلق کے لیے جو داخل ہوتا ہے بغیر امان کے پس دعوی عام ہے دلیل سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جاسوس مذکور نے وہم دلایا تھا کہ وہ امن والوں سے ہے پس جب اس نے اپنی حاجت ادا کی جاسوسی کرنے سے تو اٹھ کر جلدی چلا پس معلوم ہو گیا کہ وہ حربی ہے کہ بغیر امان کے داخل ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا يُسْتَرَقُّوْنَ.

لڑائی کی جائے اہل ذمہ کی طرف سے یعنی ان کی مدد کی جائے اگر ان کا دشمن ان پر غالب ہو اور نہ غلام بنائے جائیں یعنی اگرچہ وہ عہد کو توڑ ڈالیں۔

۲۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۲۸۲۴۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں امیر کو ساتھ ذمہ اللہ کے اور ذمے اس کے رسول ﷺ کے اور یہ کہ پورا کیا جائے عہد ان کا اور یہ کہ لڑائی کی جائے پیچھے ان کے سے اور نہ تکلیف دی جائے ان کو مگر موافق طاقت ان کی کے۔

يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُّقَاتَلَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی اور ابن تین نے کہا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس لیے کہ اس میں غلام بنانے کا ذکر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے اس طرح سے کہ لیا ہے اس کو بخاری نے اس کے اس قول سے کہ میں اس کو وصیت کرتا ہوں ساتھ ذمہ اللہ کے پس تحقیق مقتضی وصیت بالاشفاق کا یہ ہے کہ نہ داخل ہو غلامی میں اور جو کہتا ہے کہ وہ غلام بنائے جائیں جب کہ عہد کو توڑ ڈالیں وہ ابن قاسم ہے اور مخالف ہے اس کے جمہور علماء اور اشہب اور محل اس کا وہ ہے جب کہ قید کریں حربی ذمی کو پھر قید کریں مسلمان ذمی کو اور عجیب بات کہی ابن قدامہ نے پس حکایت کیا اجماع کو اور شاید اس کو ابن قاسم کے خلاف کی اطلاع نہیں ہوئی اور بخاری کو اطلاع ہوئی پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ.

باب ہے بیان میں انعام دینے ایلچیوں کے۔

بَابُ جَوَآئِزِ الْوَفْدِ.

کیا طلب کی جائے شفاعت طرف اہل ذمہ کی اور معاملہ ان کا۔

فائدہ: بعض روایتوں میں پہلا ترجمہ اس باب سے موخر ہے اور اس کے ساتھ دور ہو جاتا ہے اشکال پس تحقیق حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موافق ہے باب جوائز الوفد کے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ انعام دیا کرو ایلچیوں کو برخلاف دوسرے ترجمہ اور شاید بخاری نے باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور بیاض خالی چھوڑا تھا تاکہ اس کے موافق کوئی حدیث اس میں وارد کرے پھر اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے باب کے تحت میں ہے اور باب جوائز الوفد بالکل یہاں نہیں ہے اور بیچ مناسبت اس کی کے ترجمہ کے لیے غموض ہے اور شاید وہ اس جہت سے ہے کہ یہود کا نکالنا تقاضہ کرتا ہے رفع استشفاء کا اور رغبت دلانا او پر اجازت وفد کے تقاضہ کرتا ہے حسن معاملہ کا یا شاید إلٰی ترجمہ میں ساتھ معنی لام کے ہے یعنی کیا استفشاء کیا جائے ان کے لیے نزدیک امام کے اور کیا معاملہ کیا جائے ان سے اور دلالت أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ اور أَجِيْزُوا الْوَفْدَ کی اس کے لیے ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۸۲۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى

۲۸۲۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جمعرات کا دن اور کیا ہے جمعرات کا دن پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے پھر کہا کہ جمعرات کے دن حضرت ﷺ کی بیماری سخت ہوئی اور درد غالب ہوا تو

خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَآءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ. وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوْبُ وَالْعَرْجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لیے نوشتہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکو یعنی کبھی مختلف اور حیران نہ ہو تو اصحاب آپس میں جھگڑنے لگے یعنی کاغذ لانے نہ لانے میں کہ کسی نے کہا کہ لاؤ اور کسی نے کہا کہ نہ لاؤ اور پیغمبر ﷺ کے پاس جھگڑنا لائق نہیں تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑ دیا یعنی عنقریب ہے کہ دنیا کو چھوڑ دیں یا اصحاب نے کہا کہ کیا درد سے حضرت ﷺ کی زبان قابو میں نہیں رہی یعنی اس کو حضرت ﷺ سے تحقیق کرو پھر حضرت ﷺ سے تحقیق کرنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑو مجھ کو جس میں کہ اب میں مشغول ہوں اس سے بہتر ہے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی کہ نکال دینا مشرکین کو عرب کے جزیرہ سے اور انعام دیا کرنا ایلچیوں کو جس طرح میں ان کو انعام دیتا تھا راوی نے کہا کہ میں تیسری چیز کو بھول گیا ابو عبیدہ نے کہا کہ ابو یعقوب نے کہا کہ میں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عرب کا جزیرہ کون سا ہے اس نے کہا کہ مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن اور یعقوب نے کہا کہ عرج اول تہامہ ہے اور اس کی ابتدا ہے۔

فائدہ: جزیرہ عرب کا طول عدن سے عراق تک ہے اور عرض جدہ سے شام تک ہے اور نام رکھا گیا ہے جزیرہ عرب کا احاطہ کرنے کی وجہ سے دریاؤں کا اس کو یعنی بحر ہند اور بحر قلزم اور بحر فارس اور بحر حبشہ کا اور نسبت کیا گیا عرب کی طرف اس لیے کہ وہ اسلام سے پہلے ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ ان کا وطن تھا اور ان کی جگہ تھی لیکن جس میں مشرکوں کا رہنا منع ہے وہ خاص مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور جو اس کے آس پاس ہیں نہ سوائے ان کے ان پر عرب کا جزیرہ بولا جاتا ہے سب کے اتفاق کی وجہ سے اس پر کہ مشرکوں کو یمن میں رہنے سے منع نہ کیا جائے باوجود اس کے کہ وہ بھی جزیرہ عرب میں داخل ہے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ جائز ہے مطلقا مگر مسجد حرام اور مالک سے روایت ہے کہ جائز ہے داخل ہونا ان کا حرم میں تجارت کے لیے اور شافعیہ نے کہا کہ نہ داخل ہوں حرم میں ہرگز مگر

امام کی اجازت کے ساتھ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خاصة ۔ (فتح)

بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُوْدِ.

باب ہے بیان میں زینت کرنے کے ایلچیوں کے لیے یعنی جب امام کے پاس کسی ملک کے ایلچی آئیں تو امام ان کے دکھانے کے لیے عمدہ لباس پہنے۔

۲۸۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَأَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَلِلْوُفُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَلَبِثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتّٰى أَتٰى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ فَقَالَ تَبِيْعُهَا أَوْ تُصِيْبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ.

۲۸۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک جوڑا ریشمی پایا جو بازار میں بکتا تھا تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جوڑے کو خرید لیں پس زینت کیا کریں ساتھ پہننے اس کے کے عید کے دن اور ایلچیوں کے لیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص کا لباس ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے یا یوں فرمایا کہ اس کو تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر کچھ مدت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی پوشاک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر آپ نے یہ مجھ کو بھیجا یعنی پھر مجھ کو کیوں بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے یا تو اس سے اپنی کوئی حاجت ادا کرے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ جگہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کو خرید لیں تا کہ عید کے دن یا ایلچیوں کے لیے زینت کیا کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اس کا انکار نہ کیا بلکہ صرف ریشمی کپڑے کے ساتھ زینت کرنے سے انکار کیا اور اس کی شرح لباس میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ.

کس طرح پیش کیا جائے اسلام لڑکے نابالغ پر۔

۲۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِيْ رَهْطٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَّحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَّأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آئْذَنْ لِّيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ

۲۸۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی طرف چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمر فاروق اور چند اصحاب رضی اللہ عنہم تھے یہاں تک کہ اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا نزدیک ٹیلوں بنی مغالہ کے اور ابن صیاد اس دن بلوغت کے قریب پہنچا تھا تو اس کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو پھر ابن صیاد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے ابن صیاد نے کہا کہ آتی ہے مجھ کو خبر جھوٹی اور سچی یعنی جو خبر میں لوگوں کو بتلاتا ہوں کبھی سچ ہو جاتی ہے اور کبھی جھوٹ نکلتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوط ہوا تجھ پر حق اور باطل یعنی جیسے کہ کاہنوں کا حال ہوتا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو تو بتلا کہ وہ کیا ہے ابن صیاد نے کہا کہ وہ درخ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور ہو تو بے مراد ہو تو اپنے اس قدر سے ہرگز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا یعنی بلکہ اس کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں۔

يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ.

۲۸۲۸۔ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِيْ فِيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ ابْنَ صَيَّادٍ أَنْ يَّسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُّضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَّهٗ فِيْهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهٗ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

۲۸۲۸۔ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے ساتھ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب باغ میں داخل ہوئے تو کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر چاہا کہ ابن صیاد سے کچھ خبر سنیں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اپنی چادر میں کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی شاخوں میں چھپتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف (یہ ابن صیاد کا نام تھا) دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ابن صیاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو البتہ اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اگر اس کی ماں کو ہمارا آنا معلوم نہ ہوتا تو بدستور رہتا اس چیز میں کہ تھا اس میں پس سنتے ہم وہ چیز کہ اس کے ساتھ اس کا حال کھل جاتا اور اس کی حقیقت حال معلوم ہوتی۔

۲۸۲۹۔ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ أَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَّمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

۲۸۲۹۔تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبے کے واسطے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے البتہ ڈرایا ہے اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو لیکن میں تم کو اس کا ایسا پتا بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتلایا یاد رکھو کہ بیشک وہ کانا ہے اور بیشک اللہ کانا نہیں۔

فائدہ: اس ترجمہ کی توجیہ کتاب الجنائز میں بَابٌ هَلْ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ میں گزر چکی ہے۔ اور وجہ

مشروعیت پیش کرنے اسلام کی لڑکے پر بیچ حدیث باب کے حضرت ﷺ کے قول سے ہے جو آپ ﷺ نے ابن صیاد سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس وقت ابن صیاد بالغ نہیں ہوا تھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے مدعیٰ کے صحیح ہونے پر اور دلالت کرتا ہے اوپر صحت اسلام لڑکے کے اور یہ کہ اگر وہ اقرار کرے تو قبول کیا جائے اس واسطے کہ یہی ہے فائدہ عرض کرنے کا اور یہ جو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جن یہودیوں میں سے ابن صیاد تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے قائل اور مقر تھے لیکن دعویٰ کرتے تھے کہ ان کی بعثت عرب کے ساتھ خاص ہے اور ان کی حجت کا فساد واضح ہے اس واسطے کہ جب انہوں نے اقرار کرلیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو محال ہوا کہ وہ اللہ پر جھوٹ بولیں پس جب حضرت ﷺ نے دعویٰ کیا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں خواہ غریب ہوں یا غیر تو متعین ہوا صدق ان کا پس واجب ہوئی تصدیق ان کی ابن منیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ پیش کیا حضرت ﷺ نے اسلام کو ابن صیاد پر بنابراس کے کہ وہ دجال موعود نہیں جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بات متعین نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا امر محتمل تھا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو اس کے ساتھ جانچیں پس اگر اس نے اسلام قبول کیا تو غالب ہوگی یہ ترجیح کہ وہ دجال نہیں اور اگر اس نے اسلام کو قبول نہ کیا تو احتمال باقی رہے گا اور ارادہ کیا ساتھ بلانے اس کے کے اظہار کرنا کذب اس کے کا جو منافی ہے واسطے دعویٰ نبوت کے اور چونکہ یہی مراد تھی تو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ جواب منصف کے پس کہا میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور قرطبی نے کہا کہ ابن صیاد کاہنوں کے طور پر تھا آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلاتا تھا سو کوئی خبر سچی نکلتی تھی اور کوئی جھوٹی پس یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی اور اس کے حق میں وحی نہ اتری پس حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کا حال معلوم کریں کہ کیا کہتا ہے پس یہی سبب تھا بیچ جانے حضرت ﷺ کے طرف اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں میں ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا ہوا اس کی ایک آنکھ ممسوح تھی اور دوسری اٹھی ہوئی تو حضرت ﷺ نے خوف کیا کہ مبادا یہی دجال ہو اور ترمذی میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے ماں باپ کے گھر تیس برس اولاد پیدا نہ ہوگی پھر ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نقصان بہت ہوگا اور فائدہ کم اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی ماں موٹی ہوگی اور اس کے ہاتھ دراز ہوں گے اور اس کا باپ دراز ہوگا گویا اس کا ناک منقہ ہے سو ہم نے سنا کہ ایک لڑکا اس صفت کا پیدا ہوا ہے یعنی ابن صیاد کے ماں باپ کے پاس گئے تو بعینہ ان کی وہی صفت پائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں بارہ مہینے حاملہ رہے گی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے سورہ دخان چھپائی تھی اور گویا کہ اطلاق کیا سورہ کا اور ارادہ کیا بعض کا اور لیکن جواب ابن صیاد کا ساتھ درخ کے پس کہتے ہیں کہ وہ مدہوش ہوا پس نہ واقع ہوا لفظ دخان سے مگر اس

کے بعض پر اور حکایت کی ہے خطابی نے کہ یہ آیت اس وقت حضرت ﷺ کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی پس نہ راہ یاب ہوا ابن صیاد اس سے مگر ساتھ اس قدر ناقص کے اوپر طریق کاہنوں کے پس اسی واسطے اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے یعنی اپنے کاہنوں کے قدر دے جو اپنے جنوں کا القا سے کچھ جھوٹ سچ ملا ہوا ہو یاد رکھتے ہیں اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جو اس کا امر دریافت کرنا اور ظاہر کرنا چاہا تو یہ اس واسطے ہے کہ تا کہ بیان کریں واسطے اصحاب اپنے کے ملمع اس کا تا کہ نہ مخلوط ہو حال اس کا ضعیف پر جو اسلام میں پکا نہیں ہوا اور حاصل جواب حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بطور تنزل اور فرض کے فرمایا کہ اگر تو اپنی پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے اور تجھ پر امر مخلوط نہیں تو میں اللہ کے ساتھ ایمان لایا اور اگر تو جھوٹا ہے اور تیرا امر تجھ پر مخلوط ہے تو نہیں اور تحقیق ظاہراً جھوٹ تیرا اور التباس امر کا اوپر تیرے پس نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے اور خطابی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کے مارنے کی اجازت نہ دی باوجود یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو یہ اس واسطے ہے کہ وہ نابالغ تھا اور یا اس واسطے کہ وہ عہد والوں میں سے تھا میں کہتا ہوں کہ یہی دوسری بات متعین ہے اور احمد کی حدیث میں یہ بات صریح آ چکی ہے اور عروہ کے مرسل میں ہے کہ پس نہیں حلال ہے واسطے تیرے قتل کرنا اس کا پھر تحقیق بیچ سوال کے نزدیک میرے نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ دعویٰ نبوت کے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہم دلایا اس نے کہ وہ رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور نہیں لازم آتا دعویٰ رسالت کے سے دعویٰ نبوت کا اللہ نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ یعنی رسول کیا ہم نے شیطانوں کو کافروں پر اور بیچ قصے ابن صیاد کے اہتمام کرنا امام کا ہے ساتھ ان امروں کے جن میں سے فساد کا خوف ہو اور نقب کرنی اوپر ان کے اور ظاہر کرنا کذب مدعی باطل کا اور امتحان کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ کھول دے حال اس کے کو اور جاسوس کرنے اوپر اہل ریب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ تھے اجتہاد کرتے اس چیز میں کہ نہیں وحی ہوتی تھی اس میں طرف آپ کی اور ابن صیاد کے حق میں علماء کو بہت اختلاف ہے کما سیاتی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے رجعت کا یعنی پھر آنے کا طرف دنیا کی واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہ اگر یہ وہی ہے جس سے تو خوف کرتا ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ اگر جائز ہوئی یہ بات کہ مردہ دنیا کی طرف پھر آتا ہے تو البتہ نہ ہوتی درمیان قتل کرنے عمر رضی اللہ عنہ کے ابن صیاد کو اس وقت اور ہونے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہی اس کو اس کے بعد قتل کریں گے منافات۔ (فتح) یعنی اس واسطے کہ اندریں صورت رجعت ممکن ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن صیاد کو قتل کریں اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ

باب ہے بیان حضرت ﷺ کے اس قول واسطے یہود کے کہ اسلام قبول کرو تا کہ دین و دنیا میں سلامت رہو

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ.

روایت کیا اس کو مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَّأَرَضُوْنَ فَهِیَ لَهُمْ.

اگر کوئی قوم دار الحرب میں اسلام لائے اور واسطے ان کے مال اور زمینیں ہوں تو وہی ان کے مالک ہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے حنفیہ سے کہ حربی جب دار الحرب میں اسلام لائے اور وہاں اقامت کرے یہاں تک کہ مسلمان ان پر غالب ہوں تو وہ لائق تر ہے ساتھ تمام مال اپنے کے مگر زمین اس کی اور غیر منقول چیز اس کی یعنی مانند گھر اور باغ کی پس تحقیق وہ مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مخالفت کی ہے عقبہ کی ابو یوسف نے پس کہا اس نے کہ ایک قوم بنی سلیم کی اپنی زمینوں سے بھاگ گئی اور ایک شخص نے ان کی زمین لے لی پھر وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنی زمین کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی زمینیں پھیر دیں اور فرمایا کہ جب آدمی مسلمان ہو تو وہ لائق تر ہے ساتھ مال اپنے کے اور زمین اپنی کے۔ (فتح)

۲۸۳۰۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِیْ حَجَّتِهٖ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِیْلٌ مَّنْزِلًا ثُمَّ قَالَ نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَیْفِ بَنِیْ كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ حَیْثُ قَاسَمَتْ قُرَیْشٌ عَلَی الْكُفْرِ وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِیْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَیْشًا عَلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ أَنْ لَّا یُبَایِعُوْهُمْ وَلَا یُؤْوُوْهُمْ. قَالَ الزُّهْرِیُّ وَالْخَیْفُ الْوَادِیْ.

۲۸۳۰۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کل حجۃ الوداع میں اپنے مکانات سے کس مکان میں اتریں گے تو فرمایا کہ کیا ہمارے واسطے عقیل نے کوئی گھر چھوڑا ہے یعنی عقیل نے ہمارے سب مکانات بیچ ڈالے ہیں کوئی مکان باقی نہیں رہا جس میں اتریں پھر فرمایا کہ ہم اتریں گے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر یعنی محصب پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی بنی ہاشم پر کہ نہ ان سے خرید و فروخت کریں اور نہ ان کو جگہ دیں یعنی یہاں تک کہ وہ تنگ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں وہ چیز ہے جس کے ساتھ وہاں باب باندھا ہے یعنی مکے کے گھروں کا وارث ہونا اور بیچنا اور لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ مکہ قہر سے فتح ہوا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور اس کی بحث مغازی میں آئے گی اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ جب برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کو اوپر تصرف اس کے کے بیچ اس چیز کے کہ تھی واسطے دونوں کے بھائیوں اس کے یعنی علی اور

جعفر رضی اللہ عنہما اور واسطے حضرت ﷺ کے گھروں سے اور حویلیوں سے ساتھ بیع وغیرہ کے اور حضرت ﷺ نے اس کو نہ بدلایا اور نہ چھینا ان کو اس شخص سے جس کے ہاتھ میں تھی جب فتح یاب ہوئے تو ہوگی اس میں دلالت اوپر برقرار رکھنے اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ میں ہو گھر ہو یا زمین جبکہ مسلمان ہو اور وہ اس کے ہاتھ میں ہو بطریق اولیٰ اور قرطبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کہ حضرت ﷺ نے احسان کیا اہل مکہ پر ساتھ مالوں ان کے کے اور گھروں ان کے پہلے اس سے کہ مسلمان ہوں پس برقرار رکھنا اس شخص کا کہ مسلمان ہو بطریق اولیٰ ہے۔

۲۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

۲۸۳۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو راکھ یعنی روند (چراگاہ) پر عامل کیا جس کا نام ہنی تھا سو فرمایا کہ اے ہنی روک رکھنا اپنے ہاتھ کو مسلمانوں سے یعنی ان پر ظلم کرنے سے اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بددعا سے پس تحقیق دعا مظلوم کی مقبول ہے اور داخل کر روند میں تھوڑی اونٹنیاں والے کو اور تھوڑی بکریاں والے کو اور بچ ابن عوف کے چوپایوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چوپایوں سے پس تحقیق اگر ان دونوں کے مویشی ہلاک ہوں تو رجوع کریں گے طرف باغوں اور کھیتی کی یعنی ان کو مویشیوں کی بالکل حاجت نہیں بلکہ ان کے پاس اور قسموں کے مال بہت ہیں اور تھوڑے اونٹوں کا مالک اور تھوڑی بکریوں کا مالک اگر ان کے مواشی ہلاک ہوں تو اپنے بیوی بچے میرے پاس لائے گا پس کہے گا اے امیر المؤمنین یعنی سوال کرے گا اور کہے گا کہ میں محتاج ہوں یعنی اگر وہ پانی اور گھاس سے منع کیے جائیں تو ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں گے پس محتاج ہوگا طرف معاوضہ دینے ان کے کی ساتھ خرچ سونے اور چاندی کے واسطے ان کے واسطے بند کرنے حاجت ان کی کے اور اکثر اوقات معارض ہوگی یہ حاجت طرف نقد کی بیچ خرچ کرنے اس کے کی دوسری مہم میں کیا پس میں ان کو چھوڑ دوں یعنی میں ان کو محتاج نہ چھوڑوں گا تیرا باپ نہ ہو (یہ بددعا ہے اس کے حق میں اور ظاہر اس کا

مراد نہیں) پس پانی اور گھاس آسان تر ہے مجھ پر سونے اور چاندی سے اور قسم ہے اللہ کی البتہ وہ گمان کرتے ہیں یعنی تھوڑے مویشی والے کہ میں نے ان پر ظلم کیا یعنی وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے مجھ پر اور حالانکہ یہ زمین البتہ انہیں کے شہر ہیں اور انہیں کا ملک ہے لڑائی کی انہوں نے ان زمینوں پر جاہلیت میں اور مسلمان ہوئے ہیں اوپر معاف ہونے ان کے اسلام میں یعنی کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری زمینیں ہمارے ملک ہیں اور سب ہم ان کے مالک ہیں پھر تو نے کیوں روند رکھی ہیں قسم ہے اللہ کی کہ اگر نہ ہوتا وہ مال جس پر میں لوگوں کو اللہ کی راہ میں سوار کرتا ہوں یعنی اونٹوں سے کہ تھے سوار کرتے ان پر اس شخص کو جو سواری نہ پاتا تو میں ان کے شہروں سے ایک بالشت بھر زمین نہ گھیرتا۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ اس واسطے کہا تھا کہ مدینے والے عفو پر مسلمان ہوئے تھے اور ان کے مال انہی کے واسطے تھے اس واسطے مول چکایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نجار سے ساتھ مکان مسجد اپنی کے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو اہل صلح سے مسلمان ہو پس وہ لائق تر ہے زمین اپنی کے اور جو مسلمان ہو اہل قہر سے پس زمین اس کی مسلمانوں کے واسطے ہے اس واسطے کہ غالب ہوئے ان کے شہروں پر جیسے کہ غالب ہوئے ان کے مال پر بخلاف اہل صلح کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ روند رکھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض زمین غیر آباد سے اس قسم سے کہ اس میں سبزی اگتی تھی بغیر محنت کسی کے اور خاص کیا صدقے کے اونٹوں کو اور مجاہدین کے گھوڑوں کو اور اجازت دی اس شخص کو جس کے مواشی کم ہوں یہ کہ اپنے مواشی کو اس میں چرائے واسطے نرمی کرنے کے ساتھ اس کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے مخالف کے اور یہ جو کہا کہ گمان کرتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا تو اشارہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے نہ یہ کہ منع کیا انہوں نے اپنے حق کو جو ان پر واجب ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ قوت سے اور جودت نظر سے اور شفقت سے اوپر مسلمانوں کے اور مالک سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو جانور یعنی اونٹ اور گھوڑے وغیرہ چراگاہ میں چرتے تھے ان کی گنتی چالیس ہزار کو پہنچتی تھی اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہوا یہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ وہ زمین غیر آباد تھی کسی کے ملک میں نہ تھی پس چراگاہ میں رکھا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے واسطے اونٹوں صدقہ کے واسطے مصلحت عام مسلمانوں کے۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ. لکھنا امام کا لوگوں کو۔

فائدہ: یعنی لڑنے والوں سے یا غیر ان کے سے اور مراد عام ہے اس سے کہ وہ خود لکھے یا کوئی اس کے حکم سے لکھے۔ (فتح)

۲۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ. حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ.

۲۸۳۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھ لاؤ میرے لیے ان کو جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں لوگوں سے تو ہم نے آپ کے لیے پندرہ سو مرد لکھے (اور یہ جنگ احد کی طرف نکلنے کی وقت تھا یا نزدیک کھودنے خندق کے یا حدیبیہ کے) سو ہم نے کہا کہ کیا ہم ڈرتے ہیں اور حالانکہ ہم پندرہ سو آدمی ہیں یعنی باوجود اتنی کثرت کے ڈرنے کا مقام نہیں اور البتہ ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم مبتلا ہوئے یہاں تک کہ بعض مرد البتہ تنہا نماز پڑھتا تھا اور حالانکہ وہ ڈرنے والا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے پانچ سو مرد پالئے اور ایک میں یوں ہے کہ چھ سو اور سات کے اندر تھے۔

فائدہ: یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہم مبتلا ہوئے تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئے بیچ اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکومت بعض امیروں کوفہ کے سے مانند ولید بن عقبہ کی اس لیے کہ وہ نماز میں تاخیر کرتے تھے اس کو اچھی طرح ادا نہ کرتے تھے اور بعض پرہیز گار تنہا پوشیدہ نماز پڑھتے تھے پھر امیر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے واسطے خوف وقوع فتنے کے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس لیے کہ یہ پیشین گوئی ہے اور تحقیق واقع ہوا سخت تر اس سے بعد حذیفہ کے بیچ زمانے حجاج وغیرہ کے۔ (فتح) اور اس حدیث میں مشروعیت کتابت دفتر لشکروں کی ہے اور کبھی متعین ہوتا ہے وقت حاجت کی طرف جدا کرنے اس شخص کو جو لڑائی کی صلاحیت رکھتا ہے اور جو نہیں رکھتا اور اس میں وقوع عقوبت کا ہے او پر خود پسندی کرنے کے ساتھ کثرت کے اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے کہ لکھنا لشکر کا اور گننا عدد اس کے کا ہوتا ہے ذریعہ واسطے دور ہونے برکت کے بلکہ کتابت ماسور بہا واسطے مصلحت دینی کے ہے اور جو مواخذہ حنین کے دن واقع ہوا تھا وہ خود پسندی کی جہت سے تھا۔

۲۸۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي

۲۸۳۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میرا نام فلاں فلاں

مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِيْ حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

جہاد میں لکھا گیا اور میری بیوی حج کو نکلی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: پوری شرح اس کی حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

باب ہے اس بیان میں کہ بے شک اللہ مدد کرتا ہے دین کی گناہگار آدمی سے۔

٢٨٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِيْ قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ قِيْلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ

۲۸۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے ایک مرد کے لیے فرمایا کہ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخی ہے سو جب لڑائی حاضر ہوئی یعنی لڑائی کا وقت ہوا تو اس مرد نے سخت لڑائی کی تو اس کو زخم پہنچا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت جس کے لیے آپ نے کہا تھا کہ وہ دوزخی ہے اس نے آج سخت لڑائی کی اور مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں گیا تو قریب تھا کہ بعض لوگ حضرت ﷺ کے قول میں شک کریں سو جس حالت میں کہ لوگ اسی تردد میں تھے کہ ناگہاں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن اس کو سخت زخم لگے ہیں سو جب رات ہوئی تو زخم پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تو کسی نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر بلال کو حکم کیا تو اس نے لوگوں میں پکارا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر وہ شخص کہ مسلمان ہے اور بے شک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گناہگار آدمی سے۔

اللهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور مہلب نے کہا کہ نہیں معارض ہے یہ حدیث حضرت ﷺ کی اس حدیث کو نہیں مدد چاہتے ہم مشرک سے اس لیے کہ یا وہ خاص ہے ساتھ اس وقت کے اور یا کہ ہو مراد اس کے فاجر غیر مشرک میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی نے ساتھ اول وجہ کے اور حجت نسخ کی حاضر ہونا صفوان کا ہے حنین میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور وہ مشرک تھا اور اس کا قصہ مشہور مغازی میں اور بعضوں نے ان میں اور کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک تطبیق ان میں سے یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی کہ میں مشرک سے مدد نہیں چاہتا اس سے آپ نے اسلام کی رغبت معلوم کی تھی پس اس کو اس امید سے کہ مسلم ہو اور اپنا گمان سچا کرے اور ایک تطبیق یہ ہے کہ امر اس میں طرف رائے امام کے ہے اور ان دونوں میں نظر ہے اس لیے کہ لفظ مشرک کا لفظ ہے سیاق نفی میں پس مدعی تخصیص کا محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے امام میں جبکہ اسلام کی چراگاہ رکھے اور غیر عادل ہو یہ کہ ڈالا جائے نفع اس کا دین میں گناہ گار کے لیے پس جائز ہے خروج کرنا اوپر اس کے پس ارادہ کیا ہے اس نے کہ یہ خیال مدفوع ہے ساتھ اس نص کے اور کہ یہ مدد کرتا ہے اللہ اپنے دین کی ساتھ گناہگار کے اور اس کا گناہ اس کی جان پر ہے (فتح)

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ.

جو سردار ہو لڑائی میں بغیر سردار کرنے امام کے جبکہ خوف کرے دشمن سے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے۔ (فتح)

۲۸۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

۲۸۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہو گیا پھر علم کیا جعفر رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سردار بنانے حضرت ﷺ کے اس کو تو اللہ نے اس کو فتح نصیب کی اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوئے یعنی شہید نہ

رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ وَمَا يَسُرُّنِيْ أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَقَالَ وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ.

ہوتے اور آپ کی دونوں آنکھیں سے آنسو جاری تھی۔

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ بھی ظاہر ہے ترجمہ باب میں ابن منیر نے کہا کہ پکڑا جاتا ہے حدیث باب سے کہ جو متعین ہو واسطے سرداری کے اور دشوار ہو مراجعت کرنے طرف امام کی تو اس کی سردادی ثابت ہوتی ہے شرعاً اور واجب ہوتی ہے فرمانبرداری اس کی حکم میں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ اتفاق کریں حاضرین اوپر اس کے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے یہ کہ مالک کا قول صحیح ہے کہ جب بادشاہ کے سوا عورت کا کوئی والی نہ ہو اور بادشاہ سے اجازت لینی دشوار ہو تو جائز ہے یہ کہ نکاح کردے کوئی ایک اور اسی طرح جب غائب ہو امام جمعہ کا تو امام بنے لوگوں کا کوئی ایک (فتح)

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ.

باب ہے مدد کرنا امام کا لشکر کو ساتھ فوج کے

۲۸۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رِعْلٌ وَّذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُوْ لَحْيَانَ فَزَعَمُوْا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوْا وَاسْتَمَدُّوْهُ عَلٰى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّآءَ يَحْطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ فَانْطَلَقُوْا بِهِمْ حَتّٰى بَلَغُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ غَدَرُوْا بِهِمْ وَقَتَلُوْهُمْ فَقَنَتَ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَؤُوْا بِهِمْ قُرْاٰنًا أَلَا بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا

۲۸۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصی اور بنو لحیان (یہ چاروں نام ہیں عرب کی قوموں کے) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے گمان کیا کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم پر مدد چاہی یعنی چاہا کہ ہم کو مدد دیجیے تا کہ ہم اپنی قوم کو جا کر ہدایت کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ستر انصاری مردوں سے مدد کی انس نے کہا کہ ہم ان کو قاری کہا کرتے تھے یعنی وہ ستر انصاری قرآن کے قاری تھے دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے تو وہ ان کو لے چلے یہاں تک کہ جب بئر معونہ میں پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مکے اور عسفان کے تو ان کے ساتھ دغا کیا اور ان کو مار ڈالا تو قنوت پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ رعل اور ذکوان اور بنی لحیان پر اور قتادہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ اصحاب نے ان کے سبب سے قرآن پڑھا یعنی جو ان کے حق

وَأَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِكَ بَعْدُ.

میں اترا وہ قرآن یہ تھا کہ خبردار ہو کر ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے ابن منیر نے کہا کہ تحقیق اجتہاد اور عمل ساتھ ظاہر کے نہیں ضرر کرتا اس کے صاحب کو اگر واقع ہو خلاف اس شخص سے جس سے وفا کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلٰى عَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا.

جو غالب ہو دشمن پر پھر ان کے میدان میں تین دن ٹھہرے۔

۲۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَّعَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۳۷۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو ان کے میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے۔

فائدہ: اور سنن میں ہے کہ دوست رکھتے تھے کہ ان کے میدان میں تین دن ٹھہریں اور مہلب نے کہا کہ حکمت اقامت کی آرام دینا سواریوں کا ہے اور جانوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے یہ بات کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ ہو امن دشمن سے اور چوڑی سے اور تین دن پر اقتصار کرنے سے نکالا جاتا ہے کہ چار دن اقامت ہیں ابن جوزی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں تین دن وہاں ٹھہرتے تھے تا کہ ظاہر ہو تاثیر غلبے کی اور جاری کرنے احکام کے پس گویا کہ کہتے تھے کہ پس جس میں تم میں سے قوت ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف ہماری اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ہو ضیافت اسی زمین کی جس میں گناہ واقع ہوئے ساتھ واقع کرنے بندگی کے بیچ اس کے ساتھ ذکر اللہ کے اور ظاہر کرنے شعار مسلمانوں کے اور جب یہ ضیافت کے حکم میں ہو تو مناسب ہوا کہ اس میں تین دن ٹھہریں اس لیے کہ ضیافت تین دن ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِيْ غَزْوِهٖ وَسَفَرِهٖ.

جو تقسیم کرے مال غنیمت کو اپنے جہاد میں اور سفر میں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے رد کرنے کا اوپر قول کوفیوں کے کہ غنیمت کا مال دار الحرب میں تقسیم نہ کیا جائے اور اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ ملک نہیں تمام ہوتا مال غنیمت پر مگر ساتھ استیلا کے اور نہیں تمام ہوتا غالب ہونا مگر ساتھ گھیرنے اس کے کے بیچ دار الاسلام کے اور جمہور نے کہا کہ وہ راجع ہے طرف نظر امام کی اور اجتہاد اس کے کی اور تمام ہونا غلبے کا حاصل ہوتا ہے ساتھ قابو ہونے اس کے کے بیچ ہاتھ مسلمانوں کے اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ بات کہ اگر کفار اس وقت کوئی غلام آزاد کریں تو نہیں صحیح آزاد کرنا ان کا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو اور مسلمانوں میں جا ملے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَّإِبِلًا فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ.

یعنی اور رافع نے کہا کہ تھے ساتھ حضرت ﷺ کے ذوالحلیفہ میں سو ہم نے بکریاں اور اونٹ پائے تو حضرت ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا۔

۲۸۳۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ.

۲۸۳۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ (ایک گاؤں کا نام ہے درمیان مکے اور طائف کے) سے عمرے کا احرام باندھا جس جگہ کہ حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں ترجمہ باب میں ظاہر ہیں اور ان کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُوْنَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ.

جب مشرکین مسلمانوں کا مال لوٹ لیں پھر مسلمان اس کو پائے۔

فائدہ: یعنی تو کیا وہ خاص اسی کا حق ہے یا داخل ہوتا ہے غنیمت میں اور اس میں اختلاف ہے۔ پس کہا شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہ نہیں مالک ہوتے ہیں اہل حرب ساتھ غلبے کے کسی چیز کے مسلمان کے مال سے اور واسطے مالک اس کے کے ہے لینا اس کا پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے یعنی مالک کو اس کا لینا جائز ہے قسمت سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور علی اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن سے روایت ہے کہ نہ پھیرا جائے ہرگز اور خاص ہوتے ہیں ساتھ اس کے اہل غنیمت یعنی مجاہدین، اور کہا عمر اور سلیمان بن ربیعہ اور عطا اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسروں نے اور یہی روایت ہے فقہا سبعہ سے اور یہی ایک روایت ہے حسن سے کہ اگر اس کا مالک اس کو تقسیم سے پہلے پائے تو لے اور اس کے پیچھے پائے تو نہ لے مگر ساتھ قسمت کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو مرفوع ہے ساتھ اس تفصیل کے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مانند قول مالک رحمہ اللہ کے مروی ہے مگر غلام بھاگے ہوئے میں پس کہا انہوں نے اور ثوری نے کہ اس کا مالک لائق

تر ہے ساتھ اس کے مطلقاً۔(فتح)

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَهَبَ فَرَسٌ لَّهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَّهُ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا چھوٹ گیا اور دشمن نے اس کو پکڑ لیا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو وہ گھوڑا ان پر پھیرا گیا بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگا اور رومیوں میں جا ملا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام ان کو پھیر دیا بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں جزم نہیں کیا واسطے تردد راویوں کے اس کے وقف اور رفع میں لیکن جو اس کا قائل ہے اس کو جائز ہے کہ حجت پکڑے ساتھ واقع ہونے اس کے بیچ زمانے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور اصحاب رضی اللہ عنہم عام تھے اور کسی نے ان میں سے انکار نہیں کیا۔(فتح)

۲۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوْهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَارَ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ وَحْشٍ أَيْ هَرَبَ.

۲۸۳۹۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ کر روم میں جا ملا پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روم پر غالب آئے تو وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پھیر دیا اور تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک گھوڑا بھاگا اور روم میں جا ملا پھر غالب ہوئے ان پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تو پھیر دیا ہو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو، ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عار عیر سے مشتق ہے اور اس کا معنی جنگلی گدھا کے ہیں یعنی بھاگ گیا۔

۲۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ عَلٰى فَرَسٍ يَّوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعَثَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ

۲۸۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے جس دن کہ مسلمان کافروں سے ملے اور مسلمانوں کے سردار اس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھیجا تھا تو گھوڑے کو دشمن نے پکڑا پھر جب دشمن بھاگ گیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑا پھیر دیا۔

فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ.

بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ. فارسی اور عجمی زبان میں کلام کرنا۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فارسی لوگ منسوب ہیں طرف فارس بن کیومرث کی اور کیومرث میں اختلاف ہے کہ وہ سام بن نوح کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یافث کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے اور کہتے ہیں کہ فقہ اس باب کی ظاہر ہوگی بیچ امن دینے مسلمانوں کے واسطے اہل حرب کے ساتھ زبانوں ان کی کے وسیاتی فی الجزیۃ۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی نشانیوں سے مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا ہے اور رنگوں تمہارے کا۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان قوم اپنی کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب زبانوں کو جانتے تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کی طرف بھیجے گئے ہیں باوجود مختلف ہونے زبانوں ان کی کے پس تمام امتیں قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ساتھ نسبت کرنے کی طرف عام ہونے رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کلام سمجھیں اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں مستلزم یہ بولنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کو ساتھ تمام زبانوں کے واسطے ممکن ہونے ترجمان کے جو معتبر ہے نزدیک ان کے۔ (فتح)

٢٨٤١ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ.

۲۸۴۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبحہ کیا اور تین سیر جو پیس کر آٹا نکالا تو آپ اور دو تین آدمی چلیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے خندق کھودنے والو البتہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا ہے سو جلدی کرو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا اور سور فارسی میں کھانے کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف اس کی جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ فارسی میں کلام کرنا مکروہ

ہے وہ حدیثیں ضعیف ہیں مانند اس حدیث کی کہ دوزخیوں کا کلام فارسی ہے اور مانند اس حدیث کی کہ جو فارسی میں کلام کرے اس کا خبث زیادہ ہوتا ہے اور اس کی مروت کم ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اچھی طرح عربی جانتا ہو وہ فارسی میں کلام نہ کرے کہ وہ نفاق کو پیدا کرتا ہے اور ان حدیثوں کی سند واہی ہے۔ (فتح)

۲۸۴۲۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِيْ وَأَخْلِفِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِفِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِفِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذُكِرَ.

۲۸۴۲۔ ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ آئی اور مجھ پر زرد کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوب خوب عبداللہ بن مبارک راوی نے کہا کہ اس کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں تو میں خاتم النبوۃ کے ساتھ کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پرانا کر کپڑے کو پھر پرانا کر پھر پرانا کر یعنی مکرر پیوند کر اس کو عبداللہ نے کہا کہ وہ عورت باقی رہی یعنی بہت مدت زندہ رہی یہاں تک کہ لوگوں میں مذکور ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ سنہ سنہ کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں۔ (فتح)

۲۸۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كِخْ كِخْ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. قَالَ عِكْرِمَةُ سَنَهْ الْحَسَنَةُ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ تَعِشْ امْرَأَةٌ

۲۸۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور لی اور اس کو اپنے منہ میں ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھی چھی کیا تو جانتا ہے کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہیں کھاتے عکرمہ نے کہا کہ سنہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں اور کہا ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کسی عورت نے اس کے بعد ام خالد جیسی عمر نہیں پائی۔

مِثْلَ مَا عَاشَتْ هٰذِهٖ يَعْنِىْ أُمَّ خَالِدٍ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول آپ ﷺ کا کخ کخ ہے اور یہ کلمہ لڑکے کے جھڑکنے کے واسطے کہا جاتا ہے اور کرمانی نے کہا کہ یہ تینوں کلمے عجمی نہیں اس واسطے کہ اول جائز ہے کہ توافق دولغتوں کے سے ہو اور دوسرا جائز ہے کہ اس کا اصل حسنہ ہو پس حذف کی گیا اول اس کا واسطے ایجاز کے اور تیسرا اسماء صوت سے ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے اخیر سے پس کہا کہ وہ مطابقت اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خطاب کیا اس کو ساتھ اس چیز کے سمجھے اس کو اس قسم سے کہ نہیں کلام کرتا ساتھ اس کے مرد مرد سے پس وہ مانند خطاب کرنے عجمی کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھے اس کو لغت اپنی سے، میں کہتا ہوں کہ ساتھ اسی کے جواب دیا جاتا ہے باقی سے اور کلمہ کے اول سے حرف کا حذف کرنا معروف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْغُلُوْلِ.

باب ہے بیان میں خیانت کرنے کے مال غنیمت میں۔

فائدہ: ابن قتیبہ نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا غلول اس واسطے کہ لینے والا اس کا چھپاتا ہے اس کو اپنے اسباب میں اور نقل کیا ہے نووی نے اجماع اس پر کہ مال غنیمت میں خیانت کرنی کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو خیانت کرے لائے گا قیامت کے دن وہ چیز کہ خیانت کی۔

٢٨٤٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِىْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ أَمْرَهٗ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَّهَا ثُغَاءٌ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَّهٗ حَمْحَمَةٌ يَّقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِىْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَّهٗ رُغَاءٌ يَّقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِىْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِىْ فَأَقُوْلُ لَا

۲۸۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے پس ذکر کیا خیانت کرنے کا مال غنیمت میں پس بڑا گناہ بتلایا اس کا اور بڑا بیان کیا امر اس کا فرمایا کہ نہ پاؤں میں کسی کو تم میں سے قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور اس کے واسطے آواز ہو اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور اس کے واسطے آواز ہو کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کرو یعنی شفاعت کرو تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں تحقیق میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر اونٹ ہو کہ اس کے واسطے آواز ہو کہے گا یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو تو کہے گا کہ

أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ أَوْ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ فَرَسٌ لَّهٗ حَمْحَمَةٌ.

یا حضرت ﷺ فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر کپڑے ہوں ہلتے تو کہے کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں یعنی مغفرت سے اس واسطے کہ شفاعت کا امر اللہ کی طرف ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی تو مراد یہ ہے کہ نہیں تیرے واسطے کوئی عذر بعد پہنچا دینے شریعت کے اور گویا کہ ظاہر کی حضرت ﷺ نے یہ وعید بیچ مقام جھڑک کے اور تغلیظ کے یعنی مراد اس سے جھڑک ہے نہیں تو حضرت ﷺ قیامت کے دن صاحب ہیں شفاعت کے واسطے گنہگاروں امت کے اور احتمال ہے کہ ہو اٹھانا مذکورہ چیزوں کا ضرر ہو واسطے عقوبت کرنے کے اس کے لیے ساتھ اس کے تاکہ ذلیل ہو سامنے گواہوں کے اور اوپر بعد اس کے پس امر اس کا طرف اللہ کی ہے کہ خواہ اسے عذاب کرے یا اس کو معاف کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تفسیر کرتی ہے آیت مذکورہ کی یعنی آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ بعض اس چیز کا کہ چرایا جاتا ہے نقد سے اخف ہے اونٹ سے مثلاً اونٹ سستا ہے مول میں تو جس کا قصور ہلکا ہے کس طرح عذاب کیا جائے گا ساتھ ثقیل تر چیز کے اور عکس اس کا تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عقوبت کرنے کے ساتھ اس کے فضیحت کرنی اٹھانے والے کی ہے سامنے گواہوں کے اس موقف عظیم میں نہ ساتھ ثقل اور خفت کے، ابن منیر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حاکموں نے اس حدیث سے سمجھا ہے کہ چور کے گلے میں گھنٹہ وغیرہ ڈالنا درست ہے۔

تکمیل: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو کوئی غنیمت سے کچھ چرائے وہ قسمت سے پہلے اس میں پھیر دے اور اوپر بعد قسمت کہ پس کہا ثوری اور اوزاعی اور لیث اور مالک نے کہ دفع کرے طرف امام کی خمس اس کا اور باقی کو خیرات کر دے اور شافعی یہ حکم نہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس کا مالک ہوا تو نہیں لازم ہے اس پر صدقہ کرنا ساتھ اس کے اور اگر اس کا مالک نہ ہوا تو نہیں جائز ہے اس کو صدقہ کرنا ساتھ مال غیر کے کہا کہ واجب ہے اس کو امام کی طرف پھیر دے مانند ضائع شدہ مالوں کے۔ (فتح)

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْغُلُوْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ حَرَّقَ مَتَاعَهٗ وَهٰذَا أَصَحُّ.

غنیمت میں تھوڑی خیانت کرنے کا بیان یعنی کیا لاحق ہے حکم میں ساتھ کثیر کے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے اس

کا اسباب جلا دیا اور یہ صحیح تر ہے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات باب کی حدیث میں اور ہذا اصح اشارہ ہے طرف ضعف کرنے اس چیز کے جو مروی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جلا دینے اسباب خیانت کرنے والے کے مال غنیمت میں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور بخاری نے تاریخ میں کہا کہ لوگ اس کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں اور یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے امام احمد رحمہ اللہ نے ایک روایت میں اور یہی قول ہے اوزاعی اور مکحول کا اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کل اسباب جلا دیا جائے مگر حیوان اور قرآن اور طحاوی نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احتمال ہے کہ یہ اس وقت حکم ہو جبکہ تھی عقوبت ساتھ مال کے۔ (فتح)

٢٨٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَرْكَرَةُ يَعْنِيْ بِفَتْحِ الْكَافِ وَهُوَ مَضْبُوْطٌ كَذَا.

٢٨٤٥۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب پر داروغہ تھا کہ اس کو کرکرہ کہا جاتا تھا یعنی بعض جنگوں میں سو وہ مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے تو لوگوں نے اس کو دیکھنا شروع کیا تھا تو انہوں نے اس کے اسباب میں ایک کمبل پائی جس کو اس نے غنیمت میں سے چرایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں خیانت کرنی حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت اور مراد آگ میں ہونے سے یہ ہے کہ اس کو عذاب کیا جاتا ہے اس کے گناہ پر یا یہ کہ وہ آگ میں ہے اگر نہ معاف کرے اللہ اس سے۔ (فتح الباری)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے اور بکریوں کے سے کہ غنیمت کے مال میں ہیں یعنی پہلے تقسیم کرنے کے۔

٢٨٤٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ

٢٨٤٦۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے لوگوں کو بھوک پہنچی سو ہم نے

بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ وَّأَصَبْنَا إِبِلًا وَّغَنَمًا وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَّفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْبَهَآئِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَّلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

اونٹ اور بکریاں پائیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے تو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیاں چڑھائیں سو حضرت ﷺ نے ہانڈیوں کے الٹانے کا حکم کیا سو الٹائی گئیں پھر غنیمت تقسیم کی تو دس بکریوں کو ایک انٹ کے برابر کیا سو ایک اونٹ بھاگا اور لوگوں میں گھوڑے تھوڑے تھے تو لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو اس نے ان کو تھکایا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو بند کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کے درمیان بھڑکنے والے اور نفرت رکھنے والے ہیں لوگوں سے مانند بھڑکنے والے جنگلی جانوروں کی سو جو تم سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح تو میرے دادا نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ یہ دشمن سے ملیں یعنی لڑائی میں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں یعنی شاید کہ چھریاں ساتھ نہ ہوں سو کیا ہم بانس کے چیرے ہوئے ٹکڑے سے ذبح کر لیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھا یعنی اس کا کھانا جائز ہے سو سوائے دانت اور ناخن کے اور میں بیان کرتا ہوں تجھ سے حال ہر ایک کا اپر دانت پس ہڈی ہے اور اپر ناخن پس یہ حبشیوں کی چھریاں ہیں یعنی اس میں ان سے مشابہت لازم آتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور موضع ترجمہ کی اس سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ الٹانے ہانڈیوں کے پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ کراہت اس چیز کے کہ کیا انہوں نے ذبح سے بغیر اذن کے اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوتے ہیں وہ غنیمت کے بعد قسمت کرنے ان کے اور یہ اس واسطے کہ یہ قصہ دارالاسلام میں واقع ہوا واسطے قول ان کے کہ ذوالحلیفہ میں اور ابن منیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ کہتے ہیں کہ جب ہو ذبح اوپر طریقے تعدی کے تو ہوتا ہے مذبوح مردار اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد کی ہے واسطے اس مذہب کے یا حمل کیا ہے الٹانے کو عقوبت بالمال پر اگرچہ نہ خاص ہو یہ مال ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے ذبح کیا تھا لیکن چونکہ ان کا طمع ان کے ساتھ متعلق تھا تو ان کے واسطے عبرت حاصل ہو گی اور جب اس قسم کی

عقوبت کو جائز رکھیں تو عقوبت صاحب مال کی اس مال میں اولیٰ ہے اور اسی واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ گرایا جائے دودھ مغشوش اور چھوڑا جائے واسطے مالک اس کے کے اگرچہ وہ گمان کرے کہ وہ نفع اٹھائے گا ساتھ اس کے بیچ کے واسطے ادب دینے اس کے اور قرطبی نے کہا کہ مامور ساتھ الٹانے کے شوربہ تھا واسطے عقوبت ان لوگوں کے جنہوں نے جلدی کی تھی اور اپیر نفس گوشت پس تلف نہیں ہوا پس وہ محمول ہے اس پر کہ وہ جمع کر کے مال غنیمت میں داخل کیا گیا اس واسطے کہ مال کا ضائع کرنا منع ہے کما تقدم اور قصور ساتھ پکانے اس کے نہیں واقع ہوا تمام لوگوں سے اس واسطے کہ ان میں بعض اصحاب خمس ہیں اور غنیمت لانے والوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ مباشر نہیں ہوتے اور جب یہ منقول نہیں ہوا کہ انہوں نے اس کو جلا دیا یا تلف کیا تو اس کی تاویل متعین ہوئی موافق قواعد شرعیہ کے اسی واسطے گھر کے پلے ہوئے گدں میں کہا جبکہ ان کے گرانے کا حکم کیا کہ وہ گندگی ہیں اور اس قصہ میں یہ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ ان کا گوشت چھوڑا نہیں گیا اور جو چیز کہ غازی کو غنیمت میں سے کھانی جائز ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ.

باب ہے فتوحات میں بشارت دینے کا۔

۲۸۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهٖ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ لِّرَسُوْلِ

۲۸۴۷۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذوالخلصہ کے ڈہانے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم خثعم میں کعبہ یمانیہ تھا سو میں ڈیڑھ سو سوار میں چلا جو احمس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کا نشان دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر اس کی طرف چلا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بشارت دے بھیجی تو جریر کے ایلچی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے کہ وہ اونٹ

اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ فَبَارَكَ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. قَالَ مُسَدَّدٌ بَيْتٌ فِىْ خَثْعَمَ.

خارش دار ہے تو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی۔

فائدہ: اور مراد یہاں پر قول ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ نے کسی کو آپ ﷺ کے پاس بشارت دینے کے لیے بھیجا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُعْطَى الْبَشِيْرُ وَأَعْطٰى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِيْنَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ خوشخبری دینے والے کو دی جائے اور جب کعب کو توبہ قبول ہونے کی خوشخبری پہنچی تو انہوں نے اس کے شکریہ میں دو کپڑے دیے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو دراز ہے بیچ بیان پیچھے رہنے اس کے جنگ تبوک سے اور مغازی میں اس کا بیان آئے گا اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

باب ہے اس بیان میں کہ نہیں ہجرت ہے پیچھے فتح کے۔

فائدہ: یعنی بعد فتح مکہ کے یا مراد عام تر ہے اس واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ حکم غیر کے کا بیچ اس کے مانند حکم مکے کی ہے پس نہیں واجب ہے ہجرت اس شہر سے جس کو مسلمان فتح کریں اور اپر پہلے فتح کے پس جو مسلمان کہ اس میں رہتے ہیں وہ تین حال سے خالی نہیں۔ اول وہ ہے جو اس سے ہجرت کرنے پر قادر ہو اور وہ اپنا دین وہاں ظاہر نہ کر سکے اور نہ دین کے واجبات ادا کر سکے پس ہجرت کرنی اس پر اس شہر سے واجب ہے، دوسرا وہ جو قادر ہے لیکن وہ اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے فرائض ظاہر کر سکتا ہے تو اس کے حق میں ہجرت مستحب ہے واسطے زیادہ کرنے مسلمانوں کے اور مدد کرنے ان کی اور جہاد کفار کے اور امن کے دغا بازی سے اور راحت دیکھنے بری چیز کے سے درمیان ان کے اور تیسرا عاجزی ہے ساتھ عذر کے قید ہونے سے یا بیماری سے یا اس کے غیر سے پس جائز ہے واسطے اس کے اقامت اس شہر میں پس اگر تکلیف اٹھا کر وہاں سے نکلے تو اس پر اجر دیا جائے گا۔ (فتح)

٢٨٤٨۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِىْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

٢٨٤٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے اور لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم جہاد کے واسطے بلائے جاؤ تو نکلو۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

۲۸۴۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيْهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

۲۸۴۹۔ مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ مجالد آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے لیکن میں اس سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

۲۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَآءً يَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

۲۸۵۰۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ پہاڑ ثبیر میں تھیں تو انہوں نے ہم سے کہا کہ موقوف ہوئی ہجرت جب سے اللہ نے اپنے پیغمبر پر مکے کو فتح کیا۔

بَابُ إِذَا اضْطَرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِيْ شُعُوْرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللّٰهَ وَتَجْرِيْدِهِنَّ.

جب ناچار ہو مرد طرف دیکھنے کی بیچ بالوں اہل ذمہ کے اور مسلمان عورتوں کے جبکہ اللہ کی نافرمانی کریں اور ننگا کرنا ان کا۔

۲۸۵۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّآئِفِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا فَقَالَ لِابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّيْ لَأَعْلَمُ مَا الَّذِيْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَآءِ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ

۲۸۵۱۔ ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ مقدم جانتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت میں تو انہوں نے ابن عطیہ سے کہا اور وہ مقدم جانتے تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فضیلت میں کہ البتہ میں جانتا ہوں کس چیز نے جرات دی ہے تیرے یار کو یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اوپر خونریزی لوگوں کے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں باغ میں کہ وہاں

ائْتُوا رَوْضَةَ كَذَا وَتَجِدُوْنَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِيْ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَأَرْسَلَ إِلٰى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللّٰهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلْإِسْلَامِ إِلَّا حُبًّا وَّلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ أَحَدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَهٰذَا الَّذِيْ جَرَّأَهُ.

تم ایک عورت پاؤ گے جس کو حاطب نے ایک خط دیا ہے تو ہم اس باغ میں گئے سو ہم نے کہا کہ ہم کو خط دے تو اس عورت نے کہا کہ مجھ کو کسی نے خط نہیں دیا تو ہم نے کہا کہ خط نکال اور یا میں تجھ کو ننگا کروں گا تو اس نے اپنا ازار باندھنے کی جگہ سے خط نکالا تو حضرت ﷺ نے حاطب کو بلا بھیجا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ شتابی نہ کیجیے قسم ہے اللہ کی میں کافر نہیں ہوا اور نہیں زیادتی کی میں نے واسطے اسلام کے مگر دوستی میں اور نہیں کوئی آپ ﷺ کے اصحاب سے مگر کہ واسطے اس کے مکے میں وہ شخص ہے یعنی قرابتی کو دور کرے اللہ دشمن کو ساتھ اس کے اہل اس کے سے اور مال اس کے سے اور میرا وہاں کوئی بھائی بند نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں تا کہ میرے لڑکے بالوں کو نہ ستائیں تو حضرت ﷺ نے اس کو سچا جانا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں کہ بیشک منافق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے پس اس چیز نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم نے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے دلیر کیا ہے علی کو خونریزی پر چونکہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو یقین ہے کہ اللہ ان کو بخش چکا ہے تو اس لیے انہوں نے خونریزی پر دلیری کی کہ اگر اس میں کچھ قصور ہو گا تو اللہ بخش دے گیا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا نہیں حدیث میں بیان کہ وہ عورت مسلمان تھی یا ذمیہ تھی لیکن جبکہ برابر ہے حکم اس کا بیچ حرام ہونے نظر کے بغیر حاجت کے تو شامل ہوئے دونوں کو دلیل اور ابن تین نے کہا کہ اگر مشرکہ ہو تو ترجمہ کے موافق نہ ہو گی اور جواب دیا گیا کہ وہ صاحب عہد تھی پس حکم اس کا مانند حکم اہل ذمہ کے ہے اور اس جگہ ہے کہ اس نے خط کو اپنے ازار باندھنی کی جگہ سے نکالا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے اس کو اپنے بالوں کے جوڑے سے نکالا تو ان کے درمیان تطبیق اس طور سے ہے کہ اس کو ازار باندھنے کی جگہ سے نکال کر اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپایا تھا پھر ناچار ہوئے

طرف نکالنے کے اس کے کی یا بالعکس یا یہ کہ اس کا بالوں کا جوڑا دراز تھا بایں طور کہ اس کے کولے تک پہنچتا تھا اس نے اس کو اپنے جوڑ میں باندھا پھر اس کو اپنے ازار باندھنے کی جگہ میں چھپایا اور ایہ احتمال راجح تر ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ.

غازیوں کا استقبال کرنا یعنی وقت پلٹنے ان کے کی۔

٢٨٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ.

۲۸۵۲۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو یاد رکھتا ہے جبکہ میں اور تو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھ کر جا ملے تھے اس نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سوار کیا اور تجھ کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ قائل فَحَمَلَنَا کا وہ عبداللہ بن جعفر ہے اور متروک وہ ابن زبیر ہے اور حج میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ کی پیشوائی کو گئے تو ایک کو آپ نے آگے چڑھایا اور ایک کو اپنے پیچھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قائل حَمَلَنَا کا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ہے اس لیے کہ وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہے بخالف ابن زبیر کے ابن تین نے کہا کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں حفظ یتیم کا ہے یعنی ابن جعفر کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے آگے چڑھایا اور نیز اس میں جواز فخر کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا کرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور ثبوت صحبت کا اس کے لیے اور ابن زبیر کے اور وہ عمر میں قریب ہیں۔ (فتح)

٢٨٥٣۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

۲۸۵۳۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو گئے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ.

جب جہاد سے پلٹے تو کیا کہے؟۔

٢٨٥٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

۲۸۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر سے پلٹتے تھے تین بار اللہ اکبر کہتے تھے کہ ہم سفر سے پھرے ان شاء اللہ توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے

إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ آيِبُوْنَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اس نے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گذر چکی ہے۔

٢٨٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ. حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهٗ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَآئَكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

٢٨٥٥۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عسفان سے پلٹتے وقت اور حضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اپنے پیچھے صفیہ کو چڑھائے ہوئے تھے تو آپ کی اونٹنی پھسل گئی تو دونوں گر پڑے تو ابوطلحہ نے اپنے تئیں اونٹ سے ڈالا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے آپ کا کیا حال ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم پکڑ اپنے اوپر عورت کو یعنی اس کی خبر لے تو ابوطلحہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا یعنی تا کہ صفیہ کا منہ نہ دیکھیں اور صفیہ کے پاس آیا پھر وہ کپڑا اس پر ڈالا اور ان کی سواری ان کے لیے درست کی اور ہم حضرت ﷺ کے گرد جمع ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے بلندی سے مدینے کو دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں تو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی اور دمیاطی نے کہا یہ وہم ہے اس لیے کہ جہاد عسفان کا چھٹے سال تھا اور ارداف صفیہ کا ساتویں سال تھا جنگ خیبر میں تو ظاہر یہ ہے کہ راوی نے منسوب کیا ہے پلٹنے کو طرف عسفان کی اس لیے کہ جنگ خیبر کا اس کے پیچھے تھا اور شاید کہ نہیں اعتبار کیا اس نے ساتھ اقامت کے جو واقع ہوئے درمیان دونوں جنگوں کے لیے قریب قریب ہونے ان کے کے آپ میں اور یہ مثل اس کی ہے جو کہا گیا ہے۔ بیچ حدیث سلمہ بن اکوع کے جو آتی ہے بیچ حرام ہونے نکاح متعہ کے جنگ اوطاس میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ تو

صرف مکہ میں حرام ہوا تھا پس منسوب کیا اس کو طرف اوطاس کے لیے قریب ہونے ان کے کے آپس میں اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔ (فتح)

۲۸۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَآئَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقٰى أَبُوْ طَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقٰى ثَوْبَهٗ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

۲۸۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ تھیں اس حال میں کہ ان کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے سو جب بعض راہ میں پہنچی تو اونٹنی پھسل گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین دونوں گر پڑے اور تحقیق ابوطلحہ نے اپنے آپ کو اونٹ پر ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کیا آپ کو تکلیف پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ولیکن لازم پکڑ اوپر اپنے عورت کو تو ابوطلحہ نے اپنا کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور صفیہ کی طرف گیا اور اپنا کپڑا صفیہ پر ڈالا تو صفیہ کھڑی ہوئیں اور ابوطلحہ نے ان کے لیے ان کی سواری پر پالان باندھا تو دونوں اس پر سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا یوں کہا کہ مدینے کی اونچان پر پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی کرے ہم اپنے رب کی شکر گذار ہیں سو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ اس میں داخل ہوئے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ.

جب سفر سے آئے تو نماز پڑھے۔

۲۸۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

۲۸۵۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو جب ہم مدینے میں آئے تو

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لِيْ اُدْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

مجھ کو فرمایا کہ مسجد میں داخل ہو اور دو رکعتیں نماز پڑھ۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اسی طرح وہ حدیث جو اس کے بعد ہے۔

۲۸۵۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ وَعَمِّهٖ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ.

۲۸۵۸۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب چاشت کے وقت سفر سے آتے تھے تو مسجد میں داخل ہوتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے بیٹھنے سے پہلے۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُوْمِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَّغْشَاهُ.

کھانا دینا وقت آنے کے سفر سے اور تھے ابن عمر روزہ کھولتے واسطے خاطر اس شخص کے کہ ان کے پاس مہمان آتا۔

فائدہ: اور اصل اس میں یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے نہ فرضی اور نہ نفلی اور حضر میں نفلی روزے بہت رکھا کرتے تھے اور جب سفر کرتے تھے تو روزہ نہیں رکھتے تھے اور جب سفر سے آتے تھے تو روزہ رکھتے تھے یا تو قضا اگر رمضان میں سفر کیا ہوتا اور یا بطور نفل کے اگر اس کے غیر میں ہوتے لیکن آنے کی ابتداء میں چند روز روزہ نہ رکھتے تھے واسطے خاطر ان لوگوں کے جو آتے ان کے پاس سلام کرنے کے لیے اوپر ان کے اور مبارکباد دینے کے ساتھ آنے کی پھر روزے رکھتے اور ایک روایت میں نافع سے ہے کہ تھے ابن عمر روزہ رکھتے جبکہ ہوتے مقیم اور تھے روزہ کھولتے جبکہ ہوتے مسافر اور جب سفر سے آتے تو کئی دن روزہ نہ رکھتے تھے واسطے آمد و رفت ملاقات کرنے والوں کے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس میں کھلانا امام اور رئیس کا ہے اپنے یاروں کو وقت آنے کے سفر سے اور یہ مستحب ہے نزدیک سلف کے اور اس کھانے کا نام نقیعہ ہے۔ (فتح)

۲۸۵۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

۲۸۵۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو ذبح کیا اونٹ کو یا گائے کو اور ایک

عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اشْتَرٰى مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوْا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَنِيْ أَنْ اٰتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِيْ ثَمَنَ الْبَعِيْرِ.

روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ دو اوقیے اور ایک درہم یا دو درہم سے خریدا سو جب مرار (ایک جگہ کا نام ہے تین میل مدینے سے باہر) تو گائے کے ذبح کرنے کا حکم کیا پس ذبح کی گئی تو لوگوں نے اس کا گوشت کھایا یا پھر جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو مجھ کو حکم دیا کہ میں مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اور وزن کیا واسطے میرے اونٹ کی قیمت کا۔

۲۸۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ.

۲۸۶۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سفر سے آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں نماز پڑھ۔

فائدہ: یہ بھی پہلی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور ساتھ اس کے دفع ہو گا اعتراض اس شخص کا جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ حدیث اور پہلی دونوں ایک حدیث ہیں پس ایک راوی نے ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اور نے ایک۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ — کتاب ہے بیان میں فرض خمس کے

فائدہ: خمس اس چیز کو کہتے ہیں جو غنیمت میں سے لی جاتی ہے اور مراد ساتھ قول اس کے کے فرض الخمس یعنی وقت فرض ہونے اس کے کا یا کیفیت فرض ہونے اس کے کے یا ثابت ہونا فرض اس کے کا اور جمہور کا یہ مذہب کہ ابتداء فرض ہونے خمس کا تھا ساتھ اس آیت کے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ یعنی جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز تو اللہ کے لے اس میں سے پانچواں حصہ ہے اور رسول ﷺ کے اخیر آیت تک اور غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی پس جدا کیا جاتا تھا اس کے پانچواں حصہ جو خرچ کیا جاتا تھا ان لوگوں میں جو اس آیت میں مذکور ہیں اور آئے گی بحث بیچ مستحقوں اس کے کے بعد کئی بابوں کے اور اس پانچویں حصے کا پانچواں حصہ حضرت ﷺ کے لیے تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد اس خمس کے کون مستحق تھے پس شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مصالح میں خرچ کیا جائے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ یہ پانچواں حصہ بھی انہیں آٹھ حصوں میں پھیرا جائے جو آیت میں مذکور ہیں اور یہی ہے قول حنفیہ کا باوجود اختلاف ان کے کے آپس میں اور بعض کہتے ہیں کہ خاص ہے ساتھ اس کے خلیفہ اور باقی چار خمس غنیمت کے غنیمت لانے والے غازیوں میں تقسیم کیے جائیں مگر سب یعنی اسباب مقتول کا کہ وہ قاتل کے لیے ہے راجح قول پر کما سیأتی ۔ (فتح)

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

۲۸۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ

۲۸۶۱۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک جوان اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ایک اونٹنی خمس سے دی تھی سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ حضرت ﷺ کی بیٹی کو گھر میں لاؤں اور ان کے ساتھ دخول کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا کہ میرے ساتھ چلے تو ہم اذخر کی گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں کے ہاتھ بیچ کر اپنی شادی کھانے میں اس سے مدد لوں سو جس حالت میں کہ میں اپنے دونوں اونٹوں کے لیے اسباب جمع کرتا تھا پالوں اور گھانس کی

يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُّ أَنْ أَبِيْعَهُ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِّنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَآئِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلٰى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجَعْتُ حِيْنَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا شَارِفَايَ قَدْ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوْا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِيَ الَّذِيْ لَقِيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَّعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوْا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا

تھیلیوں اور رسیوں سے اور میرے دونوں اونٹ ایک انصاری مرد کے حجرے کے پاس بٹھائے ہوئے تھے سو جب میں ان کا اسباب جمع کر کے پھرا تو میں نے اچانک دیکھا کہ اونٹیوں کی کوہان کاٹی گئی ہیں اور ان کی کوکھیں چیر کر ان کے جگر لے گئے ہیں سو جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کو نہ روک سکا یعنی بے اختیار رونے لگا تو میں نے کہا کہ یہ کام کس نے کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے نے اور وہ اس گھر میں ہے انصار کے شراب خواروں میں ہے سو میں چلا تا کہ حضرت ﷺ کو جا کر خبر دوں اور حضرت ﷺ کے پاس زید بن حارثہ تھے تو حضرت ﷺ نے میرے چہرے میں ملال پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا تو میں نے کہا کہ یا حضرت میں نے آج کے دن جیسی مصیبت کبھی نہیں دیکھی کہ حمزہ نے میرے دونوں اونٹنیوں پر ظلم کیا سو ان کے کوہان کاٹ لی اور ان کی کوکھیں چیر ڈالیں اور خبردار ہو کہ حمزہ یہ ہے اس گھر میں اس کے ساتھ شراب خوار ہیں تو حضرت ﷺ نے اپنی چادر منگا کر پہنی پھر چلے اور میں اور زید بن حارثہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جس میں حمزہ تھے تو حضرت ﷺ نے پروانگی مانگی تو انہوں نے آپ کو پروانگی دی تو حضرت ﷺ نے دیکھا کہ ناگہاں وہ شراب پیتے تھے تو حضرت ﷺ حمزہ کو ملامت کرنے لگے اس کام میں کہ اس نے کیا تو ناگہان دیکھا کہ حمزہ بہت مست ہیں ان کی آنکھیں سرخ ہوئی ہیں سو حمزہ نے حضرت ﷺ کی طرف نظر کی پھر نظر اونچی کی اور آپ کے گھٹنے دیکھے پھر نظر اونچی کی سو آپ کی ناف کو دیکھا پھر نظر اونچی کی اور آپ کے منہ کو دیکھا پھر کہا نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے یعنی میں تم

فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى سُرَّتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ اَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى وَخَرَجْنَا مَعَهٗ.

سے قریب تر ہوں ساتھ عبدالمطلب کے تو حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ حمزہ بہت مست ہیں تو حضرت ﷺ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے یعنی اس خوف سے کہ مبادا حمزہ کا عبث زیادہ ہو پس منتقل ہو قول سے طرف فعل کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اور یہ واقع شراب کی حرام ہونے سے پہلے تھا اور اس لیے نہ مؤاخذہ کیا حضرت ﷺ نے حمزہ کو ساتھ قول اس کے کے اور اس زیادتی میں رد ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس قصے کی اس پر کہ نشے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی پس جب معلوم ہوا کہ یہ واقع شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا تو ہوگا ترک مؤاخذہ کا واسطے ہونے اس کے کیے کہ نہ داخل کیا اس نے اپنے نفس پر ضرر کو اور جو کہتا ہے کہ نشے والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ وہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ داخل کیا ہے اس نے اپنے نفس پر ضرر نشے کو اور وہ اس پر حرام ہے پس عقاب کیا گیا ساتھ جاری کرنے طلاق کے پس نہیں اس حدیث میں حجت واسطے اثبات اس کے کے اور نہ واسطے نفی اس کی کے ابوداود نے کہا میں نے احمد بن صالح سے سنا کہ کہتا تھا کہ اس حدیث میں جو بیس سنتیں ہیں میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ غنیمت لانے والے کو غنیمت سے دو طرح کا حصہ دیا جائے چار خمسوں سے ساتھ حق غنیمت کے اور خمس سے جبکہ ہو ان لوگوں سے کہ ان کے لیے اس میں حق ہو اور یہ کہ جائز ہے مالک کے لیے اونٹ کے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بیچ بوجھ اٹھانے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے بٹھانا اونٹ کا اوپر دروازے غیر کے جبکہ اس کی رضامندی معلوم ہو اور وہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور یہ کہ جو رونا غم سے پیدا ہو وہ مذموم نہیں۔ اور کہ آدمی کبھی پانی آنسو روک نہیں سکتا جبکہ اس پر غصہ غالب ہو اور یہ کہ فرمایا د کرنی مظلوم کی ظالم پر اور خبر دینے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا خارج ہے غیبت اور چغلی سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا جگر کا اگر چہ خون ہے اور یہ کہ نشہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا اور یہ رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ نشہ کبھی مباح نہیں ہوا اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اوپر اس نشے کے جس کے ساتھ بالکل تمیز نہ رہے اور اس میں مشروع ہونا ولیمہ شادی کا ہے اور مشروع ہونا زرگری کا اور کسب کرنا اس کے اور جواز جمع کرنا اذخر وغیرہ کا مباحات سے اور کسب کرنا ساتھ اس

کے اور اس میں مدد لینا ہے ہر کسب میں ساتھ عارف اس کے کے اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ جائے طرف گھر اس شخص کے کہ پہنچے اس کو کہ وہ برے کام پر ہے تا کہ بدل سکے اس کو اور یہ سنت ہے دخول میں اذن لینا اور یہ کہ اذن واسطے رئیس کے شامل ہے اس کے تابعداروں کو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اذن لیا اور زید اور علی نے اذن نہ لیا اور یہ کہ سکران کو ملامت کی جائے جبکہ علامت کو سمجھتا ہو اور یہ کہ بڑے آدمی کو اپنی چادر کار کہہ دینا جائز ہے واسطے تخفیف کے اور یہ جب وہ اپنے تابعداروں کے ملنے کا ارادہ کرے تو اپنی کامل تر شکل سے ملے کہ حضرت ﷺ نے جب حمزہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ارادہ کیا تو اپنی چادر لی (فتح)

۲۸۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهٗ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَّصَدَقَتَهٗ

۲۸۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ یہ تقسیم کریں واسطے ان کے حصہ میراث ان کی کا حضرت ﷺ کے ترکہ سے اس قسم سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں اور اس کے بعد صدیق سے کلام کرنا چھوڑ دیا سو اس نے کبھی کلام نہ کیا یہاں تک کہ مر گئیں۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تھیں فاطمہ رضی اللہ عنہا مانگتی حصہ اپنا اس چیز سے کہ چھوڑی تھی حضرت ﷺ نے خیبر سے اور فدک سے اور صدقے اپنے سے جو مدینے میں تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا اور کہا کہ میں نہیں چھوڑنے والا اس چیز کو جس کے ساتھ حضرت ﷺ عمل کرتے تھے مگر یہ کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ اگر کسی چیز کو حضرت ﷺ کے حکم سے چھوڑ دوں تو حق سے باطل کی طرف جھکوں پس لیکن صدقہ آپ ﷺ کا مدینے میں پس دفع کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی اور

بِالْمَدِيْنَةِ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ إِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ فَإِنِّيْ أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِّنْ أَمْرِهٖ أَنْ أَزِيْغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهٖ وَأَمْرُهُمَا إِلٰى مَنْ وَّلِيَ الْأَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اعْتَرَاكَ افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهٗ فَأَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِيْ.

لیکن خیبر اور فدک پس ان کو بدستور اپنے پاس رکھا اور کسی دوسرے کے سپرد نہ کیا اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا صدقہ ہے کہ تھے یہ دونوں واسطے حقوق حضرت ﷺ کے کہ آپ ﷺ کو پیش آتے تھے اور واسطے حادثوں کے کہ نازل ہوتے تھے اور امر ان کا سپرد ہے طرف اس شخص کی کہ حاکم ہوا۔ راوی نے کہا کہ پس وہ اسی طرح پر ہے آج تک ابوعبداللہ نے کہا کہ اعتراك افتعلت ہے یعنی اعتراك کہ قرآن میں واقع ہوا ہے وہ باب افتعال سے مشتق ہے اور وہ مشتق ہے مجرد سے کہ عروته ہے جس کے معنی اصبته ہیں یعنی پہنچا اور پانا اور اس سے باب ہے تعروه واعترانی کہ حدیث میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ماترک تو یہ بدل ہے قول اس کے مِيْرَاثَهَا سے اور ایک روایت میں مِمَّا تَرَكَ ہے اور اس قصے میں رد ہے اس شخص پر جو لا یورث کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور لفظ صدقۃ کہ منصوب پڑھتا ہے بنا بر خاست کے اور بعض رافضیوں کا دعویٰ ہے پس دعویٰ کیا ہے اس نے کہ صواب بیچ قراءۃ حدیث کے اسی طرح ہے جس پر اہل حدیث قدیم اور نئے زمانے سے متعلق ہیں لَا نُوْرِثُ ساتھ نون کے ہے اور صدقہ ساتھ رفع کے ہے اور یہ کلام دو جملے ہیں اور مَاتَرَكْنَاهُ بیچ موضع رفع کے ہے ساتھ مبتدا ہونے کے اور صدقہ اس کی خبر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے مَاتَرَكْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ اور تحقیق حجت پکڑی ہے بعض محدثین نے بعض امامیہ یعنی رافضیوں پر ساتھ اس کے کہ صدیق نے حجت پکڑی ساتھ اس کلام کے اوپر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس چیز میں کہ انہوں نے صدیق سے چاہی اس چیز سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے چھوڑی تھی زمینوں سے اور تھے دونو زیادہ تر فصیح تھے فصحاء سے اور زیادہ تر عالم تھے ساتھ معنی الفاظ کے اور اگر ہوتا امر جیسے کہ رافضی پڑھتا ہے تو نہ ہوتے اس چیز میں کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے صدیق نے حجت اور نہ ہوتا جواب اس کا مطابق واسطے سوال اس کے کے اور یہ بات واضح ہے واسطے مصنف کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ نے صدیق سے مطلق کلام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بیہقی نے شعبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ

میں اس کو اجازت دوں علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اجازت دی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ فاطمہ کے پاس گئے اور ان کو راضی کیا یہاں تک کہ راضی ہوئیں اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن سند اس کی شعبی تک صحیح ہے اور ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال بیچ جواز بدستور رہنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوپر ہجرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور بعض اماموں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ تھی ہجرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی انقباض ملاقات ان کی سے اور اجتماع سے ساتھ ان کے اور اس قسم کی ہجرت حرام نہیں اس واسطے کہ شرط اس کی یہ ہے کہ دونوں ملیں پس ایک اس طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور گویا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب غصے ہوکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو بدستور رہیں بیچ اشتغال اپنے کے ساتھ غم اپنے کے پھر ساتھ بیماری اپنے کے اور لیکن سبب غصے ان کے کا ساتھ حجت پکڑنے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث مذکور کے پس واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے تاویل حدیث کو اوپر خلاف اس چیز کے کہ تمسک کیا تھا ساتھ اس کے صدیق رضی اللہ عنہ نے گویا کہ اس نے اعتقاد کیا کہ لانورث کا عموم مخصوص ہے اور انہوں نے دیکھا کہ منافع اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین اور عقار سے انکا وارث ہونا منع نہیں اور تمسک کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ عموم کے اور دونوں مختلف ہوئے بیچ امر محتمل کے پس اس واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے جدا ہوئیں پس اگر شعبی کی حدیث ثابت ہو تو دور ہوگا اشکال اور لائق تر ہے کہ یہ امر اسی طرح ہو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے کمال عقل ان کے سے اور دین ان کے سے وسیاتی فی الفرائض۔ (فتح)

فائدہ: لیکن خیبر پس تقسیم کیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی بعد فتح ہونے اس کے دو حصوں پر نصف اس کا اپنی حاجتوں اور حادثوں کے واسطے رکھا تھا اور نصف اس کا مسلمانوں میں تقسیم کیا تھا اٹھارہ حصوں میں اور اوپر فدک پس وہ ایک شہر ہے تین منزل مدینے سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وہاں کے رہنے والے یہودی لوگ تھے سو جب خیبر فتح ہوا تو اہل فدک نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم کو امان دیجیے اور ہم شہر کو چھوڑ کر کوچ کر جاتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھا یعنی جہاں مناسب دیکھتے تھے وہاں خرچ کرتے تھے اور اوپر صدقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے میں پس ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ بنی نضیر کی کھجوریں خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھیں کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی تھیں یعنی بعد جلاوطن کرنے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر ان میں سے مہاجرین کو دیں اور باقی رہا صدقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں چھوڑوں گا کسی چیز کو جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں بدلاؤں گا کسی چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقوں سے ان کے اس حال سے کہ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ حصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خرچ کرے اس کو خلیفہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی رہے اس کو مصالح مسلمین میں خرچ کرے اور شافعی سے روایت ہے کہ خرچ کرے اس کو مصالح میں اور مالک اور ثوری نے کہا کہ اجتہاد کریں اس میں امام احمد نے کہا کہ خرچ کرے گھوڑوں اور ہتھیاروں میں اور ابن جریر نے کہا کہ پھیرا جائے طرف چار کی اور ابن منذر نے کہا کہ تھا لائق تر لوگوں میں ساتھ اس قول کے وہ شخص کہ واجب کرے تقسیم زکوۃ کو درمیان سب قسموں کے پس اگر ایک قسم نہ ہو تو باقیوں پر رد جائے مراد شافعی ہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ رد کیا جائے ساتھ حصے ذوی القربی کے طرف تینوں کی اور بعض کہتے ہیں کہ رف کیا جائے خمس خمس غنیمت سے طرف غانمین کی اور فے سے طرف مصالح کی اور اپر خیبر یعنی جو اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور فدک پس پاس رکھا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے یعنی نہ دفع کیا اس کو طرف غیر اپنے کی اور بیان کیا سبب اس کا اور تحقیق ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ صدقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا ساتھ اس چیز کے کہ تھی بنی نضیر سے اور لیکن حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر اور فدک سے پس تھا حکم اس کا طرف اس شخص کی کہ حکم ہو بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو خرچ دیا کرتے تھے پس خرچ کرتے تھے اس کو خیبر اور فدک سے اور جو باقی رہتا تھا اس کو مصالح مسلمین میں خرچ کرتے تھے اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی رائے کے موافق اس میں تصرف کیا پھر فدک مروان کو جاگیر دی اس واسطے کہ انہوں نے تاویل کی کہ جو چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی وہ ان کے بعد خلیفہ کے ساتھ خاص ہوگی پس بے پرواہ ہوئے اس سے ساتھ مالوں اپنے کے پس سلوک کیا ساتھ اس کے اپنے بعض قرابتیوں سے یعنی مروان سے۔

فائدہ: اور یہ عادت ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی کہ تعبیر کرتا ہے لفظ غریب کی جو حدیث میں ہے ساتھ تفسیر لفظ غریب کے قرآن سے۔ (فتح)

۲۸۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِّنْ حَدِيْثِهِ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَالِكٌ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ أَهْلِيْ حِيْنَ مَتَعَ النَّهَارُ إِذَا رَسُوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۲۸۶۳۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا تھا جبکہ دن بلند ہوا کہ ناگہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایلچی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ چل امیر المؤمنین تجھ کو بلاتے ہیں سو میں چلا یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو ناگہاں وہ بیٹھنے والے تھے چٹائی پر جو چار پائی پر ڈالی ہوئی تھی نہ تھا درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور چٹائی کے کچھ بچھونا تکیہ کیے ہوئے تھے اوپر تکیے چمڑے کے تو میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے

يَأْتِينِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى رِمَالِ سَرِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَمَرْتَ بِهِ غَيْرِي قَالَ اقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّ الزُّبَيْرِ وَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّالِ بَنِي النَّضِيرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ عُمَرُ تَيْدَكُمْ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهٖ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

مالک تیری قوم سے کئی گھر والے ہمارے پاس آئے ہیں اور تحقیق میں نے حکم کیا ہے درمیان ان کے ساتھ بخشش کے جو بہت نہیں تو اس کو لے کر ان میں تقسیم کر دے تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم کرو تو بہتر ہو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد اس کو لے لے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھا تھا کہ ان کا دربان یرفا ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ کیا تم کو حاجت ہے بیچ عثمان رضی اللہ عنہ کے اور عبدالرحمن بن عوف کے اور زبیر کے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے کہ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو ان کو یرفا نے اجازت دی سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر یرفا تھوڑی دیر بیٹھا پھر آ کر کہا کہ کیا تم کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بھی اجازت دی تو وہ بھی اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان حکم کریں اور یہ جھگڑتے ہیں اس چیز میں کہ عطا کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نضیر کے مال سے تو عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ان کے درمیان حکم کریں اور ایک دوسرے سے راحت دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ میں قسم دیتا ہوں تم کو اس اللہ کی جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکنا سے اپنی ذات مبارک ہے تو جماعت نے کہا کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهٗ فِيْهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ

میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو دونوں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں حقیقت اس امر کی کہ تحقیق خاص کیا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس فے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی کو نہ دی پھر یہ آیت پڑھی وَمَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ ساری آیت یعنی جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر ان میں سے پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ اور لیکن غالب کرتا ہے اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پس ہوا وہ مال خاص واسطے حضرت ﷺ کے اور قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا ان مالوں کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہیں اکیلے ہوئے ساتھ ان کے یعنی اگرچہ یہ مال حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور لیکن حاجت کے موافق اپنے قرابتیوں وغیرہ سے اس کے ساتھ سلوک کرتے تھے تحقیق دیا تم کو وہ مال حضرت ﷺ نے اور تقسیم کیا اس کو درمیان تمہارے یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال پس تھے حضرت ﷺ خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر خرچ برس روز کا اس مال میں سے پھر باقی کو لیتے پس گردانتے اس کو بیچ جگہ گردانے مال اللہ کے یعنی خرچ کرتے اس کو مصالح مسلمین میں اور دیتے تھے جس کو چاہتے تھے محتاجوں اور مساکین سے پھر عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کہ کیا تم یہ جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اللہ نے

رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَّأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ وَجَآئَنِي هٰذَا يُرِيْدُ عَلِيًّا يُرِيْدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا فَبِذٰلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا.

اپنے نبی ﷺ کی روح قبض کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں حضرت ﷺ کا تو لیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کام میں سچے تھے نیکو کار اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہ میں خلیفہ ہوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سو لیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلافت سے اور عمل کیا میں اس میں موافق عمل حضرت ﷺ کے اور موافق عمل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا نیکو کار، راہ راست پر تابع حق کے ہوں پھر تم دونوں میرے پاس کلام کرتے آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور کام بھی ایک تھا اے عباس تم میرے پاس آئے اس حال میں کہ تم اپنے بھتیجے کی میراث سے یعنی حضرت ﷺ سے اپنا حصہ مانگتے تھے اور آیا میرے پاس یہ یعنی علی رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت کا حصہ مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے تو میں نے تم کو کہا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پھر جب میرے عقل میں آیا کہ میں وہ مال تمہارے سپرد کروں تو میں نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو سپرد کرتا ہوں تم کو وہ مال بایں شرط کہ لازم پکڑو اپنے اوپر قول قرار اللہ کا کہ البتہ عمل کرو تم اس میں اس طرح کہ عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے جب سے کہ میں اس کا والی ہوا تو تم دونوں نے کہا کہ سپرد کرو ہم کو اس شرط پر تو میں نے اس شرط سے تم کو سپرد کیا پس قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال ان دونوں کو اس شرط سے سپرد کیا تھا تو جماعت نے کہا کہ ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال اس شرط سے تمہارے سپرد کیا تھا دونوں نے کہا کہ ہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس

تم چاہتے ہو کہ میں اس کے برخلاف حکم کروں پس قسم ہے اس
اللہ کی جس کی اجازت سے آسمان اور زمین کھڑے ہیں کہ میں
اس میں اس کے برخلاف حکم نہ کروں گا پس اگر تم اس سے
عاجز ہوئے ہو تو اس کو میرے سپرد کرو کہ میں تم کو اس سے
کفایت کروں اور مشقت کھینچوں۔

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ اصل قصہ صریح ہے اس میں کہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پس اگر دونوں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی تو پھر اس مال کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا اور اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی یا ان کی خلافت میں ان کو اس کا علم حاصل ہوا تھا تو پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا تو جواب اس کا یہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ امر اس میں محمول ہے اس پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ حدیث لَا نُوْرِثُ کا عموم خاص ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑیں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے بعض کے اسی واسطے منسوب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جو انکا مخالف ہے وہ ظالم ہے اور اپر جھگڑتے آنا علی اور عباس کا بعد اس کے دوسری بار نزدیک عمر کے تو وہ میراث میں نہ تھا سوائے اس کے نہیں کہ جھگڑا کیا دونوں نے بیچ والی ہونے کے صدقہ پر اور بیچ خرچ کرنے اس کے کی کہ کس طرح خرچ کیا جائے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے میراث کے طور پر تقسیم کرنا چاہا تھا اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مصرف لینے جگہ خرچ کرنے فئی کے پس کہا مالک نے کہ فے اور خمس کا مال برابر ہے بیت المال میں داخل کیے جائیں اور دیں امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت والوں کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان خمس غنیمت کے اور درمیان فے کے پس کہا خمس رکھا جائے بیچ ان لوگوں کے کہ معین کیا ہے ان کو اللہ نے اصناف مسلمین سے بیچ آیت خمس کے سورہ انفال سے نہ تجاوز کیا جائے ساتھ اس کے طرف غیر ان کے اور لیکن مال فے کا یعنی جو بغیر لڑائی کے کافروں سے ہاتھ آئے تو اس کا مصرف رائے امام کے سپرد ہے باعتبار مصلحت کے یعنی جگہ جس مصلحت دیکھے وہاں خرچ کرے اور تنہا ہوا ہے شافعی جیسے ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ فے سے بھی پانچواں حصہ نکالا جائے اور اس کے چار خمس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں اور واسطے آپ کے خمس خمس کا ہے جیسا کہ غنیمت میں ہے اور چار خمس خمس کے لیے مستحق نظیر اس کے کے ہیں غنیمت سے اور جمہور نے کہا کہ فے کا مصرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہے یعنی جس جگہ چاہیں خرچ کریں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کہ یہ مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھا اور تاویل کیا ہے شافعی نے عمر رضی اللہ عنہ کو قول مذکور کو کہ مراد ان کی چار خمس ہیں ابن بطال نے کہا مناسبت ذکر کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے فاطمہ کے باب فرض الخمس میں یہ ہے کہ جس چیز کو

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مانگا تھا اس کے جملے سے ایک خیبر بھی تھا اور مراد ساتھ اس کے حصہ حضرت ﷺ کا ہے خیبر سے اور وہ پانچواں حصہ ہے اور مغازی میں یہ حدیث آئے گی ساتھ اس لفظ کے کہ اس قسم سے کہ عطا کیا ہے اللہ نے رسول پر مدینے میں اور فدک اور خمس خیبر سے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واجب ہے یہ کہ حاکم کیا جائے ہر قبیلے پر چوہدری ان کے کو اس لیے کہ وہ اعرف ہے ساتھ استحقاق ہر مرد کے ان میں سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پکارے مرد شریف کبیر کو ساتھ نام اس کے کے اور ساتھ ترخیم کے جہاں تنقیص مراد نہ ہو اور اس میں استعفا چاہنا مرد کا ہے ولایت اور حکومت سے اور سوال کرنا اس کا امام سے اس کو ساتھ نرمی کے اور یہ کہ جائز ہے کہنا اور دربان کا اور بیٹھنا آگے امام کے اور سفارش کرنے نزدیک اس کے بیچ جاری کرنے حکم کے اور بیان کرنا حکام کا اپنے حکم کی وجہ کو اور یہ کہ جائز ہے امام کے لیے کھڑا کرنا اس شخص کو کہ وقف کی خبر گیری کرے بطور نیابت کے اس سے اور دو کو آپس میں شریک کرنا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز اکثر کا دو سے باعتبار مصلحت کے اور یہ جائز ہے جمع رکھنا اور ذخیرہ کرنا اناج کا برخلاف اس شخص کے جو انکار کرتا ہے اس سے مشدد زاہدوں سے اور یہ کہ یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ جائز ہے پکڑنا اعتقاد عقار یعنی زمین وغیرہ کا اور لینا نفع اس کے کا اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے پکڑنا اس کے سوائے اور مالوں کا کہ حاصل ہو ساتھ ان کے بڑھنا اور نفع زراعت اور تجارت وغیرہ سے اور یہ کہ امام جب اس کی پاس دلیل قائم ہو تو اس کی طرف پھرے اور اس کے موافق حکم کرے اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز حکم حاکم کا ساتھ علم اپنے کی اور یہ کہ تابعدار جب امام کو گھٹا ہوا دیکھیں (یعنی منقبض الخاطر اور طول دیکھیں) تو پہلے کلام نہ کریں یہاں تک کہ وہ پہلے کلام کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حضرت ﷺ نہیں مالک ہوتے تھے کسی چیز کو فے سے اور نہ خمس غنیمت سے مگر بقدر حاجت اپنی کے اور حاجت اہل عیال اپنے کے اور جو اس پر زیادہ ہوتا تھا تو تھا واسطے آپ کے اس میں تصرف ساتھ قسمت کرنے کے اور بخشش کرنے کے اور لوگوں نے کہا کہ نہیں گردانا اللہ نے واسطے نبی اپنے کی مالک ہونا گردن اس چیز کا کہ غنیمت لائیں اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک کیا ہے اس کو منافع اس کے کا اور گردانا واسطے آپ کے اس سے بقدر اپنی حاجت کے اور اسی طرح جو آپ بعد خلیفہ ہوا اور کہا باقلانی نے بیچ رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کا مال بھی ورثہ ہوتا ہے یعنی آپ کے وارث آپ کے بعد آپ کے مال کے وارث ہوتے ہیں کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ۔ کہا کہ اپر جو کوئی عموم سے انکار کرتا ہے پس نہیں استغراق ہے یعنی نہیں عموم ہے نزدیک اس کے واسطے ہر مرنے والے کے کہ وہ وارث کیا جائے اور اپر جو اس کو ثابت کرتا ہے پس نہیں تسلیم کرتا دخول حضرت ﷺ کے کو بیچ اس کے اور اگر آپ کا داخل ہونا اس میں تسلیم کیا جائے تو البتہ واجب ہو گی تخصیص کرنی اس کے واسطے صحت خبر کے اور خبر واحد تخصیص کرتی ہے اگرچہ ناسخ نہیں ہوتی پس کیا حال ہے خبر کا جبکہ آئے مثل آنے

اس خبر کے اور وہ لَا نُوْرِثُ ہے۔ (فتح)

بَابُ أَدَآءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّيْنِ.

ادا کرنا خمس کا دین سے ہے یعنی دین کی ایک شاخ ہے۔

٢٨٦٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ بِهٖ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

٢٨٦٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت بے شک ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے واقع ہیں جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں سو ہم آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینوں میں یعنی محرم اور رجب اور ذوالقعدہ میں کہ جاہلیت کے وقت کافر بھی ان میں لڑنا حرام جانتے تھے سو ہم کو ایسا کلام بتلایئے کہ ہم اس پر عمل کریں اور اپنے پچھلوں کو اس کی طرف بلائیں فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنی اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے اور اپنے ہاتھ سے گرہ کی یعنی واسطے شمار ان چیزوں کے اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوۃ کا دینا اور چوتھا رمضان کے کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لیے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو کے برتن سے اور کھجور کی لکڑی سے کھدے برتن سے اور سبز مٹکے سے یعنی مرتبان وغیرہ سے اور روغنی برتن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور اس جگہ بخاری نے یہ باب باندھا ہے اداء الخمس من الایمان۔ اور یہ اس کے قاعدے پر ہے کہ اسلام اور ایمان اور دین کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

بَابُ نَفَقَةِ نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ.

باب ہے بیان میں خرچ حضرت ﷺ کی بیبیوں کے بعد وفات آپ کی کے۔

٢٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

٢٨٦٥۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث سونے کے دینار کے برابر

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِيْ وَمَئُوْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میرے بیبیوں کے خرچ کے اور میرے کارندی کی محنت کے تو وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے۔

فائدہ: جو اس حدیث کی شرح کے متعلق ہے وہ ایک باب سے پہلے گزر چکا ہے اور کچھ اس کی شرح فرائض میں آئے گی اور کارندی میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے خلیفہ ہے جو آپ کے بعد ہو اور یہی معتمد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے کارندہ ہے کھجوروں پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خادم آپ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عامل صدقہ پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اجرت قسام کے۔ (فتح)

٢٨٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيْ بَيْتِيْ مِنْ شَيْءٍ يَّأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِّيْ فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

٢٨٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے یعنی انسان ہو یا حیوان مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھے تو میں نے ان کو کھانا شروع کیا یہاں تک کہ مجھ پر مدت دراز ہوئی پھر میں نے ان کو ماپا تو تمام ہوئے اور کچھ باقی نہ رہا۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کی ترجمہ میں یہ ہے کہ اگر عائشہ حضرت ﷺ کے بعد خرچ کے مستحق نہ ہوتیں تو ان سے جو لیے جاتے۔ (فتح الباری)

٢٨٦٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

٢٨٦٧۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر اپنے ہتھیار اور اپنی سفید خچر اور زمین کہ چھوڑا اس کو صدقہ۔

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوْتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَقَرْنَ

باب ہے بیان میں ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں بیچ گھروں حضرت ﷺ کے بیبیوں کے اور جو گھر کہ نسبت کیے گئے ہیں طرف ہر ایک کی ان میں سے۔ یعنی اور اللہ

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ وَ ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾.

نے فرمایا: حضرت ﷺ کی بیبیوں کو کہ قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں حضرت ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا غرض اس کی ساتھ اس باب کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ یہ نسبت ثابت کرتی ہے اس کو کہ وہ ہمیشہ اپنے گھروں کے مستحق ہیں جب تک کہ زندہ رہیں اس لیے کہ نفقہ ان کا اور ان کو رہنے کی لیے جگہ دینی حضرت ﷺ کے خصائص سے ہے اور راز اس میں بند کرنا ان کا ہے اوپر حضرت ﷺ کے یعنی تا کہ اور کسی سے نکاح نہ کریں۔(فتح)

٢٨٦٨ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ.

٢٨٦٨ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو بیماری شدت ہوئی تو اپنی بیبیوں سے اجازت چاہیے یہ کہ بیمار پرسی کی جائے میرے گھر میں تو بیبیوں نے آپ کو اجازت دی۔

٢٨٦٩ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ نَوْبَتِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ ثُمَّ سَنَنْتُهُ بِهِ.

٢٨٦٩ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وفات کیے گئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میری گود میں اور جمع کیا اللہ نے میری اور آپ کی تھوک کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبدالرحمن مسواک کے ساتھ داخل ہوئے تو حضرت ﷺ اس کو چبا نہ سکے سو میں نے اس کو اپنے منہ میں چبایا پھر میں نے اس سے حضرت ﷺ کے دانتوں کو ملا۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح مغازی میں آئے گی۔

٢٨٧٠ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

٢٨٧٠ـ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بی بی سے روایت ہے کہ

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآئَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهٗ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ قَرِيْبًا مِّنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا.

وہ حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور حضرت ﷺ رمضان کے اخیر دہے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے پھر اٹھ کر پھر چلیں تو حضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے یعنی تا کہ ان کو پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے نزدیک دروازے ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی بیوی کے تو راہ میں ان کو دو انصاری مرد ملے تو دونوں حضرت ﷺ کو سلام کر کے آگے بڑھے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ البتہ یہ عورت صفیہ ہے یعنی میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ یا حضرت ﷺ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے اور یہ بات ان کو گراں معلوم ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں شیطان اس طرح پھرتا ہے جیسے خون میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ نزدیک دروزے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے۔

۲۸۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَّاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ

۲۸۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اوپر چڑھا تو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی حاجت ادا کرتے تھے قبلے کو پیٹھ دے کر شام کو منہ کر کے۔

مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.

فائدہ: اس کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا.

۲۸۷۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ سورج کی روشنی میرے حجرے سے نہ نکلتی یعنی پہلے اس سے کہ سورج کی روشنی دیواروں پر چڑھے۔

فائدہ: اس کی شرح مواقیت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۲۸۷۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا سو تین بار فرمایا کہ اس جگہ یعنی مشرق کی طرف سے فتنہ پیدا ہوگا جس جگہ شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح فتنے میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

۲۸۷٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَّسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۲۸۷۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تھے اور تحقیق عائشہ نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کو فلانا گمان کرتا ہوں کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا ہے یعنی دودھ کے ناتے کا پھر فرمایا کہ حرام ہوتی ہے دودھ پینے سے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جننے سے یعنی جو نسب سے حرام ہوتی ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہوتی ہے۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے مالک کر دیا ہوا تھا ہر بی بی کو اس گھر کا جس میں وہ رہتی تھی تو آپ کے بعد وہ اس تملیک کے سبب سے اس میں رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے انہیں کہ نہ جھگڑا کیا گیا ان میں ان کے گھروں میں اس لیے کہ وہ ان کے خرچ کے جملے سے تھے جن کو حضرت ﷺ نے ان کے لیے مستثنیٰ کیا تھا اس قسم سے کہ آپ کی زندگی میں آپ کی ہاتھ میں تھا جس جگہ کہ کہا کہ میں نے اپنی عورتوں کے خرچ کے بعد کچھ نہیں چھوڑا اور یہ وجہ راجح تر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ان کے بعد ان کے وارث ان کے گھروں کے وارث نہیں ہوتے اور اگر گھر ان کے مالک ہوتے تو ان کے وارثوں کی طرف پھر جاتے اور بیچ ترک کرنے وارثوں ان کے کے حق اپنے کو ان سے دلالت ہے اوپر اس کے اسی لیے ملائے گئے گھر ان کے مسجد نبوی میں بعد مرنے ان کے کے واسطے عموم نفع ان کے کے واسطے مسلمانوں کو جیسا کہ کیا گیا بیچ اس چیز کے کہ خرچ کی جاتی ہے واسطے ان کے نفقوں سے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعَرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے حضرت ﷺ کی زرہ سے اور آپ کے عصا سے اور آپ کی تلوار سے اور آپ کے پیالے سے اور آپ کے انگوٹھی سے اور بیان ہے اس چیز کا کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے اس سے بعد آپ کے اس چیز سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی اور وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے آپ کے بالوں سے اور آپ کی جوتی سے اور آپ کے برتنوں سے اس قسم سے کہ شریک ہوئے اس میں آپ کی اصحاب اور غیر ان کے بعد وفات آپ کی کے درود ہو اللہ کا ان پر اور سلام۔

فائدہ: غرض اس بات سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوا۔ اور نہ بیچا گیا موجود آپ کا بلکہ چھوڑا گیا بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ ہاتھ اس کی طرف پھر واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کی اور اگر میراث ہوتی تو البتہ بیچی جاتی اور قسمت کی جاتی اور اسی لیے اس کے بعد کیا اس قسم سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی پھر ذکر کیں بخاری نے حدیثیں کہ نہیں ان میں باب کی چیزوں سے مگر خاتم اور جوتی اور تلوار اور ذکر کی ان میں چادر اور ازار اور نہیں تصریح کی ساتھ ان کے ترجمہ میں پس جو چیز کہ ترجمہ میں مذکور ہے اور اس کی حدیث باب میں مذکور نہیں۔ زرہ ہے اور شائد اس نے چاہا کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لکھی کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ گروی تھی لیکن اتفاق نہ ہوا اور اسی طرح عصا کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہو

گا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں ذکر کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی سے رکن کو یعنی حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور حج میں گزر چکی ہے اور اسی طرح بالوں کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہو گا کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرے کہ ہمارے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے جو ہم کو انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے پہنچے تھے اور یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور ذکر آئینہ کا بعد قدح کے عطف عام کا ہے خاص پر اور نہیں مذکور ہے باب میں برتنوں سے سوائے پیالے کے اور اس میں کفایت ہے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر ماعدا اس کے کے۔ (فتح)

۲۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ.

۲۸۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس کو بحرین کی طرف بھیجا اور اس کے لیے یہ حکم نامہ لکھا یعنی حکمنامہ صدقہ کا اور مہر کی اس پر ساتھ انگوٹھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر تھی اور رسول دوسری سطر تھی اور اللہ تیسری سطر تھی۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہر کی حکمنامہ پر ساتھ مہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تحقیق وہ مطابق ہے واسطے قول اس کے کے ترجمہ میں کہ جو چیز کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے بعد آپ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تھے وہ بیچ ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ (فتح)

۲۸۷۶۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۷۶۔ عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف دو جوتے نکالے جن پر بال نہ تھے اور ان کے لیے دو تسمے تھے یعنی ایک تسمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تسمہ ہوتا تھا درمیان بیچ انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور کہا کہ وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۲۸۷۷۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالی عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف ہماری ایک چادر پیوند کی ہوئی اور کہا کہ اس چادر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور ایک روایت میں اتنا

زیادہ ہے کہ نکالا طرف ہماری عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہ بند موٹا اس قسم سے کہ یمن میں بنتا ہے اور چادر اس قسم سے کہ جس کو تم بلندہ کہتے ہو یعنی سخت اور موٹی۔

۲۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِّنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَاصِمٌ رَّأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيهِ.

۲۸۷۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹنے کی جگہ کو چاندی کی زنجیر سے باندھا عاصم نے کہا کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا اور اس میں پانی پیا۔

۲۸۷۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا فَقُلْتُ لَهُ لَا فَقَالَ لَهُ فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَّغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتّٰى تَبْلُغَ نَفْسِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ

۲۸۷۹۔ علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مدینہ میں آئے یزید بن معاویہ کے نزدیک سے وقت ہونے حسین رضی اللہ عنہ کے تو مسور بن مخرمہ ان سے ملا تو مسور نے زین العابدین سے کہا کہ کیا تجھ کو میری طرف کچھ حاجت ہے تو میں نے اس سے کہا کہ نہیں تو مسور نے اس کو کہا کہ کیا تو مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دیتا ہے پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ غالب ہوں تجھ کو لوگ اس پر یعنی لوگ تجھ سے یہ تلوار چھین لیں اور قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو مجھ کو تلوار دے تو کوئی اس کی طرف نہ پہنچ سکے گا یہاں تک کہ مجھ کو موت پہنچے اور تحقیق علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا زہرا پر تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ خطبہ پڑھتے تھے لوگوں کو اس باب میں اپنے اس منبر پر اور میں اس دن بالغ تھا سو فرمایا کہ بے شک فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے دین میں فتنہ نہ ڈالا جائے یعنی بہ سبب غیرت طبعی کے کہ بشریت کو لازم ہے پھر ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد کو کہ عبد شمس کی اولاد سے تھا یعنی ابو العاص کو سو تعریف کی

النَّاسَ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ هٰذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّيْ وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِيْ دِيْنِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهٗ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ إِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ وَإِنِّيْ لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَّلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَّلٰكِنْ وَّاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا.

اس پر اس کی دامادی میں فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا تو وعدہ پورا کیا اور تحقیق میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کردوں اور حرام کو حلال بتلا دوں لیکن قسم ہے اللہ کی کہ پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے وہ چیز ہے جو دائر ہے درمیان مسور اور زین العابدین کے بیچ امر تلوار حضرت ﷺ کے اور مرادِ مسور کی یہ تھی کہ حضرت ﷺ کی تلوار کو محفوظ رکھے تا کہ نہ لے اس کو وہ شخص جو اس کی قدر نہ جانتا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ تلوار مذکور کے ذوالفقار تھی جس کو بدر کے دن غنیمت سے لیا تھا اور احد کے دن اس کے حق میں خواب دیکھا اور کرمانی نے کہا کہ وہ مناسبت ذکر کرنے مسور کی واسطے واسطے قصے منگنے بیٹی ابوجہل کے نزدیک طلب کرنے اس کے کی تلوار کو اس جہت سے ہے کہ جیسے حضرت ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خوشحالی کو دوست رکھتے تھے اسی طرح میں بھی تیری خوشحالی کو دوست رکھتا ہوں اس لیے کہ تو ان کا پوتا ہے سو مجھ کو تلوار دے تا کہ میں اس کو تیرے لیے نگاہ رکھوں۔ (فتح)

۲۸۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَهٗ يَوْمَ جَاءَهٗ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِيْ عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَأَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ أَغْنِهَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا. قَالَ الْحُمَيْدِيُّ

۲۸۸۰۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر ہوتے علی رضی اللہ عنہ ذکر کرنے والے عثمان کو ساتھ بدی کے تو ذکر کرتے ان کو اس دن جس دن لوگ ان کے پاس آئے اور عثمان کے عاملوں کی شکایت کی تو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان کو خبر دے کہ یہ حکمنامہ حضرت ﷺ کے صدقے کے بیان میں ہے سو حکم کو اپنے عاملوں کو کہ اس پر عمل کریں تو میں وہ حکم نامہ ان کے پاس لایا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے پرواہ کر ہم کو اس سے یعنی اس لیے کہ عثمان ان احکام کو جانتے نہیں پھر میں اس کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور ان کو خبر دی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رکھ اس کو جس جگہ سے تو نے ان کو لیا تھا اور نیز ابن

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي خُذْ هٰذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلٰى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ.

حنفیہ سے روایت ہی کہ مجھ کو میرے باپ یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھیجا کہ اس حکمنامے کو عثمان کے پاس لے جا پس تحقیق اس میں لکھا ہوا ہے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کے بیان میں مصارف زکوۃ اور صدقات کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ منذر نے کہا کہ میں ابن حنفیہ کے پاس تھا تو بعضوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ چپ رہ سو ہم نے اس سے کہا کہ کیا تیرا باپ یعنی علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا کرتے تھے تو اس نے کہا کہ علی نے عثمان کو برا نہیں کہا اور اگر اس کو برا کہتے تو اس دن کہتے جس دن، میں ان کے پاس حکمنامہ لے گیا تھا پھر ذکر کی ساری حدیث اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے خرچ کرنا نصیحت کا واسطے امیروں کے اور کھولنا احوال شخص کے کا کہ واقع ہوا اس سے فساد اتباع ان کے کے اور واسطے امام کے اس کا دریافت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ نہ ثابت ہوئے ہو نزدیک عثمان کے وہ چیز کہ طعن کیا گیا ہے اس کے عالموں پر ساتھ اس کے یا ثابت ہوا لیکن تدبیر تقاضا کرتی تھی تاخیر انکار کو یا جس چیز پر انکار ہوا تھا وہ مستحبوں سے تھے نہ واجبوں سے اور اسی لیے معذور کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے اور ذکر کیا ان کو ساتھ بدی کے۔

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسَاكِيْنِ وَإِيْثَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالْأَرَامِلَ حِيْنَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحٰى أَنْ يُّخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ فَوَكَلَهَا إِلَى اللّٰهِ.

باب ہے اس بیان میں کہ خمس یعنی پانچواں حصہ غنیمت کا واسطے حاجات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یعنی واسطے ضیافت مہمانوں کے اور ہتھیار اور سواری مجاہدوں کے اور سوائے اس کے یعنی اور مقدم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل صفہ کو اور بیوہ عورتوں کو جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا اور آپ کے پاس چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی یہ کہ ان کو قیدیوں سے لونڈی خدمتگار دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا۔

٢٨٨١۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اشْتَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنَ الرَّحٰى مِمَّا

٢٨٨١۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے کی مشقت سے شکایت تھی سو ان کو خبر معلوم ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی غلام قیدی آئے ہیں تو وہ خدمت گار مانگنے کو آئیں تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ

تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَاهُ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ.

ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیغام کہہ کہ آئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام آپ کو پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور حالانکہ ہم اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے قدموں کی سردی پائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان بیٹھے سو فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتلاؤں جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے جو تم نے مانگا جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو پس تحقیق یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے جو تم نے مانگا۔

فائدہ: نہیں ہے اس حدیث میں ذکر اہل صفہ کا اور نہ رانڈوں کا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے موافق عادت اپنی کے اور وہ حدیث وہ ہے جس کو احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے طول کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں یہ لفظ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیتا میں تم کو اور چھوڑوں اہل صفہ کو کہ ان کے پیٹ بھوک سے پیچ کھاتے ہیں میں نہیں پاتا جو ان پر خرچ کروں لیکن قیدیوں کو بیچ کر ان کا مول ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو یہ کہ بھیجیں غلام کو طرف بعض گھر والوں کی کہ ان کو حاجت ہے اور اسمٰعیل قاضی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ خرچ کرے خمس کو جس جگہ مناسب دیکھے اس واسطے کہ چار خمس کے مستحق غنیمت لانے والے ہیں یعنی غازی اور جو امام کے ساتھ خاص ہے وہ پانچواں حصہ ہے اور تحقیق منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے بیٹی کو اور حالانکہ وہ سب قرابتیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھیں اور خرچ کیا ان کو طرف غیر ان کے کی اور کہا ہے مانند اس کی طبری نے اگر حصہ قرابت والوں کا فرض ہوتا تو اپنی بیٹی کو خدمت گار دیتے اور نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ چھوڑیں اس چیز کو کہ اختیار کی ہے اللہ نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور احسان رکھیں ساتھ اس کے قرابت والوں پر اور اسی طرح کہا ہے طحاوی نے میں کہتا ہوں کہ بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ فے سے ہو اور لیکن خمس الخمس غنیمت سے پس تحقیق روایت کی ہے ابوداؤد نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا کہ یا

حضرت ﷺ اگر آپ مناسب دیکھیں بکہ متولی کریں مجھ کو ہمارے حق پر خمس سے تو بہتر ہے پس احتمال ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قصہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو اور یہ بعید ہے اس واسطے کہ آیت فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ جنگ بدر میں نازل ہوئی اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے پہلے غنیمت سے خمس نکالا جو پہلے مشرکین سے لوٹ لائے تھے پس احتمال ہے کہ حصہ خمس الخمس کا اور وہ حق قرابتیوں کا تھا فے مذکور سے نہ پہنچا تھا قدر خدمتگار کو جن کو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مانگا پس اس کا حق اس سے نہایت کم تھا اگر ان کو خدمتگار دیتے تو لازم آتا قصور بیچ حصے باقی حقداروں کے جو مذکور ہوئے ہیں اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام مقدم کرے بعض مستحق خمس کے کو اوپر بعض کے اور زیادہ تر مستحق کو پھر جو اس سے کم ہو اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے رغبت دلانا آدمی کا اپنے گھر والوں کو جس پر اپنی جان کو اٹھائے قلیل ہونے اور زہد سے دنیا میں اور قناعت کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ تیار کیا ہے اس کو اللہ نے واسطے اپنے دوستوں کے جو صبر کرنے والے ہیں آخرت میں میں کہتا ہوں کہ یہ سب مبنی ہے اس پر جس کو ظاہر ترجمہ چاہتا ہے اور لیکن ساتھ اس احتمال کے جس کو میں نے اخیر ذکر کیا ہے تو نہیں ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے ذکر ایثار سے عدم وقوع استدراک کا خیبر میں پس بیچ ترک کرنے قسمت کے اور دینے کے ایک کو مستحقین سے سوائے دوسرے کے ایثار آخذ کا ہے ممنوع پر یعنی جس کو حصہ نہیں ملا پس نہیں لازم آتی اس سے نفی استحقاق کی۔ (فتح) یہ مسئلہ مفصل طور سے آئندہ آئے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ يَعْنِيْ لِلرَّسُوْلِ قَسْمَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّخَازِنٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس تحقیق ثابت ہے واسطے اللہ کے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے یعنی مراد اللہ کی یہ ہے کہ واسطے رسول کے ہے قسمت اس خمس کی جو اللہ کے واسطے ہے یعنی حضرت ﷺ اس خمس کے مالک نہیں بلکہ نسبت اس کی طرف رسول کی اس اعتبار سے ہے کہ اس کی قسمت آپ ﷺ کی سپرد ہے۔ یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو صرف قاسم یعنی بانٹنے والا ہوں اور خازن ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔

فائدہ: یہ اختیار کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا واسطے بعض اقوال کے جو اس کی تفسیر میں وارد ہوئے ہیں اور اکثر اس پر ہیں کہ لام للرسول میں واسطے ملک کے ہے اور یہ کہ واسطے رسول کے خمس الخمس ہے غنیمت سے برابر ہے کہ جنگ میں حاضر ہوں یا نہ ہوں اور کیا حضرت ﷺ خمس کے مالک ہوئے تھے یا نہیں یہ دو وجہیں ہیں واسطے شافعیہ کے اور مائل ہوا ہے طرف ثانی کی امام بخاری رحمہ اللہ نے یعنی مالک نہیں ہوئے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے اور قاضی اسمٰعیل

نے کہا کہ نہیں حجت واسطے اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ خمس یعنی پانچویں حصے کے مالک ہوتے ہیں ساتھ اس آیت کے فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا کہ سوال کرتے ہیں تجھ کو مال غنیمت سے تو کہہ کہ غنیمت واسطے اللہ کے ہے اور رسول کے اور اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ خمس کے فرض ہونے سے پہلے غازیوں کو غنیمت دیا کرتے تھے موافق اپنے اجتہاد اور رائے کے پس جب خمس فرض ہوا تو ظاہر ہوا کہ چار خمس غنیمت کے غازیوں کے واسطے ہیں نہیں شریک ہوتا ان کو کوئی بیچ ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت خمس کی حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہوئی تو واسطے اشارت کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں واسطے غانمین کے اس میں حق بلکہ وہ اس کی رائے کے سپرد ہے اور اسی طرح جو آپ ﷺ کے بعد امام ہوا اور اجماع ہے اس پر کہ لام اللہ میں واسطے تبرک کے ہے۔

۲۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ وَقَتَادَةَ سَمِعُوْا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهٗ عَلٰى عُنُقِيْ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهٗ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَإِنِّيْ إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۲۸۸۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے سو انصاری نے کہا کہ میں اس کو اٹھا کر حضرت ﷺ کے پاس لایا اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ میں قاسم ٹھہرایا گیا ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حصین راوی نے کہا کہ میں بھیجا گیا ہوں قاسم تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس نے چاہا کہ اس کا نام قاسم رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

فائدہ: بیان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اختلاف کو شعبہ پر تو انصاری نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا تھا یا قاسم اور اشارہ

کیا طرف راجح ہونے اس بات کے کہ اس نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا ساتھ روایت سفیان ثوری کے اعمش سے اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ.

۲۸۸۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تو انصار نے کہا کہ نہیں کنیت رکھتے ہم تیری ابو القاسم اور نہیں ٹھنڈا کرتے ہم آنکھ تیری کو ساتھ اس کے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام رکھا تو انصار نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں رکھتے اور تیری آنکھ کو اس کے ساتھ ٹھنڈا نہیں کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار نے بہت اچھا کہا نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں تو بانٹنے والا ہوں۔

۲۸۸٤۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَأَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

۲۸۸۴۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور ہمیشہ یہ امت غالب رہیں گے اپنے مخالفوں پر یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور حالانکہ وہ غالب ہوں گے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ اللہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ مطابق ہے حدیثوں باب کے۔

۲۸۸٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۸۸۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو نہیں دیتا اور تم سے نہیں روکتا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں رکھتا ہوں جہاں مجھ کو حکم ہوتا ہے یعنی نہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيْكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

میں کسی کو دیتا ہوں اور نہ میں کسی سے روکتا ہوں مگر ساتھ حکم اللہ کے۔

۲۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ عَيَّاشٍ وَّاسْمُهُ نُعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۸۸۶۔ خولہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ بیشک جو لوگ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں یعنی ناحق لوٹتے کھاتے ہیں تو ان کے لیے قیامت میں آگ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ناحق تو یہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قسمت کے اور ساتھ غیر اس کے اور ساتھ اس وجہ سے کہ مناسب ہوگی حدیث ترجمہ کو، کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث خولہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور ممکن ہے کہ لی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق یعنی بغیر قسمت حق کے اور لفظ اگرچہ عام ہے لیکن خاص کیا ہے ہم نے اس کو ساتھ قسمت کے تا کہ اس سے ترجمہ سمجھا جائے میں کہتا ہوں کہ نہیں حاجت طرف قید اعتذار کے اس واسطے کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر حق کے داخل ہے اس کے عموم میں صورت مذکورہ پس صحیح ہے ساتھ اس کے حجت پکڑنی اوپر شرط ہونے قسمت کے بیچ اموال فے اور غنیمت کے ساتھ حکم عدل کے اور پیروی کرنی اس چیز کی کہ کتاب اور سنت میں ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ لانے اس کے ڈرانا اس شخص کا جو مخالف ہو اور مستفاد ہوتا ہے ان حدیثوں سے کہ اسم اور مسمیٰ بہ کے درمیان نسبت ہے لیکن نہیں لازم آتا اس سے پایا جانا اس کا سب صورتوں میں اور یہ کہ جو لے غنیمت کے مال سے کچھ ناحق یا منع کریں اس کو اہل اس کے سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ﴾.

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ تمہارے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے پس جلدی عطا کی تم کو، یہ آیت اخیر تک۔

فائدہ: یہ آیت بالاتفاق اہل حدیبیہ کے حق میں اتری اور جب حدیبیہ سے پھرے تو خیبر کو فتح کیا گیا سیاتی۔

وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پس یہ غنیمت کے مال عام مسلمانوں کے واسطے ہیں یعنی لڑنے والوں کے یہاں تک کہ بیان کریں اس کو رسول ﷺ کہ اس کا کون مستحق ہے اور کون نہیں۔

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوا ہے بیان اس کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جان رکھو جو غنیمت لاؤ تم کچھ تو پانچواں حصہ اس کا ہے واسطے اللہ کے، آخر آیت تک۔

۲۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۲۸۸۷۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں پر خیر وابستہ ہے یعنی اجر اور غنیمت قیامت کے دن تک۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اجر اور غنیمت۔

۲۸۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۸۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی بادشاہ وہاں نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ میں آئے گی اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے اور تحقیق خرچ کیے گئے خزانے ان کے بیچ غنیموں کے۔ (فتح)

۲۸۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيْرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِيْ

۲۸۸۹۔ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَآئِمُ.

۲۸۹۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔

فائدہ: اس کی شرح تیمم میں گزر چکی ہے۔

۲۸۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ إِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ بِأَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهٗ إِلٰی مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

۲۸۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہوگیا ہے اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ اللہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو اس کے وطن میں پھیر لائے گا ساتھ ثواب کے یا مال غنیمت کے۔

فائدہ: اس کی شرح اول جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ساتھ ثواب کے یا غنیمت کے۔ (فتح)

۲۸۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِیْ رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّبْنِیَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنٰی بُيُوْتًا وَّلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرٰی غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ

۲۸۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر علیہ السلام نے کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا کسی عورت سے اور وہ چاہتا ہوں کہ اس عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے اس سے صحبت نہیں کی اور نہ چلے جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی تک اس کی چھت بلند نہ کی ہو اور نہ وہ شخص میرے ساتھ چلے جس نے بکریاں یا اونٹیاں گابھن خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا امیدوار ہو پھر وہ پیغمبر جہاد کو چلا تو عصر کے وقت یا قریب عصر کے اس کے

صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَجَاءُوْا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا.

گاؤں میں یعنی اریحا میں پہنچا تو پیغمبر علیہ السلام نے سورج سے کہا کہ تو بھی حکم بردار ہے اور میں بھی حکم بردار ہوں الٰہی سورج کو میرے اوپر تھوڑا سا روک رکھ تو سورج ڈوبنے سے رک گیا یہاں تک کہ لڑائی فتح ہوگئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو لوگوں نے جمع کی جو غنیمت پائی تھی پھر آگ متوجہ ہوئی کہ غنیمت کے مال کو جلا دے تو اس نے نہ جلایا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تو چاہیے کہ مجھ سے بیعت کرے ہر گروہ کا ایک آدمی سوان لوگوں نے بیعت کی تو ایک مرد کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے چمٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تمہارے گروہ میں چوری ہے تو چاہیے کہ تیرا تمام گروہ مجھ سے بیعت کرے تو اس گروہ نے بیعت کی تو پیغمبر کا ہاتھ دو یا تین مرد کے ہاتھ سے چمٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تم نے چرایا ہے تو انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکالا اور اس کو غنیمت کے مال میں رکھا اور وہ مال زمین پر رکھا تو آگ متوجہ ہوئی اور اس کو آگ جلا گئی پھر اللہ نے ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں کہ اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو غنیمت کو ہمارے لیے حلال کیا۔

فائدہ: یہ پیغمبر یوشع بن نون ہیں جیسے کہ احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بند ہوا سورج کسی آدمی کے لیے مگر یوشع بن نون کے لیے اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ جائے تو ان کو حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کا صندوق اپنے ساتھ اٹھا لے جائے تو ان کی قبر معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ صبح صادق نکلنے لگی اور انہوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا یہ کہ ان کے ساتھ صبح صادق کے وقت چلے گا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی یہ کہ تاخیر کرے طلوع فجر کو یہاں تک کہ فارغ ہوں یوسف علیہ السلام کے کام سے تو یہ حدیث پہلی حدیث کے حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ حصر واقع ہوا ہے بیچ حق یوشع کے ساتھ سورج کے پس نہیں نفی کرتا اس کی کہ روکا جائے طلوع فجر کا واسطے غیر ان کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی رات کی صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ تمہارا قافلہ سورج ڈوبنے

سے پہلے آئے گا تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج روکا گیا یہاں تک کہ قافلہ مکے میں آیا تو یہ حدیث بھی اس حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ وہ حصر محمول ہے اس چیز پر جو گزر چکی ہے واسطے اگلے پیغمبروں کے پہلے ہمارے حضرت ﷺ سے پس نہیں روکا گیا سورج مگر یوشع کے لیے پس نہیں نفی اس میں اس کی کہ روکا جائے بعد اس کے ہمارے حضرت ﷺ کے لیے اور نیز طحاوی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر سو گئے اور عصر کی نماز علی سے فوت ہوگئی تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج پھیرا گیا یہاں تک کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی پھر غروب ہوا اور یہ بڑا عظیم معجزہ ہے اور ابن جوزی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے لیکن یہ ابن جوزی کی خطا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خندق کے دن حضرت ﷺ کے لیے سورج پھیرا گیا کما تقدم۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لیے روکا گیا جبکہ وہ گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول رہے یہاں تک سورج غروب ہوا اور یہ کہا کہ میں بھی مامور ہوں اور تو بھی مامور ہے تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ امر جمادات کا امر تسخیر کا ہے اور امر عقلا کا امر تکلیف کا ہے اور خطاب ان کا واسطے سورج کے احتمال ہے کہ حقیقت پر ہے اور بے شک اللہ نے اس میں تمیز پیدا کی جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ سورج ہر دن چڑھنے کے لیے اجازت چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطور استحضار اس کے کے کہ جی میں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ نہیں ممکن ہے پھر اس کا عادت اپنی سے مگر ساتھ خرق عادت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ سورج اس جگہ کس طرح روکا گیا پس بعض کہتے ہیں کہ اپنے درجوں پر پھیرا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ کھڑا کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حرکت سست ہوگئی اور ان سب وجہ کا احتمال ہے لیکن تیسری وجہ ارجح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر کرنا عاجزی کا آگے اللہ کے واجب کرتا ہے ثبوت فضل کو اور اس میں خاص ہونا اس امت کا ہے ساتھ حلال ہونے غنیمت کے اور اس کی ابتدا جنگ بدر کے دن سے ہوئی اور اسی کے حق میں یہ آیت اتری کہ کھاؤ تم جو غنیمت لاؤ حلال پاک پس حلال کی اللہ نے اس امت کے لیے غنیمت اور بیچ تقیید کے ساتھ عدم دخول کے وہ چیز ہے کہ سمجھی جاتی ہے کہ امر بعد دخول کے بخلاف اس کے ہے پس دونوں امروں میں فرق ظاہر ہے اور اگرچہ اکثر اوقات دخول کے بعد بھی دل کا تعلق بدستور رہتا ہے لیکن نہیں وہ جیسے کہ پہلے دخول کے ہے اکثر اوقات اور دلالت کرتی ہے تعمیم پر بیچ سب کاموں دنیاوی کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ایک روایت میں نہ زیادتی سے کہ واسطے اس کے حاجت ہو رجوع میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امور نہیں لائق ہیں یہ کہ سپرد کئے جائیں گے مگر واسطے فارغ البال کے اس لیے کہ جس کے لیے کچھ تعلق اکثر اوقات اس کی نیت ضعیف ہوتی ہے اور کم ہوتی ہے رغبت اس کی اطاعت میں اور دل جب متفرق ہو تو اعضا کا فعل ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور جب دل جمع تو قوی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے لوگ بھی جہاد کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کے مال لوٹ لاتے تھے لیکن اس میں دست اندازی

نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو جمع کرتے تھے اور نشانی ان کے جہاد کی قبول ہونے یہ تھی کہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا دیتی تھی اور علامت عدم قبول کی یہ ہے کہ آسمان سے آگ نہ اترتی تھی اور عدم قبول کے اسباب سے یہ ہے کہ اس میں چوری واقع ہو اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ نے اس امت پر اور رحمت کی واسطے بزرگ ہونے پیغمبر ان کے کے نزدیک اس کے پس حلال کیا واسطے ان غنیمت کو اور چھپایا ان کے چوری کو اور دور کی ان سے فضیحت عدم قبول کی پس اللہ کے لیے سب تعریفیں ہیں ہر نعمت پر کہ ہاتھ آئے اور اس میں معاقبہ جماعت کا ہے ساتھ فعل ان کے بے وقوفوں کے اور یہ کہ احکام پیغمبروں کے کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر باطن کے جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر ظاہر کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ الخ اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اوپر جواز جلانے مال مشرکوں کے یعنی کافروں کے جبکہ نہ پائے یہ کہ پہلے پیغمبروں کے شرع ہمارے لیے شرع ہے جبکہ نہ وارد ہو ناسخ اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْغَنِيْمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ.

غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو۔

۲۸۹۳۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۲۸۹۳۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر نہ ہوتی رعایت پچھلے مسلمانوں کی جو ابھی پیدا نہیں ہوئی تو فتح ہوتا کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو غازیوں میں تقسیم کرتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

فائدہ: یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اگر ایسا کیا جائے تو نہ باقی رہے گی کوئی چیز واسطے ان لوگوں کے جو اس کے پیچھے پیدا ہوں گے اور اسلام کی مدد کریں گے پس مقرر کیا ان پر خراج اور محصول زمینوں کا تاکہ اگلے پچھلے لوگ سب اس سے فائدہ پائیں اور وجہ لینے اس کے کی ترجمہ سے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بھی تصریح کی ہے ساتھ اس چیز کے دلالت کرتا ہے اس پر یہ اثر مگر عارض ہوئے واسطے اس کے حسن نظر پچھلے مسلمانوں کے لیے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ زمین کے خاص کر پس واجب کیا اس کو مسلمانون پر اور مقرر کیا ان پر خراج جو ان کی مصلحت جمع کرے اور عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت پر وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ الآیۃ اور ایک روایت میں ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے زمین کا تو معاذ نے ان کو کہا کہ اگر تو اس کو تقسیم کرے گا تو سب زمین لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی پس پھرے گی طرف ایک مرد کی اور ایک عورت کی اور ان کے بعد ایک لوگ آئیں گے جو اسلام کے خلل کو بند کریں گے

پس نہ پائیں گے کچھ چیز پس کوئی ایسا امر سوچ کہ پہلے پچھلے سب لوگ اس سے فائدہ پائیں تو عمر رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ بات آئی کہ زمین تقسیم نہ کریں سو مقرر کیا اس پر خراج کو غازیوں کے لیے اور جو ان کے بعد پیدا ہوں اور جو اس کے سوائے تھا وہ خاص غنیمت لانے والوں کے لیے رہا اور یہی قول ہے جمہور کا کہ اس میں اور کسی کا حق نہیں سوائے غازیوں کے جو غنیمت لا دیں اور ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ جب دارالاسلام سے لشکر کی مدد کے لیے جدا ہو پس پہنچیں ان کے پاس بعد فتح ہونے کے تو وہ غازیوں کے ساتھ غنیمت میں شریک ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعریوں کے جبکہ آئے ساتھ جعفر کے خیبر سے اور ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے کہ نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں مانند عثمان کی پس اشعریوں کے قصے کا جواب تو آئندہ آئے گا اور اوپر جواب قصے عثمان کے سے اور جو اس کی مانند ہے تو اس سے جمہور نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ عثمان کے نہ ساتھ اس کے جو اس کی مانند ہو دوم یہ کہ حکم اس وقت تھا جبکہ سب غنیمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی نزدیک نازل ہونے اس آیت کے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔ پھر اس کے بعد یہ آیت اتری وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ پس ہوئے چار خمس غنیمت کے واسطے غنیمت لانے والوں کے سوم یہ کہ یہ برتقدیر اس کے ہوئے سو یہ واقعہ بعد فرض خمس کے پس وہ محمول ہے اس پر کہ دیا اس کو خمس سے اور اس کی طرف میل کی ہے بخاری نے چہارم فرق کرنا ہے درمیان اس شخص کے کہ ہو بیچ ایسی حاجت کے کہ متعلق ہے ساتھ لشکر کے یا ساتھ اجازت امام کے پس حصہ دے اس کو برخلاف غیر اس کے کے اور یہ مشہور مذہب مالک کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں تقسیم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ غیر اس شخص کے کہ حاضر ہوا لڑائی میں مگر بیچ خیبر کے پس وہ مستثنیٰ ہے اس سے پس نہ گردانا جائے اصل کہ قیاس کیا جائے اوپر اس کے پس تحقیق تقسیم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کشتی والوں کے واسطے شدت حاجت ان کی کے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اشعریوں کو دیا وہ اہل غنیمت کی رضامندی سے دیا ہو اور یہ سب اس غنیمت میں ہے کہ منقول ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تو مراد یہ ہے کہ بعض خیبر کو نہ کل خیبر کو اور یہ اشارہ ہے طرف اس روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو تقسیم کیا تو جدا کیا آدھے اس کے کو واسطے حاجتوں اپنی کے اور واسطے اس چیز کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتری اور تقسیم کیا نصف باقی کو درمیان مسلمانوں کے اور نہ تھے مسلمانوں کے خدمتگار اور کارندے پس وہ نصف یہودیوں کے حوالے کیا تاکہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھم آدھ بانٹ لیں اور جو نصف اپنے واسطے جدا کیا تھا وہ وہ تھا جو صلح سے فتح ہوا اور جو تقسیم کیا تھا وہ وہ تھا جو غلبے اور قہر سے فتح ہوا تھا اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب یہ باندھا ہے اَلْغَنِيمة لمن شهد الوقعة اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا تقاضا کرتا ہے وقف ہونے زمین کے کو جو غنیمت لائی گئی اور یہ ضد ترجمہ کی ہے پھر جواب دیا اس نے

کہ مطابق واسطے ترجمہ کے قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ جس طرح تقسیم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف ترجیح قسمت ناجزہ کی اور حجت اس میں یہ ہے کہ آنے والا جو نہیں پایا گیا ہنوز نہیں مستحق ہے کسی چیز کو غنیمت حاضرہ سے ساتھ اس دلیل کے کہ جو جنگ سے غیر حاضر ہے وہ نہیں مستحق ہے کسی چیز کو بطریق اولیٰ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہو تطبیق کا درمیان اس چیز کے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو اور درمیان اس چیز کے کہ اس سے آئی ہے کہ وقف کی جائے زمین ساتھ حمل کرنے اول کے کہ اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ غیر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ.

جو غنیمت کے واسطے لڑے کیا اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے؟۔

٢٨٩٤ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ مَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۸۹۴۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک مرد غنیمت کے واسطے لڑتا ہے اور ایک مرد اس واسطے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو جس کو سمعہ کہتے ہیں اور ایک اس واسطے لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی اپنی شجاعت دکھانے کے لیے لوگوں کو جس کو ریا کہتے ہیں سو ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ قصد غنیمت کا نہیں ہوتا منافی واسطے اجر کے اور نہ ناقص کرنے والا جبکہ قصد کرے ساتھ اس کے اعلائے کلمۃ اللہ کا اس واسطے کہ سبب نہیں مستلزم ہے حصر کو اس واسطے ثابت ہوتا ہے حکم واحد ساتھ اسباب متعددہ کے اور اگر قصد غنیمت کا اعلاء کے قصد کے منافی ہوتا تو آتا جواب عام مثلاً اس طرح کہتے کہ جو غنیمت کے واسطے لڑے وہ اللہ کی راہ میں نہیں اور اس تقدیر میں بعد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اجر کا کم ہونا نسبتی امر ہے کما تقدم پس جس کا قصد محض اعلاء کلمۃ اللہ کا ہو وہ نہیں ہے مانند اس کی جو ملائے ساتھ اس قصد کے دوسرے قصد کو غنیمت سے ہو یا غیر اس کے سے اور ابن منیر نے اور جگہ میں کہا کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو خاص غنیمت کے واسطے لڑے پس نہیں وہ اللہ کی راہ میں اور یہ کہ نہیں اجر ہے واسطے اس کے پس کس طرح ترجمہ باندھتا ہے واسطے اس کے ساتھ نقص اجر کے اور جواب اس کا وہ ہے جو اوپر گزرا۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَّمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ.

تقسیم کرنا امام کا اس چیز کو کہ اس کے پاس آئے یعنی اہل حرب سے اور چھپا رکھے واسطے اس شخص کے کہ نہ حاضر ہو وہ اس کے پاس یعنی بیچ مجلس قسمت کے یا غائب ہو اس سے یعنی بیچ غیر شہر قسمت کے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے چیز کے کہ مشہور ہے درمیان لوگوں کے کہ ہدیہ واسطے اس شخص کے ہے کہ جو حاضر ہو۔ (فتح)

۲۸۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ مُّزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِّمَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَجَآءَ وَمَعَهُ ابْنُهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِيْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَأَخَذَ قَبَآءً فَتَلَقَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَزْرَارِهِ فَقَالَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهِ شِدَّةٌ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ.

۲۸۹۵۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن کو سونے کے تکمے لگے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیا اور ان میں سے ایک قبا مخرمہ کے واسطے جدا کر رکھی سو وہ آئے اور ان کے ساتھ مسور بن مخرمہ تھے اور دروازے پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو قبا لے کر اس کو آگے بڑھ کر آ ملے اور آگے آئے اور اس کو ساتھ تکموں کے یعنی تا کہ اس کی خوبی اس کو دکھائیں تو فرمایا کہ اے مسور کے باپ یہ قبا میں نے تیرے واسطے چھپا رکھی اور یہ مخرمہ کی خوسختی تھی۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبائیں ہدیہ بھیجیں اور یہ قول اس کا کہ یہ قبا میں نے تیرے لیے چھپا رکھی اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے ابن بطال

نے کہا کہ جو چیز کہ بھیجی گئی طرف حضرت ﷺ کی مشرکین کی طرف سے پس حلال ہے واسطے آپ ﷺ کے لینا اس کا اور جائز ہے آپ ﷺ کو ہبہ کرنا اس کا جس کو چاہیں اور مقدم کریں ساتھ اس کے جس کو چاہیں مانند فے کی اور اپیر جو لوگ آپ ﷺ کے بعد ہیں پس نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہدیہ بھیجا گیا طرف آپ ﷺ کی اس واسطے آپ ﷺ اس کے امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَمَا أَعْطٰى مِنْ ذٰلِكَ فِيْ نَوَائِبِهٖ.

کس طرح تقسیم کیا حضرت ﷺ نے قریظہ اور نضیر کو اور جو چیز کہ دی آپ ﷺ نے اس سے اپنی حاجتوں میں؟

۲۸۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

۲۸۹۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے انصار ٹھہراتے واسطے حضرت ﷺ کے درخت کھجوروں کے یعنی حضرت ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر کے قلعے کو فتح کیا تو فتح کے بعد حضرت ﷺ وہ درخت ان کو پھیر دیتے تھے یعنی جو درخت انصار آپ ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور اس میں بیان ہے واسطے کیفیت ترجمہ کے اور حاصل قصہ کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی نضیر کی زمین اس قسم سے تھی کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر اور وہ زمین حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھی لیکن اختیار کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے مہاجرین کو اور حکم کیا ان کو یہ کہ پھیر دیں انصار کو وہ چیز کہ تھے سلوک کرتے ان کو ساتھ اس کے جبکہ مدینے میں ان کے پاس آئے اور ان کے پاس کچھ نہ تھا تو دونوں فریق اس کے ساتھ بے پرواہ ہوئے پھر قریظہ کا قلعہ فتح ہوا جبکہ انہوں نے عہد توڑا پس محاصرہ کیے گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتری اور تقسیم کیا حضرت ﷺ نے ان کی زمین کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں اور دیا اپنے حصے سے اپنی حاجتوں میں یعنی اپنی بیویوں کے خرچ میں اور مہمانوں وغیرہ میں اور باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں میں خرچ کرتے تھے واسطے سامان جہاد کے۔ (فتح)

بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِيْ فِيْ مَالِهٖ حَيًّا وَّمَيِّتًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُلَاةِ الْأَمْرِ.

برکت غازی کی بیچ مال اس کے زندگی میں اور مرنے کی حالت میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور حاکموں کے۔

۲۸۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ هِشَامُ بْنُ

۲۸۹۷۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہوئے زبیر رضی اللہ عنہ دن جنگ جمل کے (مراد ساتھ اس کے قصہ

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بُنَيِّ إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي أَفَتُرٰى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بُنَيِّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَأَوْصٰى بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ثُلُثُ الثُّلُثِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ وَازٰى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ يُوصِينِي بِدَيْنِهِ وَيَقُولُ يَا بُنَيِّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ يَا أَبَةِ مَنْ مَوْلَاكَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرَضِينَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ لَا

مشہور ہے جو علی مرتضیٰ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان واقع ہوا اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اس میں موجود تھے اور اس کو جنگ جمل اس واسطے کہا گیا کہ یعلی بن امیہ صحابی رضی اللہ عنہ مشہور ان کے ساتھ تھے تو سوار کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اوپر بڑے اونٹ کے جس کو سو اشرفیوں سے خریدا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ صف میں کھڑی ہوئیں پس جوان کے ساتھ تھے وہ ہمیشہ اونٹ کے گرد لڑتے رہے یہاں تک کہ اونٹ کی کونچیں کاٹی گئیں پس واقع ہوئی شکست اور یہ واقع جمادی الاول میں چھتیسویں سال تھا) تو میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے تحقیق شان یہ ہے کہ نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم یا مظلوم (یعنی ظالم اپنے دشمن کے نزدیک اور مظلوم اپنے نفس کے نزدیک اس واسطے کہ ہر ایک دونوں فریق سے تاویل کرتا تھا کہ وہ صواب پر ہے یا نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم اس معنی سے کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ جلد بھیجے گا واسطے ظالم کے ان میں سے عقوبت یا نہ مقتول ہوگا آج مگر مظلوم یعنی اس نے گمان کیا کہ اللہ اس کو جلد شہادت دے گا اور ظن کیا اس نے دونوں تقدیروں پر کہ وہ مظلوم مقتول ہوگا) اور میں نہیں گمان کرتا اپنے آپ کو مگر کہ آج مظلوم مارا جاؤں گا (اور تحقیق یہ بات ٹھیک ہوئی اس واسطے کہ وہ دھوکے سے مارے گئے بعد اس کے یاد دلایا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے پس پھرے لڑائی سے اور ایک مکان میں سو گئے تو ناگہاں بنی تمیم کے ایک مرد نے ان کو مار ڈالا پس روایت ہے کہ جب دونوں صفیں آپس میں ملیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زبیر کہاں ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے پس زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حدیث یاد دلائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو فرمایا تھا کہ تو البتہ علی سے لڑے گا اور

وَلٰكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشٰى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَّلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ فِي غَزْوَةٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَّمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ فَلَقِيَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ كَمْ عَلٰى أَخِيْ مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهٗ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيْمٌ وَّاللّٰهِ مَا أُرٰى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهٰذِهٖ. فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَّمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ مَا أُرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هٰذَا فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِيْ قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَّسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَّكَانَ لَهٗ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوْا لِيْ قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلٰى هَاهُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضٰى دَيْنَهٗ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ

حالانکہ تو ظالم ہوگا تو زبیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث سن کر جنگ سے پھر آئے) اور مجھ کو زیادہ تر فکر اپنے قرض کی ہے کیا پس تو گمان کرتا ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال سے کچھ چیز باقی چھوڑے گا یعنی کیا قرض ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی رہے گا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بیٹے ہمارے مال کو بیچ کر ہمارا قرض ادا کر دینا اور وصیت کی زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ تہائی مال کے اور تہائی اس تہائی کے واسطے اولاد اسکی کے یعنی اولاد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کہا کہ تہائی کو تین حصے کر پس اگر قرض ادا کرنے کے بعد ہمارے مال سے کچھ باقی رہے تو اس کو اپنی اولاد کے واسطے تین حصے کر یعنی پس تہائی کو ان میں سے پھر تین حصے کر ایک حصہ اپنی اولاد کو دے اور باقی دو تہائیاں اللہ کی راہ میں خیرات کر اور پہلے ثلث کی دو تہائیاں وارثوں کے واسطے ہیں ہشام نے کہا اور عبداللہ کی بعض اولاد زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے برابر تھی یعنی عمر میں اپنے چچوں کے برابر تھی یعنی خبیب اور عباد اور اس دن زبیر رضی اللہ عنہ کی نو بیٹیاں تھیں اور نو بیٹے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو زبیر رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے میرے بیٹے اگر تو قرض کی کسی چیز کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو مدد مانگ اس پر میرے مولا سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے معلوم نہ کیا کہ مولا سے ان کی کیا مراد ہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے ابا جان آپ کا مولیٰ کون ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ، سو قسم ہے اللہ کی نہیں واقع ہوا میں کسی مشکل میں ان کے قرض سے مگر کہ میں نے کہا کہ اے زبیر کے مولیٰ اس کا قرض اس کی طرف سے ادا کر دے تو اللہ نے اس کا قرض ادا کیا پس شہید ہوئے زبیر اور نہ چھوڑا انہوں نے

وَّنِصْفٌ فَقَدِمَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِّائَةَ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَّقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَّنِصْفٌ قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِيْنَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهُ مِنْ مُّعَاوِيَةَ بِسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَآءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِيْنَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُّنَادِيْ بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضٰى أَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَّرَفَعَ الثُّلُثَ فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَّمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيْعُ مَالِهِ خَمْسُوْنَ أَلْفَ أَلْفٍ وَّمِائَتَا أَلْفٍ.

کوئی دینار اور نہ درہم مگر زیناں بعض ان زمینوں سے غابہ ہے جو ایک بڑی زمین مشہور ہے مدینے او چانوں سے اور گیارہ گھر مدینے میں اور دو گھر بصرے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر مصر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قرض ان پر تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ کوئی مرد مال لا کر اس کے پاس امانت رکھنا چاہتا تھا تو زبیر کہتے تھے کہ میں امانت نہیں رکھتا ولیکن یہ قرض ہے پس تحقیق میں اس کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہوں اور نہیں متولی ہوئے زبیر سرداری کے کبھی اور نہ لینے خراج کے اور نہ کسی چیز کے مگر جہاد میں ہوتے تھے ساتھ حضرت ﷺ کے یا ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے (یعنی اکثر مال ان کا نہیں حاصل ہوا ان وجھوں سے جو تقاضا کرتی ہیں بدظنی کو ساتھ اصحاب ان کے کے بلکہ تھا کسب ان کا غنیمت سے اور روایت ہے کہ ان کے ہزار غلام تھے۔ جو ان کی طرف خراج ادا کرتے تھے) عبداللہ بن زبیر نے کہا سو میں نے حساب کیا جو ان پر قرض تھا تو میں نے اس کو بائیس لاکھ پایا سو حکیم بن حزام عبداللہ بن زبیر سے ملے تو انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے میرے بھائی پر یعنی زبیر پر کتنا قرض ہے؟ تو عبداللہ نے اس کو چھپایا اور کہا کہا ایک لاکھ حکیم نے کہا کہ قسم ہے اللہ میں نہیں گمان کرتا کہ تمہارے مال اتنے قرض کی گنجائش رکھیں یعنی اس قلیل مال سے اتنا قرض ادا نہیں ہو سکے گا تو عبداللہ نے اس کو کہا کہ اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا کیا چاہیے تو حکیم نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ تم اس کو ادا کر سکو پس اگر تم کچھ قرض سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد مانگو اور زبیر نے غابہ کی زمین کو ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدا تھا تو عبداللہ نے اس کو سولہ لاکھ سے بیچا یعنی گویا کہ

اس نے اس کو سولہ حصے کیا پھر عبداللہ کھڑا ہوا اور کہا کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس غابہ میں آئے تو عبداللہ بن جعفر اس کے پاس آیا اور اس کا زبیر پر چار لاکھ درہم تھا تو اس نے عبداللہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم معاف کر دوں عبداللہ نے کہا کہ ہم معاف کرانا نہیں چاہتے پھر اس نے کہا کہ اگر تم تاخیر چاہو تو ان میں تاخیر کرو یعنی مہلت کے ساتھ دے دینا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تاخیر نہیں کرتا تو عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ ایک قطعہ زمین کا میرے لیے جدا کرو تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے لیے اس جگہ سے اس جگہ تک ہے راوی نے کہا پس بیچا عبداللہ نے یعنی غابہ سے اور گھروں سے نہ تنہا غابہ سے یعنی اس لیے کہ ان کا قرض بائیس لاکھ تھا اور اس نے غابہ کو سولہ لاکھ سے بیچا تھا بائیس لاکھ اس سے ادا نہ ہوسکتا تھا سو عبداللہ نے ان کو بیچ کر زبیر کا قرض ادا کیا اور سب ادا کر دیا اور باقی رہے اس سے ساڑھے چار حصے سو عبداللہ بن زبیر معاویہ کے پاس آیا اور معاویہ کے پاس عمرو بن عثمان اور منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تھے تو معاویہ نے عبداللہ سے کہا کہ تو نے اپنی غابہ کی کتنی قیمت کی اس نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ سے معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ اس نے کہا کہ ساڑھے چار حصے تو منذر نے کہا کہ میں نے ایک حصہ لاکھ سے اور عمرو نے کہا کہ میں نے یہ ہی ایک حصہ لاکھ سے لیا اور ابن زمعہ نے کہا کہ میں نے بھی ایک حصہ لاکھ سے لیا تو معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ عبداللہ نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ معاویہ نے کہا میں اس کو ڈیڑھ لاکھ سے لیا راوی نے کہا اور عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ (یعنی جو اس کو زبیر کے قرض میں غابہ سے ملا تھا) معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ کو بیچا یعنی

تو ان کو دو لاکھ نفع ہو سو جب ابن زبیر اس کے قرض کے ادا کرنے سے فارغ ہوا اور زبیر کی اولاد نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کردے تو عبداللہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں تقسیم کروں گا میں درمیان تمہارے یہاں تک کہ موسم حج میں چار سال پکاروں کہ خبردار ہو کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کو دا کریں راوی نے کہا عبداللہ نے موسم حج میں ہر سال پکارنا شروع کیا سو جب چار سال گزر چکے تو باقی مال ان کے درمیان تقسیم کیا راوی نے کہا اور زبیر کی چار بیبیاں تھیں اور تیسرا حصہ وصیت کا نکالا گیا تو ہر ایک عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ جب ہر عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو چاروں عورتوں کا حصہ اڑتالیس لاکھ ہوا اور یہ آٹھواں حصہ کل ترکہ کا ہے اور جب اڑتالیس لاکھ کو آٹھ میں ضرب کیا تو حاصل ضرب تین کروڑ چوراسی لاکھ ہوا اور یہ دو تہائیاں کل ترکہ کی ہیں اور جب وصیت کی تہائی کو اور ایک کروڑ بیانوے لاکھ ہے اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو ہوگا تمام مال اس کا بنا بر اس کے پانچ کروڑ چھتر لاکھ یعنی قرض کو اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو چھیانوے لاکھ اصل پر (کہ وہ پانچ کروڑ دو لاکھ ہیں) زیادہ ہوگا اور اس کی اور اصل میزان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اور ابن بطال نے اس پر تنبیہ کی ہے لیکن اس شبہ کا اس نے جواب نہیں دیا اور دمیاطی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ قول راوی کا کہ پس تمام مال زبیر کا پانچ کروڑ دو لاکھ تھا صحیح ہے اور مراد ساتھ اس کے قیمت اس چیز کی ہے کہ چھوڑا اس نے اس کو پیچھے اپنے نزدیک مرنے اپنے کے اور یہ کہ جو چیز کہ اس پر زیادہ ہے اور وہ چھیانوے لاکھ ہے اس اعتبار سے کہ جب اڑتالیس لاکھ کو جو آٹھواں حصہ ہے آٹھ میں ضرب کیا جائے اور پھر تہائی وصیت کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا پھر قرض کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو حاصل ہوگا پانچ کروڑ اور اٹھانوے لاکھ اور حاصل ہوا یہ مال زائد منافع عقار اور زمینوں کے سے بیچ اس مدت کے کہ تاخیر کی اس میں ابن زبیر نے تقسیم ترکے کے کہ واسطے براءت چاہنے کے قرض سے اور یہ توجیہ نہایت عمدہ ہے اور یا کہا جائے کہ راوی سے عورتوں کے حصے بیان کرنے میں وہم ہو گیا ہے کہ اصل میں ہر عورت کا حصہ دس دس لاکھ تھا اور راوی نے وہم سے اس کو بارہ بارہ لاکھ بیان کر دیا پس اندریں صورت بھی حساب اصل میزان کے مطابق ہوگا اور اس حدیث

میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا وصیت کا نزدیک حاضر ہونے اس امر کے کہ خوف کیا جائے اس سے فوت ہونے کا یہ کہ جائز ہے واسطے وصی کے تاخیر کرنا قسمت کا یہاں کہ پورا ادا کیا جائے قرض میت کا اور جاری جائیں وصیتیں اس کی اگر ہو واسطے اس کے تہائی اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے برائت چاہنی قرض کے امر سے اور قرض خواہوں سے پہلے قسمت کے اور یہ کہ تاخیر کرے اس کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور نہیں پوشیدہ یہ کہ وارثوں کی اجازت پر موقوف ہے نہیں تو جو طلب کرے قسمت کو بعد ادا کرنے قرض کے جس کے ساتھ علم واقع ہو تو ترکہ تقسیم کیا جائے اور نہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز متوہم کی پس اگر اس کے بعد کوئی چیز ثابت ہو تو اس سے پھیر لیا جائے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا ضعف اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس قصے کے واسطے مالک کے جس جگہ کہ مالک نے کہا کہ مدت مفقود کی چار برس ہیں۔ اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تحقیق زبیر نے سوائے اس کے نہیں کہ اختیار کیا تاخیر کو چار برس اس لیے کہ شہر وسیع جن کی طرف سے لوگ مکے مدینے میں آتے ہیں اس وقت چار تھے یمن اور عراق اور شام اور مصر پس بنا کی اس نے اس پر کہ نہیں متاخر رہتے لوگ ہر طرف کہ اکثر اوقات میں حج سے زیادہ میں سال سے پس حاصل ہوگا استیعاب ان کا بیچ مدت چار سال کے اور ان سے بیچ طول مدت کے پہنچے گی خبر اس شخص کو کہ ان کے سوائے ہیں طرفوں زمین کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ چار سال وہ غایت ہیں آحاد میں اس باعتبار اس چیز کے کہ ممکن ہے کہ مرکب ہوں اس سے عشرات اس لیے کہ اس میں ایک ہے اور دو اور تین اور چار اور مجموع ان سب کا دس ہیں اور اختیار کیا اس نے موسم حج کو اس لیے کہ اس میں تمام ملکوں کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ کہ جائز ہے دیر کرنی ساتھ ادا کرنے قرض کے جبکہ ترکہ نقد نہ ہو اور نہ اختیار کرے قرض خواہ مگر نقد کو اور یہ کہ جائز ہے وصیت کرنی واسطے پوتوں کے جبکہ ان کے حاجب یعنی باپ موجود ہوں اور یہ کہ قرض مانگنا مکروہ نہیں جو ادا کرنے پر قادر ہو اور یہ کہ جائز ہے خریدنا وارث کا ترکہ سے اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبض کے اور یہ کہ نہیں نکالتا یہ مال کو پہلے کے ملک سے اس لیے کہ ابن جعفر نے ابن زبیر سے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں اپنا قرض جو زبیر پر ہے تجھ کو معاف کر دوں تو ابن زبیر اس سے باز رہا اور اس میں بیان ہے ابن جعفر کی سخاوت کا واسطے آسان جاننے اس کے کی ساتھ اتنے مال عظیم کے اور یہ کہ جو شخص پیش کرے کسی پر یہ کہ ہبہ کرے اس کو کچھ چیز اور وہ باز رہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ میں رجوع کرتا ہے اور اس پر باز رہنا ابن زبیر کا پس وہ محمول ہے اس پر کہ باقی وارثوں نے ٹھہرایا تھا اس کو اوپر اس کے اور معلوم کیا اس نے کہ غیر بالغ نافذ کریں گے اس کو واسطے اس کے جبکہ بالغ ہوں گے اور جواب دیا ہے ابن بطال نے بایں طور کہ نہیں یہ امر محکوم بہ سے نزدیک جھگڑے کے اور سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے بیچ شرف نفوس کے اور محاسن اخلاق کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن زبیر نے اٹھایا تھا سب قرض کو اپنے ذمے میں اور لازم کیا اپنے اوپر ادا کرنے اس کے کو اور راضی ہوئے باقی ساتھ اس کے اس

لیے کہ اگر وہ راضی نہ ہوتے تو نہ فائدہ دیتا ان کو ترک کرنا بعض اصحاب قرض کا قرض اپنے کو واسطے ناقص ہونے موجود کے بیچ اس حالت کے وفا سے واسطے ظاہر ہونے قلت اس کے اور کثیر ہونے قرض کے اور اس میں مبالغہ زبیر کا ہے بیچ احسان کے لیے دوستوں اپنے کے اس لیے کہ وہ راضی ہوا ساتھ اس کے کہ محفوظ رکھی ان کے لیے ان کی امانتوں کو بیچ غیبت ان کے کے اور قائم ہو ساتھ وصیتوں ان کی کے اوپر اولاد ان کی کے بعد مرنے ان کے کے اور نہ اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے یہاں تک کہ احتیاط کی واسطے اموال ان کی کے بطور امانت کے یا وصیت کے بایں طور کہ توصل کرتا تھا ساتھ کر لینے ان کے کے اپنے ذمے میں باوجود نہ محتاج ہونے اس کے کے طرف ان کے غالب میں اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کرتا تھا ان کو ہاتھ سے اپنے ذمے میں واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ حفاظت مالوں کے ان کے لیے اور ابن بطال نے کہا کہ یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ ان کو اس مال کے منافع حاصل ہوں اور اس کے اس قول میں نظر ہے اس لیے کہ وہ موقوف ہے اس پر کہ وہ تھے تصرف کرتے بیچ اس کے ساتھ تجارت کے اور یہ کہ اس کے مال کی کثرت تو صرف تجارت سے ہوئی تھی اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ خلاف اس کا ہے اس لیے کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو البتہ ہوتا ہو مال جس کو اپنے مرنے کے وقت پیچھے چھوڑا وفا کرنے والا قرض کو اور زیادہ ہوتا اوپر اس کے اور واقع میں یہ ہے کہ وہ مال قرضوں سے بہت ہی کم تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت کر دی بایں طور کہ خریداروں کے دل میں اس کے خریدنے کی رغبت ڈال دی یہاں تک کہ اس کی قیمت کئی گنا زیادہ ہوگئی پھر سرایت کی اس برکت نے طرف عبداللہ بن جعفر کے جبکہ ظاہر ہوا اس سے اس قصے میں مکارم اخلاق سے یہاں تک کہ اس کو اپنے حصے سے دو لاکھ فائدہ ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں کراہت بیچ بہت کرنے بیبیوں کے اور رکھنے بہت زیادہ غلاموں کے اور اس میں برکت عقار اور زمین کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع دنیاوی اور اخروی سے بغیر مشقت کے اور داخل ہونے کے مکروہ میں مانند لغو کے کہ واقع ہوتی ہے بیچ خرید و فروخت کے اور اس میں منزلت زبیر کی ہے نزدیک نفس اپنے کے اور یہ کہ وہ اس حالت میں تھا بیچ غایت وثوق کے ساتھ اللہ کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے اور راضی ہونے کے ساتھ حکم اس کے کی اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے جی میں حق پر تھا اور مصیب تھا قتال میں، اسی لیے کہا اس نے کہ مجھ کو زیادہ فکر اپنے قرض کا ہے اور اس میں شدت امر دین کی ہے اس لیے کہ مثل زبیر کے ساتھ ان لوگوں کے کہ پہلے گزری ہیں اور ثابت ہیں اس کے لیے مناقب ڈرا وجوہ مطالبہ اس شخص کے سے کہ اس کے واسطے حق ہے بعد موت کے اور یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا مجاز کا کلام میں بہت۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُوْلًا فِيْ حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ.

جب امام کسی ایلچی کو کسی حاجت میں بھیجے اس کو اپنے شہر میں ٹھہرنے کے ساتھ حکم کرے تو کیا اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی ساتھ غازیوں کے یا نہیں۔

۲۸۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهٗ.

۲۸۹۸۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ غیر حاضر رہے عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے پس تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تحقیق تیرے لیے ثواب ہے ایک مرد کا ان لوگوں میں جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے اور حصہ اس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں آئے گی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یا نہیں۔

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِيْنَ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے اور دلیل ہے اس پر کہ تحقیق پانچواں حصہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے۔

فائدہ: یہ عطف ہے اس ترجمہ پر جو آٹھ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ دلیل ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے حاجتوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور اس جگہ کہا کہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے اور چند بابوں کے بعد کہا کہ دلیل ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے امام کے ہے اور تطبیق ان ترجموں میں یہ ہے کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے اور طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے باوجود متولی ہونے قسمت اس کی کے یہ کہ لیں س سے بقدر حاجت اور ضرورت اپنی کے اور حکم بعد اس کے اسی طرح متولی ہو امام اس چیز کا کہ تھے متولی ہوتے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کرمانی نے بھی اشارہ کیا ہے طرف طریق تطبیق کے درمیان ان کے پس کہا کہ نہیں تفاوت باعتبار معنی کے اس لیے کہ مسلمانوں کی حاجتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجتیں ہیں اور واسطے امام کے بعد آپ کے میں کہتا ہوں کہ اول یہ ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر لفظ تراجم کا تخالف ہے اور معنی میں توافق ہے اور حاصل مذہب علماء کے تین سے زیادہ قول ہیں ایک قول اماموں مخالفت کا ہے کہ لیا جائے خمس اللہ کے سہم سے پھر تقسیم کیا جائے باقی پانچ کو جیسے آیت میں ہے دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ خمس خمس کا واسطے اللہ کے ہے اور واسطے رسول کے اور چار حصے واسطے مذکورین کے اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیتے سہم اللہ کا اور اس کے رسول کا واسطے قرابت والوں کے اور نہ لیتے تھے واسطے اپنی جان کے کچھ۔ تیسرا قول زین العابدین کا ہے کہ تمام خمس واسطے قرابت والوں کے ہے اور مراد ساتھ یتامی کے یتیم قرابت والوں کے ہیں اور اسی طرح مساکین اور ابن سبیل۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے پس خمس اس کا خاص آپ کے لیے ہے اور باقی واسطے تصرف آپ کے کے ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ وہ واسطے امام کے ہے اور تصرف کرے اس میں

ساتھ مصلحت کے جیسا کہ تصرف کرتا ہے فے میں۔ چھٹا یہ کہ مصالح مسلمانوں کے واسطے رکھے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ہوگا بعد حضرت ﷺ کے واسطے قرابت داروں کے اور جو مذکور ہیں بعد ان کے آیت میں۔

مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعِهِ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

یعنی دلیل اس پر کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمان کے ہے وہ چیز ہے کہ سوال کیا قوم ہوازن نے حضرت ﷺ سے بہ سبب رضاعت حضرت ﷺ کے بیچ ان کے یعنی اس لیے کہ حلیمہ حضرت ﷺ کی رضاعی ماں انہیں میں سے تھیں پس معاف کرایا حضرت ﷺ نے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اور تحقیق ذکر کیا بخاری نے قصہ ہوازن کا مسور کے طریق سے لیکن اس میں رضاعت کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور اس میں ہے کہ احسان کر ان عورتوں پر جن کا تو دودھ پیا کرتا تھا۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ وَمَا أَعْطَى الْأَنْصَارَ وَمَا أَعْطَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ تَمْرَ خَيْبَرَ.

اور نیز اس کی دلیل وہ چیز ہے کہ تھے حضرت ﷺ وعدہ کرتے لوگوں سے یہ کہ دیں ان کو فے کے مال سے اور زیادہ دینا پانچویں حصے سے ہے اور جو کچھ کہ دیا حضرت ﷺ نے انصار کو اور جو دیا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو خیبر کی کھجوروں سے

فائدہ: یہ دونوں فعل حضرت ﷺ کے بھی دلیل ہیں اس پر کہ خمس مسلمانوں کی حاجتوں کے لیے ہے اپر وعدہ کرنا فے سے پس ظاہر ہوتا ہے حدیث جابر سے اور لیکن حدیث انفال من الخمس کے پس مذکور ہے باب میں ابن عمر کی حدیث سے اور اپر حدیث عطا انصار کی پس گزر چکی ہے حدیث انس سے قریبا اور اپر حدیث عطا جابر رضی اللہ عنہ کی۔ خیبر سے پس وہ ابوداود کی حدیث میں ہے اور اس کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے ساتھ بخاری نے باب باندھا ہے ایک ٹکڑا ہے اس سے۔

۲۸۹۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ

۲۸۹۹۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو کے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ نہایت پسند میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو دونوں چیزوں

هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَ اٰخِرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ جَآؤُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّطَيِّبَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا

سے ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال اور میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے دس دن سے زیادہ ان کی انتظار کی تھی جبکہ طائف سے پلٹے سو جب ان کو یقین ہوا کہ نہیں پھیر دیں گے ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہماری بیوی بچے ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے یہ بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بیوی بچے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے یعنی غنیمت سے تو چاہے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے دے تو اصحاب نے کہا یا حضرت ہم سب راضی ہیں ساتھ اس کے یعنی ساتھ پھیر دینے قیدیوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ تاکہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے آکر ظاہر کریں سو لوگ لوٹ گئے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھر آئے اور آپ کو خبر دی کہ سب لوگ راضی ہیں اور سب نے اجازت دی پس یہ ہے جو کچھ پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں سے۔

فَهٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْیِ هَوَازِنَ.

فائدہ: یہ حدیث وکالت میں گزر چکی ہے۔

۲۹۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِی الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِیُّ وَأَنَا لِحَدِيْثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِیْ مُوْسٰی فَأُتِیَ ذَكَرَ دَجَاجَةً وَّعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِیْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّیْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا اٰكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَاكَ إِنِّیْ أَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا أَحْمِلُكُمْ وَأُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰی فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِيْتَ قَالَ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّیْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ فَأَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا.

۲۹۰۰۔ زہدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو مرغی کا ذکر آیا اور ان کے نزدیک ایک مرد بنی تیم سے تھا جو سرخ تھا گویا کہ موالی سے تھا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو دیکھا کہ ایک چیز کھاتی تھی سو میں نے اس کو مکروہ جانا سو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سے میں حدیث بیان کروں میں تجھ کو اس کے حال سے ہم اشعری چند لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہیں میرے پاس وہ چیز جس پر میں تم کو سوار کروں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو آپ نے ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ تو حکم کیا واسطے ہمارے ساتھ پانچ اونٹوں سفید اور بلند کوہان والوں کے سو جب ہم چلے تو ہم نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہم کو اس میں برکت نہ ہوگی تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے آپ سے سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو سواری دیں تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے سو آپ بھول گئے جو ہم کو سواری دی فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی اور قسم ہے اللہ کی تحقیق میں ان شاء اللہ نہیں قسم کھاؤں گا کسی بات پر پھر مجھ کو اس بات کے سوائے اور کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر کہ کروں گا وہ چیز جو بہتر ہے اور حلال کروں گا اس کو یعنی کفارہ دے کر قسم توڑ لوں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ

انہوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے کچھ سواری نہ پائی جس پر ان کو سوار کریں پھر آپ کے پاس کچھ غنیمت آئی تو آپ نے ان کو غنیمت کے اونٹوں پر سوار کیا اور وہ محمول ہے اس پر کہ سوار کیا حضرت ﷺ نے ان کو اس چیز پر کہ خاص تھی ساتھ پانچویں حصے کے اور چونکہ آپ کے واسطے تصرف تھا ساتھ تجیز کے بغیر تعلیق کے تو اسی طرح جائز ہے واسطے آپ کے تصرف ساتھ تجیز اس چیز کے کہ معلق کی۔ (فتح)

۲۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا إِبِلًا كَثِيْرَةً فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَّنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا.

۲۹۰۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی جانب بھیجا کہ اس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو وہ بہت اونٹ غنیمت لائے تو ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے یعنی بطور انعام کے۔

فائدہ: نفل اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو غازی کے حصے سے زیادہ دی جاتی ہے اور اختلاف کیا ہے راویوں نے کہ تقسیم اور تنفیل دونوں اس لشکر کے امیر کی طرف سے تھیں یا حضرت ﷺ کی طرف سے یا ایک ایک سے اور ایک ایک سے پس روایت ابن اسحاق کی صریح ہے اس میں کہ تنفیل یعنی حصے سے زیادہ دینا امام کی طرف سے تھا اور تقسیم حضرت ﷺ کی طرف سے تھی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تنفیل بھی امیر کی طرف سے تھی پھر حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا نووی نے کہا کہ زیادہ دیا ان کو لشکر کے سردار نے اور حضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لشکر سے کوئی جماعت جدا ہو کے کچھ غنیمت لائیں تو وہ غنیمت سب کے واسطے ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے فقہا کو بیچ اس کے کہ جب سب لشکر نکلے اور ایک جماعت اس سے جدا ہو اور نہیں مراد ہے ساتھ لشکر کے جو بیٹھا ہوا ہے اسلام کے شہروں میں پس نہیں ہے وہ شریک اس لشکر کو جو دشمن کے شہروں کی طرف نکلے بلکہ کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جدا ہونے والا لشکر اس لشکر سے جس میں امام ہے جدا ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو غنیمت لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ قائل ہیں ساتھ شریک ہونے لشکر کے واسطے ان کے جبکہ ہوں قریب ان سے کہ ان کو ان کی مدد پہنچے جبکہ ان کو حاجت ہو اور یہ قید امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں ہے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ زیادہ دے چھوٹے لشکر کو جو غنیمت لایا ہو سوائے باقی لشکر کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تنہا ہے اور اس میں مشروع ہونا تنفیل کا ہے اور معنی اس کے تخصیص اس شخص کی نہیں جس کو اثر ہے لڑائی میں ساتھ کچھ مال کے لیکن خاص کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے

ساتھ حضرت ﷺ کے سوائے اس کے جو آپ ﷺ کے بعد ہیں ہاں اور مکروہ رکھا ہے مالک نے یہ کہ ہو ساتھ شرط کے لشکر کے امیر سے مانند اس کی کہ رغبت دلائے لڑائی کی اور وعدہ دے کہ زیادہ دے چوتھائی کو تہائی تک یعنی علاوہ حصے سے جو سارے لشکر کے ساتھ ملتا ہے اور اس نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ لڑائی اس وقت دنیا کے واسطے ہے پس نہیں جائز ہوگی مثل اس کی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حکایت کرتا ہے اجماع کو اس کے مشروع ہونے پر اور تحقیق اختلاف کیا ہے علماء نے کہ تنفیل اصل غنیمت سے ہے یا خمس سے ہے یا خمس الخمس سے یا سوائے خمس کے یہ کئی قول ہیں اور تین قول پہلے شافعی کا مذہب ہے اور اصح ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ خمس الخمس ہے اور نقل کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے وہ شاذ ہے نزدیک ان کے ابن بطال نے کہا کہ حدیث باب کی رد کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ زیادہ دیے گئے نصف سدس کا اور یہ اکثر ہے خمس الخمس سے اور یہ ظاہر ہے ابن منیر نے اس کو اور واضح کیا پس کہا کہ اگر ہم فرض کریں کہ وہ سو آدمی تھے تو ان کو بارہ سو اونٹ حاصل ہوئے ہوں گے اور ہوگا خمس اصل سے تین سو اونٹ اور پانچواں حصہ ان کا ساٹھ اونٹ ہیں اور حدیث صریح ہے کہ وہ ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے تو سب تنفیل اونٹ سو ہوں گے اور جب خمس الخمس ساٹھ اونٹ ہوئے تو سو آدمی کو ایک ایک اونٹ پورا نہ آئے گا اور اسی طرح جو عدد فرض کیا جائے کہا اس نے اور تحقیق بیقرار کیا ہے بعضوں کو اس الزام نے پس دعویٰ کیا اس نے کہ سب غنیمت بارہ اونٹ تھے پس کہا گیا واسطے اس کے کہ پس خمس اس کا تین اونٹ ہوں گے تو اس سے لازم آیا کہ سریہ کل تین آدمی تھے ابن منیر نے کہا کہ یہ سہو ہے تفریع مذکور پر بلکہ لازم آتا ہے کہ ہو کم ایک مرد سے بھی بنا بر اس کے کہ زیادہ دینا خمس الخمس سے ہے اور بعض شافعیہ جو اس کے قائل ہیں کہ نفل خمس الخمس سے ہے کہتے ہیں کہ بعض لشکر کو زیادہ دیا تھا اور بعض کو نہیں دیا تھا اور تحقیق آیا ہے کہ وہ دس آدمی تھے اور یہ کہ وہ ایک سو پچاس اونٹ غنیمت لائے تھے پس نکلا ان میں سے خمس اور وہ تیس ہیں اور تقسیم کیا ان پر باقی کو پس ہوئے واسطے ہر ایک کے بارہ بارہ اونٹ پھر ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے بنا بر اس کے پس زیادہ دیے گئے ثلث خمس کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ثابت ہو تو نہ ہوگا اس میں رد واسطے اس احتمال کے کہ اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دس میں چھ آدمیوں کو زیادہ دیا گیا ہو اور کہا اوزاعی اور احمد اور ابو ثور وغیرہ نے کہ نفل اس غنیمت میں سے ہے اور کہا مالک اور ایک جماعت نے کہ نہیں نفل مگر خمس سے اور خطابی نے کہا کہ اکثر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نفل اصل غنیمت سے ہے اور جو چیز باب کی حدیث کے قریب ہے یہ ہے کہ وہ خمس سے ہے اس واسطے کہ منسوب کیا اس نے بارہ کو طرف حصوں ان کے کی پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ تحقیق مقرر ہو چکا تھا واسطے ان کے استحقاق ان کا چار خمسوں سے جو ان پر تقسیم ہوئے تھے پس باقی رہے گا نفل خمس سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زیادہ دیا حضرت ﷺ نے ایک لشکر کو جس کو نجد کی طرف بھیجا تھا اونٹوں سے جو غنیمت لائے تھے سوائے حصے ان کے کے غنیمت سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی جو مالک نے روایت

کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں واسطے میرے اس چیز سے کہ اللہ نے عنایت کی اوپر تمہارے مگر پانچواں حصہ اور وہ بھی پھیرا گیا ہے اوپر تمہارے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ خمس کے ماسوا واسطے لڑنے والوں کے ہے اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ تھے اصحاب زیادہ دیتے خمس سے میں کہتا ہوں اور ظاہر اس کا اتفاق اصحاب کا ہے اوپر اس کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر امام بعض لشکر کو بعض پر فضیلت دینی چاہے تو یہ خمس سے ہے نہ اصل غنیمت سے اور اگر ایک جماعت جدا ہو پس ارادہ کرے امام یہ کہ زیادہ دے اس کو غنیمت سے سوائے باقی لشکر کے تو یہ سوائے خمس کے ہے بشرطیکہ تہائی سے زیادہ نہ ہو اور ساتھ اس شرط کے قائل ہیں جمہور اور شافعی نے کہا کہ کوئی چیز معین نہ کی جائے بلکہ وہ امام کی رائے کی طرف ہے باعتبار مصلحت کے اور اوزاعی نے کہا کہ نہ زیادہ دیا جائے اول غنیمت سے اور نہ زیادہ دیا جائے چاندی سونے سے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور حدیث باب کی ابن اسحق کی روایت سے دلالت کرتی ہے واسطے اس چیز کے کہ انہوں نے کہا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تعیین قسمت اعیان غنیمت کے نہ منافع اس کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ بطور اتفاق کے واقع ہوا ہو یا واسطے بیان جواز کے اور مالکیہ کے نزدیک اس میں تین قول ہیں تیسرا اختیار دینا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لشکر کا سردار کوئی مصلحت کرے تو امام اس کو توڑے نہیں۔ (فتح)

۲۹۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَّبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قِسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ.

۲۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ زیادہ حصہ دیتے بعض ان شخصوں کو کہ بھیجتے لشکروں سے واسطے نفسوں ان کے خاص سوائے تقسیم کرنے عام لشکر کے۔

فائدہ: اور مسلم نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ پانچواں حصہ واجب ہے بیچ ان سب کے اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے کہ نفل خمس سے ہے اور نہ غیر اس کے سے بلکہ وہ محتمل ہے واسطے ہر قول کے ہاں اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے تخصیص بعض لشکر کی ساتھ زیادہ دینے کے سوائے بعض کے ابن دقیق العید نے کہا کہ واسطے حدیث کے تعلق ہے ساتھ مسائل اخلاص کے بیچ اعمال کے اور یہ جگہ دقیق ماخذ کی ہے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ تنفیل واقع ہوتی ہے واسطے ترغیب کے بیچ زیادتی عمل کے اور مخاطرہ کے جہاد میں اور لیکن یہ ان کو قطعاً مضر نہ ہوا اس واسطے کہ یہ ان کے لیے حضرت ﷺ سے صادر ہوا پس دلالت کی اس نے کہ بعض مقاصد جو خارج ہیں محض تعبد سے نہیں قدح کرتے اخلاص میں۔ (فتح)

۲۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِيْ أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ فِيْ بِضْعٍ وَإِمَّا قَالَ فِيْ ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيْمُوْا مَعَنَا فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

۲۹۰۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم ہجرت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے یعنی میں اور میرے دو بھائی اور میں سب سے چھوٹا تھا اور ایک ابو بردہ اور دوسرا ابو رہم یا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند لوگوں میں یا کہا کہ ترپن یا باون مردوں میں اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے سو ہماری کشتی نے ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف ڈالا سو جمع ہوئے ہم ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے نزدیک نجاشی کے تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھیجا ہے اور حکم کیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو تو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو اکٹھے ہوئے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا تو ہم کو اس سے حصہ دیا اور نہ تقسیم کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی کے کہ فتح خیبر سے غائب ہوا اس سے کچھ چیز مگر واسطے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کے لیے ساتھ جعفر کے اور اصحاب اس کے کے تقسیم کیا واسطے ان کے ساتھ ان کے۔

فائدہ: اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہی کلام اخیر ہے ابن منیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر پس تحقیق ظاہر ہے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل غنیمت سے نہ خمس سے اس واسطے کہ اگر یہ حصہ خمس سے ہوتا تو نہ ہوتے واسطے ان کے ساتھ اس کے خصوصیت اور حدیث ناطق ہے ساتھ خصوصیت کے لیکن وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ جب جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ اجتہاد کرے اور جاری کرے اپنے اجتہاد کو اخماس اربعہ میں جو خاص ہیں ساتھ غازیوں کے پس تقسیم کرے اس سے واسطے اس شخص کے کہ نہیں حاضر ہوا لڑائی میں تو جاری کرنا اس کا اپنے اجتہاد کو بیچ خمس کے نہیں مستحق ہے اس کا کوئی

شخص معین اگر چہ مستحق ہے اس کو ایک قسم مخصوص اولیٰ ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو ساتھ رضا مندی باقی لشکر کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو خمس سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ بخاری کے اور لیکن قول ابن منیر کا کہ اگر یہ خمس سے ہوتا تو نہ ہوتی اس جگہ تخصیص پس ظاہر ہے لیکن احتمال ہے کہ ہو خمس سے اور خاص کیا ان کو ساتھ اس کے سوائے غیر ان کے کے ان لوگوں میں سے جن کی شان سے تھا کہ خمس سے دیے جائیں اور احتمال ہے کہ دیا ان کو تمام غنیمت سے اس واسطے کہ پہنچے وہ تقسیم ہونے سے پہلے اور بعد جمع ہونے اس کے اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور یہ احتمال ترجیح پاتا ہے ساتھ قول اس کی کے کہ حصہ دیا ان کو اس واسطے کہ جو خمس سے دیا جاتا ہے نہیں کہا جاتا اس کے حق میں کہ اَسْهَمَ لَهٗ یعنی حصہ دیا ان کو مگر بطور مجاز کے اور نیز اس واسطے کہ سیاق کلام کا چاہتا ہے افتخار کو اور استدعا کرتا ہے اختصاص کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی واسطے غیر ان کی کے۔ (فتح)

۲۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَنِيْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِئْ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ مُّنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثَا لِيْ ثَلَاثًا وَّجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُوْ بِكَفَّيْهِ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هٰكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ

۲۹۰۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی تین بار دونوں ہاتھ بھر بھر کر دوں گا تو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا سو جب بحرین کے ملک سے مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والے کو حکم کیا تو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے تو میں ان کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین بار دیا اور سفیان اپنے دونوں ہاتھ بھرنے لگے پھر ہم کو کہا اسی طرح کہا ہمارے واسطے ابن منکدر نے اور جابر نے ایک بار کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے مال مانگا تو انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو

ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّيْ قَالَ قُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّيْ مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَثَا لِيْ حَثْيَةً وَّقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُّهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ فَخُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُنْكَدِرِ وَأَيُّ دَآءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ.

نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تم سے مانگا تھا تو تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا سو یا تو مجھ کو دیتا ہے یا مجھ سے بخل کرتا ہے صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کہتا ہے کہ مجھ سے بخل کرتا ہے نہیں منع کیا میں نے تجھ کو ایک بار مگر میں نے چاہا کہ تجھ کو دوں یعنی لیکن کوئی شغل مجھ کو مانع ہوا سفیان نے کہا اور حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی نے محمد بن علی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر کر دیے اور کہا گن تو میں نے ان کو پانچ سو درہم پایا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور لے لے اور ابن منکدر نے کہا کہ کوئی بیماری بخل سے بدتر نہیں۔

فائدہ: اور تحقیق گزر چکی ہے کفالے میں توجیہ وفا کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی واسطے وعدوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف کرنا جائز نہیں پس یہ نازل ہے بجائے ضمان کے صحت میں اور بعض کہتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو بطور نفل کے کیا تھا اور ان پر اس کی قضا لازم نہ تھی اور جو باب انجاز الوعد میں گزرا وہ اولیٰ ہے اور یہ کہ نہیں دعویٰ کیا تھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اس کا قرض ہے پس نہ مطالبہ کیا ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ گواہ کے اور پورا کیا گیا یہ واسطے اس کے بیت المال سے جس کا امر امام کی رائے کے سپرد ہے اور یہی مراد ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اور ساتھ اسی کے باب باندھا ہے اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ مؤخر کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دینا جابر رضی اللہ عنہ کو یہاں تک کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے جو کچھ کہا یا تو واسطے کسی امر اہم کے تھا یا اس واسطے کہ اس کو حرص پر باعث ہو یا مثل اس کی بہت مسائل نہ ہو جائیں اور ان کی مراد مطلق منع کی نہ تھی اور ظاہر وارد کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس جگہ یہ ہے کہ مصرف اس کا نزدیک ان کے مصرف خمس کا ہے۔ (فتح)

۲۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيْمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ

۲۹۰۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ ناگہاں ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انصاف کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بدبخت ہوا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

اعْدِلْ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ شَقِيتُ إِنْ لَّمْ أَعْدِلْ.

فائدہ: اس کے معنی ظاہر ہیں اس میں کوئی اعتراض نہیں اور شرط نہیں مستلزم ہے وقوع کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ غیر عادلوں سے نہیں تا کہ آپ ﷺ کے واسطے بدبختی حاصل ہو بلکہ آپ ﷺ عادل ہیں پس نہ بدبخت ہوں گے اور بعضوں نے کہا کہ شقیت میں ت خطاب کی ہے یعنی البتہ بدبخت ہوا تو اے تابع اس واسطے کہ تو پیروی کرتا ہے اس کی جو عدل نہیں کرتا یا اس واسطے کہ تو اعتقاد رکھتا ہے اپنے نبی کے حق میں اس قول کو جو ادنیٰ مومن سے صادر نہیں ہوتا چہ جائے کہ نبی سے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّخَمِّسَ.

بیان ہے اس چیز کا کہ احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر بغیر اس کے کہ خمس لیں۔

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے جائز تھا کہ تصرف کریں غنیمت میں ساتھ اس چیز کے کہ دیکھیں اس کو مصلحت پس زیادہ دیتے تھے راس غنیمت سے اور کبھی خمس سے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے پہلے کے ساتھ اس کے کہ تھے حضرت ﷺ احسان کرتے قیدیوں پر اصل غنیمت سے اور کبھی خمس سے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز تھا واسطے آپ ﷺ کے یہ کہ زیادہ دیں اصل غنیمت سے۔ (فتح)

٢٩٠٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ لَّوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ.

٢٩٠٦۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا تو پھر مجھ سے ان ناپاک گندوں کے حق میں سفارش کرتا تو میں ان کو چھوڑ دیتا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ احتجاج کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے بیچ حق حضرت ﷺ کے یہ کہ خبر دیں کسی چیز سے کہ اگر واقع ہو تو البتہ کریں اس کو اور وہ جائز نہ ہو پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ احسان کرے قیدیوں پر بغیر فدا کے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں قرار پاتا ملک غنیمت لانے والوں کا غنائم پر مگر بعد قسمت کے اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور شافعی نے کہا کہ مالک ہوتے ہیں ساتھ نفس غنیمت کے اور جواب حدیث باب سے یہ ہے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ وہ غنیمت لانے والوں کی رضامندی سے دیتے تھے اور نہیں حدیث میں جو اس کو منع کرے پس نہیں لائق ہے وہ حجت پکڑنے کے اور واسطے فریقین کے کئی استدلال اور جواب ہیں جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں لیکن ہم ان کو

ذکر نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ حدیث باب سے ماخوذ نہیں نہ بطور نفی کے اور نہ بطور اثبات کے اور بعید جانا ہے حمل مذکور کو ابن منیر نے کہا کہ پس کہ غانمین کے دل کی رضامندی عقود اختیار یہ سے ہے پس احتمال ہے کہ بعضوں نے اذعان نہ کیا ہو پس کس طرح پکا کیا ہے اس نے قول کو ساتھ اس کے کہ دی ان کو مع آنکہ امر موقوف ہے اوپر اختیار اس شخص کے جو احتمال ہے کہ نہ مسامحت کرے میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ باعتبار اس چیز کے کہ پہلے تھی اول امر میں کہ غنیمت اول امر میں تھی خرچ کرتے تھے اس کو جس جگہ چاہتے تھے اور فرض ہونا خمس کا سوائے اس کے نہیں کہ نازل ہوا ہے بعد قسمت غنائم بدر کے کما تقرر پس نہیں حجت ہے اس وقت اس حدیث میں اور تحقیق انکار کیا ہے داؤدی نے دخول تخمیس کا بیچ اساری بدر کے پس کہا اس نے کہ نہیں واقع ہوا بیچ ان کے سوائے دو امروں کے یا احسان کرنا بغیر مال کے یا ساتھ چھڑوانے کے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا وقوع ایک یا دو چیزوں کے سے اس قسم سے کہ اس میں اختیار دیا گیا ہو منع کرنا تجویز کا اور تحقیق قتل کیا حضرت ﷺ نے ان میں سے عتبہ بن ابی معیط کو اور یہ دعویٰ کرنا اس کا کہ قریش نہیں داخل ہوتے تلے غلامی کے محتاج ہے طرف دلیل خاص کی۔ (فتح)

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْخُمُسَ لِلْإِمَامِ وَأَنَّهُ يُعْطِيْ بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُوْنَ بَعْضٍ مَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِيْ هَاشِمٍ مِّنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَعُمَّهُمْ بِذٰلِكَ وَلَمْ يَخُصَّ قَرِيْبًا دُوْنَ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الَّذِيْ أَعْطٰى لِمَا يَشْكُوْ إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ وَلِمَا مَسَّتْهُمْ فِيْ جَنْبِهِ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَآئِهِمْ.

باب ہے اور دلیل اس کی کہ خمس واسطے امام کے ہے اور یہ کہ وہ دے اپنے بعض قرابت والوں کو سوائے بعض کے وہ چیز ہے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے واسطے اولاد ہاشم کے اور اولاد مطلب سے خمس خیبر سے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تمام قریش کو نہ دیا یعنی بلکہ بعض کو دیا اور نہ خاص کیا حضرت ﷺ نے قرابت والے کو سوائے اس کے کہ اس کو غنیمت کی زیادہ حاجت تھی اگرچہ تھا وہ جس کو دیا تھا بعید تر قرابت میں اس شخص سے کہ اس کو نہ دیا واسطے اس کے کہ شکایت کرتا تھا طرف آپ ﷺ کی حاجت سے۔

فائدہ: یہ تعلیل ہے واسطے دینے اس شخص کے کہ بعید تر ہے قرابت میں اور واسطے تکلیف کے کہ پہنچی ان کو حضرت ﷺ کی جہت سے قوم ان کی سے اور ہم قسموں ان کے سے یعنی ہم قسموں قوم ان کے سے بسبب اسلام کے۔ (فتح)

۲۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ

۲۹۰۷۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان دونوں حضرت ﷺ کی طرف چلے سو ہم نے کہا کہ یا

الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَّاحِدٌ. قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّلَا لِبَنِيْ نَوْفَلٍ وَّقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَّهَاشِمٌ وَّالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِّأُمٍّ وَأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيْهِمْ.

حضرت ﷺ آپ نے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ آپ سے نسب میں برابر ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی تو ایک ہی چیز ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے اولاد عبدشمس کے اور نہ واسطے اولاد نوفل کے اور اسحٰق نے کہا کہ عبدشمس اور ہاشم اور مطلب آپس میں بھائی ہیں ماں کی طرف سے اور ان کی ماں عاتکہ بن مرہ ہے اور تھا نوفل بھائی ان کا باپ کی طرف سے۔

فائدہ: عبدمناف کے چار بیٹے تھے ایک ہاشم دوسرے مطلب تیسرے عبدشمس چوتھے نوفل سو جبیر نوفل سے ہیں اور عثمان عبدشمس سے سو حضرت ﷺ نے ہاشم اور مطلب کی اولاد کو دیا اور عبدشمس اور نوفل کی اولاد کو نہ دیا اگرچہ نسب میں سب حضرت ﷺ کے برابر ہیں تو یہ اس واسطے ہے کہ مطلب اور ہاشم کی اولاد ایک چیز ہے یعنی ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوئے کفر اور اسلام میں ہمیشہ شریک رہے یہ سبب ہے ان کی خصوصیت کا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعی کے اور جو ان کے موافق ہیں کہ حصہ ذوی القربیٰ کا یعنی جو آیت واعلموا انما غنمتم الآیۃ میں مذکور ہے خاص ہے واسطے اولاد ہاشم اور مطلب کے سوا باقی قرابتیوں حضرت ﷺ کی قریش اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ وہ خاص ہاشم کی اولاد ہیں اور یہی قول ہے زید بن ارقم کا اور ایک گروہ کوفیوں کا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے واسطے لاحق کرنے بنی مطلب کے ساتھ بنی ہاشم کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سب قریش ہیں لیکن امام ان میں سے جس کو چاہے دے اور یہ قول اصح کا ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور اس میں توہین ہے اس شخص کے قول کی جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو صرف ان کو حاجت کے لیے دیا تھا اس لیے کہ اگر ان کو حاجت کے لیے دیتے تو نہ خاص کرتے ایک قوم کو سوائے دوسری کے اور حدیث ظاہر ہے اس میں کہ دیا تھا ان کو بہ سبب مدد کرنے کے اور جو تکلیف کہ پہنچی ان کو بہ سبب اسلام کے اپنی باقی قوم سے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

اور خلاصہ یہ ہے کہ آیت نص ہے اوپر مستحق ہونے حضرت ﷺ کے قرابت والوں کے اور وہ ثابت ہے عبدشمس کی اولاد میں اس لیے کہ وہ بھائی اور نوفل کی اولاد میں جبکہ نہ اعتبار کی جائے قرابت ماں کی اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے بیچ سبب نکالنے ان کے کے پس بعض کہتے ہیں کہ علت قرابت ہے ساتھ نصرت کے اسی لیے داخل ہوئے بنی ہاشم اور بنی مطلب اور نہ داخل ہوئے۔ بنی عبدشمس اور بنی نوفل واسطے گم ہونے جزو علت کے یا شرط اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ استحقاق بالقرابت ہے اور پایا گیا ساتھ بنی نوفل اور بنی عبدشمس کے مانع اس لیے کہ وہ بنی ہاشم سے لڑے اور تیسرا قول یہ ہے کہ قربیٰ عام ہی مخصوص ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے قول شافعی کے کہ خمس الخمس تقسیم کیا جائے درمیان ذوی القربیٰ کے نہ زیادہ دیا جائے مالدار کو فقیر سے اور یہ کہ تقسیم کیا جائے درمیان ان کے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے دے جائیں اور عورت کو ایک حصہ میں کہتا ہوں کہ نہیں حجت ہے بیچ اس کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے اوپر اول پس نہیں حدیث میں مگر یہ کہ تقسیم کیا خمس الخمس کو درمیان بنی ہاشم اور مطلب کے اور نہیں تعرض کیا واسطے تفجیل کے اور نہ واسطے عدم اس کے کیے اور جب نہ تعرض کیا تو اصل قسمت میں جبکہ مطلق ہو تسویہ اور تعمیم ہے پس حدیث اس وقت حجت ہے واسطے شافعی کے نہ اوپر اس کے اور ممکن ہے پہنچنا طرف تعمیم کی بایں طور کہ حکم کرے امام اپنے نائبوں کو ہر ملک میں ساتھ ضبط کرنے اس شخص کے اس میں ہے اور جائز ہے نقل کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کے واسطے حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ خاص ہے ہر طرف ساتھ اس شخص کے کہ اس میں ہے اور اوپر ثانی شق پس نہیں اس میں تعرض واسطے کیفیت قسمت کے لیکن ظاہر اس کا تو یہ ہے اور یہ قول ہے مزنی کا اور ایک گروہ کا پس جو اس کو میراث کی طرح ٹھہراتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور اکثر علماء کا یہ مذہب کہ قسمت میں سب قرابت ولوں کو حصہ دیا جائے بخلاف یتیموں کے پس خاص کئے جائیں ان میں سے فقیر نزدیک شافعی اور احمد کے اور مالک سے روایت ہے کہ عام کرے ان کو دینے میں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ خاص کیا جائے فقیروں کو دونوں قسموں سے اور شافعی کی حجت یہ ہے کہ جب وہ زکوۃ سے منع کئے گئے ہیں تو عام کیے جائیں ساتھ سہم کے اور نیز اس لیے کہ وہی قرابت کی جہت سے دیے گئے ہیں بخلاف یتیموں کے کہ وہ خالی جگہ کے بند کرنے یعنی ان کو دفع حاجت کے لیے دیا جاتا ہے واسطے دیئے گئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ. باب ہے بیان میں اس شخص جو سلب سے پانچواں حصہ نہیں نکالتا یعنی جیسے کہ غنیمت میں سے نکالتے ہیں۔

فائدہ: سلب وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے ساتھ لڑنے والے کے ملبوس وغیرہ سے نزدیک جمہور کے یعنی خواہ گھوڑا وغیرہ ہو یا کوئی چیز پہننے کی ہو اور امام احمد سے روایت ہے کہ نہیں داخل ہوتا سلب میں چوپایہ اور شافعی سے روایت ہے کہ سلب خاص ہے ساتھ ہتھیاروں لڑائی کے۔

وَمَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ وَحُكْمِ الْإِمَامِ فِيْهِ.

اور جو مسلمان جہاد میں کسی کافر کو مارے تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے بغیر اس کے کہ اس سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور حکم کرنا امام کا بیچ اس کے۔

فائدہ: یہ جو کہا بغیر خمس کے تو یہ بخاری کی فقاہت سے ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی کہ مسئلہ میں اختلاف ہے اور وہ اختلاف مشہور ہے اور جس چیز کو ترجمہ باب شامل ہے کی مذہب جمہور کا اور وہ یہ ہے کہ قاتل مستحق ہوتا ہے سلب کو برابر ہے کہ لشکر کے سردار نے لڑائی سے پہلے یہ بات کہی ہو کہ جو کسی کافر کو مارے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے یا یہ بات نہ کہی ہو اور یہی ظاہر ابوقتادہ کی حدیث کا جو باب کی دوسری حدیث ہے اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا فتویٰ ہے اور اخبار ہے حکم شرعی سے اور مالکیہ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہیں مستحق ہوتا اس کو قاتل مگر یہ کہ امام اس کے واسطے یہ شرط کرے اور مالک سے روایت ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ سلب قاتل کو دے یا اسے پانچواں حصہ نکالے اور اختیار کیا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے اور اسحاق سے روایت ہے کہ جب اسباب بہت ہو تو اس سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور مکحول اور ثوری سے روایت ہے کہ مطلق خمس نکالا جائے اور شافعی سے بھی محکی ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ اور نہیں مستثنی کیا اس سے کسی چیز کو اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس حدیث کے کہ جو کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے سب اسباب کا مالک مارنے والا ہے پس خاص کیا ہے اس حدیث نے اس عموم کو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کہ نہیں فرمائی حضرت ﷺ نے یہ حدیث کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے مگر دن جنگ حنین کے مالک نے کہا نہیں پہنچی مجھ کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے سوا یہ فرمایا ہو اور شافعی وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ سے یہ حدیث کئی جگہوں میں مروی ہے ایک تو جنگ بدر کے دن جیسے کہ بار کی اول حدیث میں ہے اور ایک جنگ احد کے دن جبکہ حاطب نے ایک کافر کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کا تمام اسباب اس کو دیا روایت کی یہ حدیث بیہقی نے اور ایک جنگ موتہ میں جبکہ عقیل بن ابی طالب نے ایک مرد کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کا سب اسباب اس کو دیا پھر یہ بات اصحاب کے نزدیک مقرر ہوئی جیسے کہ روایت کی ہے مسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ قصے اس کے کے ساتھ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اور انکار کرنے اس کے کی اوپر اس کے بیچ لینے اس کے کے اسباب کو قاتل سے اور جیسے کہ روایت کی ہے حاکم جو بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ بن جحش نے احد کے دن کہا کہ آؤ ہم دعا کریں سو سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ الٰہی روزی دے مجھ کو ایک مرد جس کی لڑائی سخت ہو سو میں اس سے لڑوں اور مجھ سے لڑے پھر روزی دے مجھ کو اس پر فتح یہاں تک کہ میں اس کو مار ڈالوں اور اس کا اسباب لوں اور جیسے کہ روایت کی ہے احمد نے ساتھ اسناد

قوی کے عبداللہ بن زبیر سے کہ تھی صفیہ بیچ قلعے حسان بن ثابت کے دن خندق کے پھر ذکر کی ساری حدیث بیچ قصے قتل اس کے کے یہودی کو اور کہنے اس کے کے واسطے حسان کے اتر اور اس کا اسباب لے تو حسان نے کہا کہ مجھ کو اس کے اسباب کی کچھ حاجت نہیں اور جیسے کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے مغازی میں بیچ قصے قتل کرنے علی مرتضی کے عمرو بن عبد کو دن خندق کے بھی تو عمر نے اس کو کہا کہ تو نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتاری پس تحقیق نہیں واسطے عرب کے بہتر اس سے اور نیز حضرت ﷺ نے حنین کے دن یہ حدیث فرمائی تھی تو لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد فرمائی تھی جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں صریح موجود ہے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے امام کے یہ کہ کہے جو کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تاکہ غازیوں کی نیت ضعیف نہ ہو جائے اور نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے یہ مگر بعد گزرنے لڑائی کے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اس میں کراہت نہیں اور جب اس کو لڑائی سے پہلے کہے یا لڑائی کے درمیان کہے تو مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا۔ (فتح)

٢٩٠٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلٰى أَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ قُلْتُ أَلَا إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ

٢٩٠٨۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں صف میں کھڑا تھا جنگ بدر کے دن تو میں نے اپنی دائیں بائیں دیکھا تو ناگہاں میں نے دو انصار کے لڑکے دیکھے جو نو عمر تھے سو میں نے تمنا کی کہ ہوتا میں درمیان دو شخصوں قوی تر اور دیرینہ سال کے ان دونو جوانوں سے یعنی میں نے شجاعت میں ان کو حقیر جانا کہ جوان نا آزمودہ کار ہیں مبادا بھاگ جائیں اور مجھ کو معیوب کریں تو دونوں میں سے ایک نے مجھ کو چوکا اور کہا کہ اے چچا کیا تو ابوجہل کو پہچانتا ہے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ہاں اے میرے بھتیجے تجھ کو اس کی طرف کیا حاجت ہے اس نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو نہ جدا ہو گا بدن میرا اس کے بدن سے یہاں تک کہ کہ ہم میں سے بہت جلد باز مرے یعنی جس کی موت پہلے آئی اور پہلے مرے گا سو میں نے ایک اس کے کہنے کے سبب سے تعجب کیا کہ بڑی شجاعت اور محبت حضرت ﷺ سے رکھتے ہیں عبدالرحمن نے کہا پھر

سَأَلْتُمَانِيْ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَيُّكُمَا قَتَلَهٗ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهٗ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهٗ سَلَبُهٗ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَآءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ. قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَّإِبْرَاهِيْمَ أَبَاهُ.

دوسرے نے مجھ کو چوکا اور کہا مجھ کو مانند اس کی یعنی مانند قول پہلے کے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ لوگوں میں پھرتا ہے تو میں نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک یہ ہے تمہارا ساتھی جس کا حال تم نے مجھ سے پوچھا تھا یعنی دیکھو ابوجہل یہی ہے تو دونوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ ابوجہل کی طرف جلدی کی سو اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو قتل کیا پھر وہ دونوں حضرت ﷺ کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ہم نے ابوجہل کو مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کس نے اس کو مارا تو ہر ایک نے کہا کہ میں نے اس کو مارا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالیں دونوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے تلواروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو مارا اور اس کا اسباب واسطے معاذ بن عمرو کے ہے اور وہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو تھے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول اس کا ہے اس کے اخیر میں کہ تم دونوں نے اس کو مارا اور اسباب اس کا واسطے معاذ بن عمرو کے ہے پس تحقیق حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ مقتول کا اسباب قاتل کو دینا امام کی رائے کے سپرد ہے اور طحاوی وغیرہ نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ اگر اسباب قاتل کے لیے واجب ہوتا تو ہوتا اسباب مستحق ساتھ قتل کے اور البتہ تقسیم کرنے اس کو درمیان دونوں کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ قتل اس کے کے پس جب ایک کو اس کے ساتھ خاص کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قتل کے سبب سے مستحق نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوتا ہے ساتھ تعیین امام کے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ سیاق میں دلالت ہے کہ اس پر کہ سلب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو قتل میں خونریزی کرے اگرچہ شریک ہو اس کو غیر اس کا بیچ مارنے اور زخمی کرنے کی مہلب نے کہا کہ دیکھنا حضرت ﷺ کا تلواروں کو اس لیے تھا کہ دیکھیں وہ چیز کہ پہنچی ہے خون کی تلواروں دونوں کے سے اور مقدار عمق دخول ان کے بیچ جسم مقتول کے تا کہ حکم کریں ساتھ سلب کے لیے اس شخص کے کہ ہو بیچ اس کے ابلغ اسی لیے پہلے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالیں۔ اس لیے کہ اگر انہوں نے پونچھ ڈالی ہوتیں تو نہ ظاہر ہوتی مراد اس سے اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو مارا اگرچہ ایک نے خونریزی کی تھی تا کہ دوسرے کے جی کو خوش کریں۔ (فتح)

۲۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَدَرْتُ حَتّٰى أَتَيْتُهُ مِنْ وَّرَآئِهِ حَتّٰى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ عَنِّيْ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَّا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

۲۹۰۹۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو جب مسلمان کافروں سے ملے یعنی لڑنے لیے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی سو میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غالب ہوا تو میں اس کے گرد گھوما یہاں تک کہ میں نے اس کی رگ گردن پر تلوار ماری تو وہ مشرک مجھ پر متوجہ ہوا اور اس نے مجھ کو بھینچا بھینچنا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کی بو پائی یعنی قریب المرگ ہوا پھر اس کو موت نے پایا تو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے یعنی کہ تقدیر سے ہوا پھر لوگ پھرے یعنی لڑائی سے فارغ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے سو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ کون شخص ایسا ہے کہ میرے لیے گواہی دیں پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تو میں نے کہا کہ کوئی مرد ایسا ہے کہ میرے واسطے گواہی دے پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اسی طرح فرمایا تو میں کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے واسطے تیرے اے ابو قتادہ تو میں نے آپ سے قصہ بیان کیا سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے سو اس کو میری طرف سے راضی کر دو یعنی اس کو اس اسباب کے عوض کچھ اسباب دیجیے تا کہ یہ اسباب میرے پاس رہے تو صدیق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْكَ سَلَبَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَإِنَّهٗ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یوں نہ چاہیے اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں سے کہ ابو قتادہ ہے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشی کے لیے پھر دیویں تجھ کو اسباب اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اسباب ابو قتادہ کو دیا سو میں نے زرہ بیچ کر بنی سلمہ کے محلے میں ایک باغ خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر داخل ہونے اس شخص کے کہ نہیں نکالا جاتا واسطے اس کے حصہ بیچ قول عموم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو کسی کو مار ڈالے اس کے اسباب کا مالک اس کے مارنے والا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی ایک قول یہی ہے اور یہی قول ہے مالک کا کہ نہیں مستحق ہوتا سلب کو مگر جو شخص مستحق ہو حصے کو یعنی غنیمت سے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ جب سہم کا مستحق نہ ہوا تو سلب کا مستحق بطریق اولی نہ ہوگا اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سہم معلق ہے مظنہ پر اور حاصل ہوتا ہے استحقاق سلب کا ساتھ فعل کے پس وہ اولی ہے اور یہ اصح ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب واسطے قاتل کے ہے ہر حال میں یہاں تک کہ کہا ابوثور اور ابن منذر نے کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا اگرچہ مقتول بھاگا جاتا ہو اور کہا احمد نے کہ نہیں مستحق ہوتا اس کا مگر ساتھ لڑائی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب حق اس قاتل کا ہے جو خونریزی کرے اس کو ساتھ قتل کے سوائے اس شخص جو وقف کرے اوپر اس کے جیسا کہ آئے گا بیچ قصے ابن مسعود کے ساتھ ابوجہل کے بیچ جنگ بدر کے اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کو ہر مقتول سے یہاں تک اگرچہ مقتول عورت ہو اور یہی قول ہے ابوثور اور ابن منذر کا اور کہا جمہور نے کہ شرط اس کی ہے کہ ہو مقتول لڑنے والوں سے اور اتفاق ہے اس پر کہ نہ قبول کیا جائے دعوی اس شخص کا کہ دعوی کرے سلب کا مگر ساتھ گواہوں کے کہ گواہی دیں کہ تحقیق اس نے قتل کیا ہے اس کو اور حجت اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس حدیث میں لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو اس کا دعویٰ قبول نہیں اور سیاق ابو قتادہ کا گواہی دیتا ہے واسطے اس کے اور اوزاعی سے روایت ہے کہ قبول کیا جائے دعویٰ اس کا بغیر گواہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کو بغیر گواہ کے دیا اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ واقدی کی مغازی میں واقع ہوا ہے کہ اوس بن خولی نے ابو قتادہ کے لیے گواہی دی اور برتقدیر اس کے کہ صحیح نہ ہو تو حمل کیا جائے گا اس پر کہ معلوم کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہی ہے قاتل ساتھ کسی طریق

کے طریقوں سے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ مراد ساتھ گواہ کے وہ شخص ہے جو اقرار کرے کہ اس کے پاس سلب ہے پس وہ شاہد ہے اور شاہد ثانی وجود سلب کا ہے پس تحقیق وہ بجائے گواہ کے ہے اس پر کہ قتل کیا ہے اس کو اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوا اس کو ابو قتادہ ساتھ اقرار اس شخص کے کہ سلب اس کے ہاتھ میں تھا اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اقرار فائدہ دیتا ہے جبکہ ہو مال منسوب واسطے اس شخص کے کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے پس مؤاخذہ کیا جائے گا ساتھ اقرار اس کے کے اور مال اس جگہ منسوب ہے واسطے تمام لشکر اور نقل کیا ہے ابن عطیہ نے اکثر فقہاء سے کہ بینہ اس جگہ گواہ ایک ہے اکتفا کیا جائے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوْبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهٖ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ حضرت ﷺ دیتے تھے مؤلفہ قلوب وغیرہ کو خمس سے اور مانند اس کے سے۔

فائدہ: آئندہ آئے گا بیان ان کا اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمان ہوں اور ان کی نیت ضعیف ہو یا ان کے دینے سے اور لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید کی جاتی ہو اور وغیرہ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان کے دینے میں کوئی مصلحت ہو اور نحوہ سے مراد مال جزیہ اور خراج اور فے کا ہے اور اسمٰعیل قاضی نے کہا کہ حضرت ﷺ مؤلفہ قلوب کو جو خمس سے حصہ دیتے تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ خمس امام کے اختیار میں ہے جس کو چاہے دے اور جس جگہ مصلحت دیکھے خرچ کرے اور طبری نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو زعم کرتا ہے کہ تھے حضرت ﷺ دیتے واسطے غیر مقاتلین کے اصل غنیمت سے اور کہا اس نے یہ قول مردود ہے ساتھ قرآن کے اور حدیثوں ثابتہ کے اور اختلاف کیا گیا ہے بعد آپ ﷺ کے کہ مؤلفہ قلوب کو کہاں سے دیا جائے بعض کہتے ہیں کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز صریح ساتھ دینے کے نفس خمس سے۔ (فتح)

رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث اس کی کے جو طویل ہے بیچ قصے حنین کے اور پوری حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول اس کا ہے کہ جب عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر دن جنگ حنین کے تو تقسیم کیا مؤلفۃ القلوب میں۔ (فتح)

۲۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ

۲۹۱۰۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کچھ مال مانگا تو آپ نے مجھے دیا پھر میں نے دوسری بار مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر تیسری بار میں

حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِّيُعْطِيَهُ الْعَطَآءَ فَيَأْبٰى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَّقْبَلَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَّأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ.

نے مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم البتہ یہ مال سرسبز اور شیریں یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت یعنی بے حرص سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اسکا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے حکیم کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو پیغمبر کیا ہے کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑوں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ بیت المال سے اس کو حصہ دیں تو حکیم نے انکار کیا یہ کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا یعنی اپنی خلافت میں تا کہ ان کا حصہ ان کو دیں تو حکیم نے لینے سے انکار کیا تو فاروق نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں اس پر حق اس کا جو تقسیم کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس مال فے سے تو وہ لینے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد کسی سے کچھ چیز نہ لی یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّفِيَ بِهِ قَالَ وَأَصَابَ عُمَرُ

۲۹۱۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ پر ایک دن کا اعتکاف ہے جس کی میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو پورا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے یعنی قوم ہوازن کی دو لونڈیاں پائیں سو ان کو مکے کے بعض

جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِيْ بَعْضِ بُيُوْتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبْيِ حُنَيْنٍ فَجَعَلُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ انْظُرْ مَا هٰذَا فَقَالَ مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَلَوِ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ. وَزَادَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمُسِ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمٍ.

گھروں میں رکھا کہا اس نے پس احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر تو وہ کوچوں میں دوڑنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ دیکھ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے قیدیوں پر احسان کیا ہے یعنی بغیر مال لینے کے ان کو چھوڑ دیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اور دو لونڈیوں کو چھوڑ دے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں عمرہ کیا حضرت ﷺ نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پوشیدہ نہ رہتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ دونوں لونڈیاں خمس سے تھیں۔

فائدہ: ابن خزیمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ذکر کیا گیا ہے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کا جعرانہ سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اور میں نے عمرہ کے بابوں میں کئی حدیثیں بیان کی ہیں جو وارد ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی غنیمت تقسیم کرنے کے باب میں گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے میں نے سبب پوشیدہ رہنے عمرے جعرانہ کا بہت اصحاب پر پس چاہیے کہ رجوع کیا جائے طرف اس کی۔ (فتح)

۲۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ أُعْطِيْ قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ

۲۹۱۲۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بعضوں کو دیا اور بعضوں کو نہ دیا تو گویا ان لوگوں کو یعنی جن کو نہ دیا تھا حضرت ﷺ پر اعتاب کیا یعنی رنجیدہ ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایک قوم کو دیتا ہوں اس واسطے کہ ان کی کجی اور بے صبری سے ڈرتا ہوں اور بعض قوم کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے انہیں میں سے عمرو بن تغلب ہے عمرو بن تغلب

الْخَيْرِ وَالْغِنٰى مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. وَزَادَ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهُ بِهٰذَا.

نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کے اس قول کے بدلے سرخ اونٹ ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مال یا قیدی لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ان کو تقسیم کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

۲۹۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُعْطِيْ قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ لِأَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ.

۲۹۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریش کو دیتا ہوں اس حال میں کہ ان سے لگاوٹ کرتا ہوں اس واسطے کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے۔

۲۹۱٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَآءَ فَطَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ وَّلَمْ

۲۹۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت ﷺ سے کہا جبکہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر قوم ہوازن کے مالوں سے جو کچھ کہ عنایت کی یعنی مال اسباب بہت ہاتھ آیا تو حضرت ﷺ قریش کو سو اونٹ دینے لگے تو انصار نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں یعنی ہماری تلواروں کے زور سے وہ مسلمان ہوئے ہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو کسی نے ان کی بات حضرت ﷺ سے کہی تو حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا تو ان کو چمڑے کے ایک قبے میں جمع کیا اور کسی غیر کو ان کے ساتھ نہ چھوڑا سو جب وہ جمع ہوئے تو حضرت ﷺ ان کی طرف تشریف لائے سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی تو ان کے بوجھ

يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآئَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فُقَهَآؤُهُمْ أَمَّا ذَوُوْ ارَآئِنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَّأَمَّا أُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ.

والوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے عقلمندوں نے تو کچھ نہیں کہا اور لیکن جو لوگ ہم میں سے نو عمر ہیں سو انہوں نے یہ بات کہی کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں چند مردوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی نومسلم ہیں یعنی تازہ کفر کو چھوڑا ہے کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے کر پھرو پس قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پلٹتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ اس سے پلٹتے ہیں تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت ﷺ تحقیق ہم راضی ہوئے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوا اوروں کو مقدم پاؤ گے یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ تم اللہ سے ملو اور اس کا رسول حوض کوثر پر ہو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۹۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهٗ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۱۵۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ اور بلال رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ تھے حنین سے پلٹتے وقت کہ ناگہاں گنوار لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ ﷺ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک کیکر کے درخت کی طرف ناچار کیا تو آپ ﷺ کی چادر درخت سے اٹک گئی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ مجھ کو میری

وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِّنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتَّى اضْطَرُّوْهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآئَهُ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَّقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا.

چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ ہوتے تو سب میں تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامرد نہ پاتے۔

فائدہ: اس حدیث میں مذمت ہے خصال مذکورہ کی اور وہ بخل اور کذب اور نامردی ہے اور یہ کہ نہیں لائق ہے امام میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی بیچ حضرت ﷺ کے حلم اور حسن خلق سے اور فراخی بخشش سے اور صبر کرنے سے اوپر ظلم گنواروں کے اور اس میں جواز ہے وصف کرنا مرد کا اپنے نفس کو ساتھ نیک خصلتوں کے وقت حاجت کے مانند خوف ظن اہل جہل کے برخلاف اس کے اور نہیں ہے یہ فخر مذموم سے اور اس میں رضامندی ہے سائل حق کے ساتھ وعدے کے جبکہ تحقیق ہو وعدہ کرنے والے سے تنجیز یعنی جاری کرنا وعدے کا اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ قسمت غنیمت کے اگر چاہے تو بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اور اگر چاہے تو بعد اس کے۔ (فتح)

۲۹۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَّجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهٖ حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ.

۲۹۱۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر ایک چادر تھی نجران کی جس کا کنارہ موٹا تھا اور ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو پایا سو آپ کو سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی گردن کے کنارے کو دیکھا کہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے اس کے سخت کھینچنے سے پھر اس مرد نے کہا کہ حکم کریں کہ دیں مجھ کو اس مال سے کہ تمہارے پاس ہے سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف التفات کی اور ہنس پڑے پھر حضرت ﷺ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

فائدہ: اور غرض اس سے بھی اخیر قول ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

۲۹۱۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِّائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِّنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَاٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَّاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۲۹۱۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دن جنگ حنین کا ہوا تو حضرت ﷺ نے چند لوگوں کو قسمت میں مقدم کیا تو حضرت ﷺ نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے اور عیینہ کو بھی سو اونٹ دیے اور دیا چند لوگوں کو عرب کے رئیسوں سے اور مقدم کیا اس دن ان کو قسمت میں ایک مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بیشک یہ قسمت اس میں انصاف نہیں ہوا اور نہ اس میں اللہ کی رضامندی مطلوب ہے تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں حضرت ﷺ کو خبر دوں گا تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ انصاف کرے جبکہ اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کریں اور اللہ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر کہ اس نے اس سے زیادہ ایذا پائی تو صبر کیا۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ. وَقَالَ أَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِّنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيْرِ.

۲۹۱۸۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھی میں اٹھا لاتی گٹھلیوں کو زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت ﷺ نے اس کو جاگیر دی تھی اپنے سر پر اور وہ زمین میرے گھر سے تین فرسخ پر تھی کہا ابوضمرہ نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ تحقیق جاگیر دی تھی حضرت ﷺ نے زبیر کو نضیر کے مالوں سے۔

فائدہ: اور غرض اس تعلیق سے بیان کرنا دو فائدوں کا ہے ایک یہ کہ ابوضمرہ مخالف ہوا ہے ابو اسامہ کو بیچ موصول کرنے اس کے کے پس مرسل کیا اس کو دوم یہ کہ ابوضمرہ کی روایت میں تعیین ہے زمین مذکورہ کی اور یہ کہ تحقیق تھی وہ

اس قسم سے ہے کہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نضیر کے مالوں سے پس جاگیر دی زبیر کو ان میں سے اور ساتھ اس کے دور ہوگا شبہ خطابی کا کہ میں نہیں جانتا کہ مدینے کی زمین حضرت ﷺ نے کیوں کر جاگیر دی اور حالانکہ مدینے والے دین میں رغبت کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

۲۹۱۹۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُوْدِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَأَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتْرُكَهُمْ عَلٰى أَنْ يَّكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَأُقِرُّوْا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِيْ إِمَارَتِهٖ إِلٰى تَيْمَآءَ وَأَرِيْحَا.

۲۹۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود اور نصاریٰ کو عرب کی زمین سے نکال دیا اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر والوں پر غالب آئے تو آپ ﷺ نے چاہا تھا کہ یہود کو خیبر سے نکال دیں اور تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے اللہ کے اور رسول کے اور مسلمانوں کے تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ چھوڑ دیں ان کو یعنی زمینوں میں اس شرط پر کہ کفایت کریں ان پر عمل کو یعنی محنت فقط وہی کریں مسلمان نہ کریں اور ان کے واسطے آدھا میوہ ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہرا دیں گے ہم تم کو اس پر جب تک کہ ہم چاہیں گے سو ٹھہرائے گئے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت میں طرف تیما اور اریحا کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے یہود کے اور واسطے رسول کے اور مسلمانوں کے تو مراد یہ ہے کہ جب غالب ہوئے اس پر یعنی اوپر فتح ہونے اکثر اس کے کے پہلے اس سے کہ سوال کریں آپ ﷺ سے یہود صلح کو پس تھی واسطے یہود کے پھر جب صلح کی حضرت ﷺ نے ان سے اس شرط پر کہ زمین کو آپ کے سپرد کریں تو ہوئی زمین واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور احتمال ہے کہ مراد پھل زمین کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد زمین سے عام زمین ہو خواہ فتح کی ہوئی ہو یا نہ فتح کی ہوئی ہو پس ہوگی اس وقت بعضی زمین واسطے یہود کے اور بعضی واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے ابن منیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر حدیث اس کے مطابق نہیں پس نہیں واسطے عطا کے اس میں ذکر لیکن اس میں ذکر ہے جہات کا جو

مطابق ہیں واسطے ترجمہ کے اور تحقیق معلوم ہو چکا ہے دوسری جگہ سے کہ وہ عطا کی جہتیں ہیں پس ساتھ اس طریق کے داخل ہوں گی تلے ترجمہ باب کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پائے اس کو غازی کھانے کی چیز سے بیچ زمین حرب کے۔

فائدہ: یعنی کیا واجب ہیں اس کے پانچ حصے کرنے اس کے غازیوں میں یا مباح ہے کھانا اس کا واسطے لڑنے والوں کے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور جمہور اوپر جواز لینے غازیوں کے ہیں کھانے کی چیز سے اور جو اس کے لائق ہو اور ہر کھانا کہ عموماً اس کے کھانے کی عادت ہو اور اسی طرح چارہ گھاس جانوروں کا برابر ہے کہ قسمت سے پہلے ہو یا قسمت سے پیچھے اور خواہ امام کی اجازت ہو یا نہ ہو اور معنی اس میں یہ ہیں کہ کھانا دارالحرب میں کم ہوتا ہے پس مباح کیا گیا ہے واسطے ضرورت کے اور جمہور بھی لینے کو جائز رکھتے ہیں اگرچہ نہ ہو ضرورت ناجزہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر جواز سوار ہونے چوپایوں ان کی کے اور پہننے کپڑوں ان کی کے اور استعمال کرنے ہتھیاروں ان کے کے بیچ حالت لڑائی کے اور یہ کہ لڑائی کہ بعد یہ پھیر دیا جائے اور شرط کیا ہے اس میں اوزاعی نے اذن امام کا اور واجب ہے اس پر یہ کہ پھیر دے اس کو جب فارغ ہو حاجت اپنی سے اور نہ استعمال کرے اس کو بیچ غیر لڑائی کے اور نہ انتظار کرے ساتھ رد کرنے اس کی کے گزرنا لڑائی کا تاکہ نہ سامنے کرے اس کو واسطے ہلاک کے اور حجت اس کی حدیث رویفع کی ہے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو نہ لے چوپایہ غنیمت میں سے یہاں تک کہ جب اس کو دبلا کر ڈالے تو اس کو غنیمت میں پھیر دے اور ذکر کیا کپڑے میں مانند اس کی اور یہ حدیث حسن ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس نے حمل کیا ہے اس کو اس چیز پر جبکہ لینے والا محتاج نہ ہو باقی رکھے اپنے چوپائے کو اور کپڑے کو برخلاف اس کے جس کے پاس نہ کپڑا ہو اور نہ چوپایہ اور زہری نے کہا کہ نہ لے کھانے کی چیز کو اور نہ غیر اس کے سے مگر ساتھ اذن امام کے اور کہا سلیمان نے کہ جائز ہے لینا مگر یہ کہ امام نے منع کیا ہو اور ابن منذر نے کہا کہ تحقیق وارد ہوئی ہیں حدیثیں صحیحہ بیچ عذاب خیانت کے غنیمت میں اور اتفاق ہے علماء امصار کا اس پر کہ جائز ہے کھانا طعام کا اور حدیث اس کی مانند آئی ہے پس چاہیے کہ اقتصار کیا جائے اوپر اس کے اور اوپر گھاس پس اس کے معنی میں ہے اور کہا مالک نے کہ جائز ہے ذبح کرنا مواشی کا واسطے کھانے کے جیسا کہ جائز ہے لینا طعام کا اور قید کیا ہے اس کو شافعی نے ساتھ ضرورت کے طرف کھانے کی جس جگہ طعام نہ ہو اور گزر چکا ہے بیان اس چیز کا کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے۔ (فتح)

٢٩٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

٢٩٢٠۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کیا تو ایک آدمی نے ایک ہتھیلی پھینکی جس میں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

چربی تھی تو میں نے اس کو لینے کا قصد کیا تو میں نے ایک طرف دیکھا تو ناگہاں حضرت ﷺ تھے تو میں نے آپ ﷺ سے شرم کی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ہتھیلی کو چھوڑ دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوں گے معنی قول اس کے کہ میں نے آپ ﷺ سے شرم کی اور شاید انہوں نے اپنے اس فعل سے حیا کیا اور جگہ حجت کی اس سے حضرت ﷺ کا نہ انکار کرنا ہے بلکہ مسلم کی روایت میں وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کی رضامندی پر دلالت کرتی ہے پس تحقیق اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ اس کو بہت حاجت ہے اس واسطے اس کو جائز رکھا اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت ﷺ کے توقیر کرنے سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چربی کا کہ یہود کے نزدیک پائی جائے اور وہ یہودیوں پر حرام تھی اور مالک نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور احمد سے اس کی تحریم مروی ہے۔ (فتح)

۲۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِيْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهٗ وَلَا نَرْفَعُهٗ.

۲۹۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اپنے جنگوں میں شہد اور انگور کو پاتے تھے تو ہم اس کو کھاتے تھے اور اس کو حضرت ﷺ کے پاس اٹھا کر نہ لے جاتے تھے۔

فائدہ: یعنی نہ اٹھاتے تھے ہم اس کو طرف حضرت ﷺ کی واسطے تقسیم کے اور نہ بطور ادخال کے۔

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُوْرُ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ فَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۲۹۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو خیبر کی راتوں میں بھوک پہنچی یعنی جن میں ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تھا سو جب فتح خیبر کا دن ہوا تو ہم گھر کے پلے ہوئے گدھوں میں پڑے تو ہم نے ان کو ذبح کیا سو جب ہانڈیوں نے جوش مارا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ الٹا دو ہانڈیوں کو اور نہ کھاؤ گدھوں کے گوشت سے کچھ عبداللہ کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے کھانے سے اس واسطے منع کیا تھا کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا گیا تھا اور لوگوں نے کہا کہ حرام کیا حضرت ﷺ نے گوشت ان کا قطعاً۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ حَرَّمَهَا اَلْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا اَلْبَتَّةَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث مشعر ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ جلدی کرنے کی طرف ماکولات کے اور ڈالنے ہاتھوں کی بیچ ان کے اور اگر یہ نہ ہوتا تو جلدی نہ کرتے روبرو حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور تحقیق ظاہر ہوا کہ نہیں حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ گرانے گوشت گدھوں کے مگر اس واسطے کہ اس میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے خیبر کے دن بکریاں پائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی ہانڈیوں کو الٹا دو اس واسطے کہ نہبہ حلال نہیں ابن منذر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا حضرت ﷺ نے اس واسطے کہ نہبہ حلال نہیں اس واسطے کہ اہل حرب کے مواشی کو کھانا جائز نہیں اور اس باب کی حدیثوں سے ایک یہ حدیث ہے جو نیز ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے دن کھانا پایا سو مرد آتا تھا اور اس سے لیتا تھا بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے پھر پھرتا تھا اور یہ جو کہا کہ عبداللہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس واسطے منع کیا تھا کہ اس سے خمس نہیں نکالا گیا تھا تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اصحاب کو اختلاف ہے بیچ علت نہی کے گدھوں کے گوشت سے کہ وہ ان کی ذات کی وجہ سے ہے یا واسطے عارض کے اور مغازی میں آئے گا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس واسطے منع کیا تھا کہ وہ گندگی کھاتے تھے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجِزْيَةِ
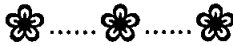
کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ.

کتاب ہے بیان میں جزیہ کے اور چھوڑنا لڑائی کا اہل ذمہ اور اہل حرب کے۔

فائدہ: اس میں لف نشر مرتب ہے اس واسطے کہ جزیہ ساتھ اہل ذمہ کے ہے اور صلح ساتھ اہل حرب کے ہے اور مراد موادعے سے چھوڑنا لڑائی کا ہے ساتھ اہل حرب کے ایک مدت معین تک واسطے کسی مصلحت کے اور علماء نے کہا کہ حکمت جزیہ کی مقرر کرنے میں یہ ہے کہ جو ذلالت ان کو لاحق ہوتی ہے باعث ہوتی ہے ان کو اوپر داخل ہونے کے اسلام میں باوجود اس چیز کے کہ مخالطت میں ہے اطلاع سے اوپر محاسن اسلام کے اور بعض کہتے ہیں کہ جزیہ سن ۸ ھ میں شروع ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ سن ۷ ھ میں۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ﴾ يَعْنِيْ أَذِلَّاءُ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لڑو ان لوگوں سے جو یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ حرام جانیں جو حرام کیا اللہ نے اور اللہ کے رسول نے اور نہ قبول کریں دین سچا وہ جو کتاب والے ہیں جب تک کہ دیں جزیہ ایک ہاتھ سے اور وہی بے قدر ہوں یعنی سب ادنیٰ و اعلیٰ ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں۔

فائدہ: یہ آیت اصل ہے بیچ مشروع ہونے جزیہ کے اور دلالت کی آیت کی منطوق نے اوپر مشروع ہونے اس کی کے ساتھ اہل کتاب کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ ان کے سوا اور لوگوں سے جزیہ لینا درست نہیں اور یہ جو کہا کہ ایک ہاتھ سے تو مراد ہے کہ دل سے خوش ہو کر اور بعض کہتے ہیں کہ عن ید کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری نعمت سے کہ ان پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دیں اور کسی کے ہاتھ سے نہ بھیجیں اور شافعی سے روایت ہے کہ مراد صغار سے اس جگہ التزام کرنا حکم اسلام کا ہے۔

﴿وَالْمَسْكَنَةُ﴾ مَصْدَرُ الْمِسْكِيْنِ فُلَانٌ أَسْكَنُ مِنْ فُلَانٍ أَحْوَجُ مِنْهُ وَلَمْ يَذْهَبْ إِلَى السُّكُوْنِ.

اور لفظ وَالْمَسْكَنَةُ کہ قرآن میں واقع ہوا ہے مصدر مسکین کی ہے کہتے ہیں کہ فلانا مسکین تر ہے فلاں سے یعنی اس سے زیادہ تر محتاج ہے اور نہیں گئے امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ طرف سکون کی یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسکن مسکنت سے مشتق ہے سکون سے مشتق نہیں اگرچہ مادہ ایک ہے۔

فائدہ: چونکہ اہل کتاب کے وصف میں مسکنت کا ذکر بھی آیا ہے اس وجہ سے مناسب ہوا کہ اس کو بھی ذلت کے ساتھ ذکر کرے۔

وَمَا جَآءَ فِی أَخْذِ الْجِزْیَةِ مِنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسِ وَالْعَجَمِ. اور بیان ہے اس چیز کا کہ آئی ہے بیچ لینے جزیہ کے یہود اور نصاریٰ سے اور مجوس اور عجم سے۔

فائدہ: یہ باقی ترجمہ ہے اور لیکن یہود اور نصاریٰ پس وہی مراد ہیں ساتھ اہل کتاب کے بالاتفاق اور اوپر مجوس پس ذکر کیا سند اس کی کو باب میں اور فرق کیا ہے حنفیہ نے پس کہتے ہیں کہ لیا جائے جزیہ مجوس عجم کے سے سوائے مجوس عرب کے اور حکایت کی ہے ان سے طحاوی نے کہ قبول کیا جائے جزیہ اہل کتاب سے اور تمام کفار عجم کے سے اور نہ قبول کیا جائے مشرکین عرب کے سے مگر اسلام یا تلوار اور مالک سے روایت ہے کہ قبول کیا جائے تمام کافروں سے مگر جو مرتد ہو اور یہی قول ہے اوزاعی اور فقہاء شام کا اور ابن قاسم سے حکایت ہے کہ نہ قبول کیا جائے قریش سے اور حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اتفاق اوپر قبول کرنے اس کے کے مجوس سے لیکن عبدالملک سے روایت ہے کہ نہ قبول کیا جائے مگر فقط یہود اور نصاریٰ سے اور نیز اتفاق منقول ہے کہ نہیں حلال ہے نکاح کرنا ان کی عورتوں سے اور نہ کھانا ذبیحہ ان کے کا لیکن ابوثور سے اس کی حلت محکی ہے اور نیز سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ وہ مجوس کے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے جبکہ حکم کرے اس کو مسلمان ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے اور عطا اور طاؤس سے اور عمرو بن دینار سے کہ مجوس عورت کو غلام بنانا جائز ہے اور شافعی نے کہا کہ قبول کیا جائے جزیہ اہل کتاب کے عرب کے ہوں یا عجم کے اور لاحق ہوتے ہیں ساتھ ان کے مجوس بیچ اس کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت مذکورہ کے پس تحقیق مفہوم اس کا یہ ہے کہ نہ قبول کیا جائے غیر اہل کتاب سے اور تحقیق لیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے پس دلالت کی اس نے اوپر لاحق کرنے ان کے ساتھ ان کے اور اقتصار کیا ہے اوپر اس کے اور ابو عبید نے کہا کہ ثابت ہوا ہے جزیہ اوپر یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کتاب کے اور اوپر مجوس کے ساتھ سنت کے اور حجت پکڑی ہے غیر اس کے نے ساتھ عموم قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ حدیث بریدہ وغیرہ کے کہ جب تو مشرکین سے ملے تو ان سے اسلام کی درخواست کر سو اگر وہ اسلام قبول کریں تو فبہا اور نہیں تو جزیہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا مجوس سے دلالت کرتا ہے اوپر ترک مفہوم آیت کے پس جب منتفی ہوئی تخصیص اہل کتاب کی ساتھ اس کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مفہوم واسطے قول اس کے من اہل الکتاب

اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مجوس کے واسطے بھی کتاب تھی پھر اٹھائی گئی اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس آیت کے کہ انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس چیز سے ہے کہ اطلاع پائی اس پر قائلوں نے اور وہ قریش ہیں اس واسطے کہ نہیں مشہور ہوئے نزدیک ان کے تمام گروہوں سے وہ لوگ کہ واسطے ان کے کتاب ہے مگر یہود اور نصاریٰ اور نہیں نفی ہے اس میں باقی کتابوں کی جو آسمان سے اتاری گئیں مانند زبور اور صحف ابراہیم وغیرہ کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَّا شَأْنُ أَهْلِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيرَ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِينَارٌ قَالَ جُعِلَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ.

اور ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا کہ کیا حال ہے اہل شام کا کہ ان پر چار دینار فی آدمی ہیں اور یمن والوں پر ایک دینار فی آدمی ہے اس نے کہا کہ واسطے مالدار ہونے اہل شام کے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا بعد قول اس کے کے اهل الشام من اهل الکتاب تو خذ منهم الجزیة یعنی اہل کتاب سے کہ لیا جاتا ہے ان سے جزیہ الخ اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس اثر کے طرف جواز تفاوت کی جزیہ میں اور ادنیٰ درجہ جزیہ کا نزدیک جمہور کے ایک دینار ہے واسطے ہر سال کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ فقیر کے اور اوپر جو متوسط درجے کا ہو تو اس پر دو دینار ہیں اور مالدار پر چار دینار ہیں اور وہ موافق ہے واسطے اثر مجاہد کے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ مماکست کرے یہاں تک کہ لے ان سے اور یہی قول ہے احمد کا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا انہوں نے عثمان بن حنیف کو ساتھ رکھنے جزیہ کے اوپر اہل سواد کے اڑتالیس درہم اور چوبیس درہم اور بارہ اور یہ بنا بر حساب دینار کے ہے ساتھ بارہ درہم کے اور مالک سے روایت ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے چالیس پر اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر کم کیا جائے اور یہ محتمل ہے کہ گردانا ہو اس کو اوپر حساب دینار کے ساتھ دس درہم کے اور جس قدر سے کوئی چارہ نہیں وہ ایک دینار ہے اور اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ ہر بالغ سے ایک اشرفی لے روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن نے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ لینے اس کے لڑکے سے پس جمہور کہتے ہیں کہ لڑکے پر نہیں بنا بر مفہوم حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی اور اسی طرح نہ لیا جائے بہت بوڑھے سے زمن سے اور نہ عورت سے اور نہ مجنون سے اور نہ عاجز سے جو کسب نہ کر سکے اور نہ عجیر سے اور نہ عبادت خانوں میں رہنے والوں سے ایک قول میں اور اصح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ واجب ہے ان پر جو سب سے پیچھے مذکور ہیں۔ (فتح)

۲۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۲۹۲۳۔ بجالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں منشی واسطے جزء

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِيْنَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَّجُوْسِ هَجَرَ.

بن معاویہ کے جو چچا ہے احنف کا تو آیا ہمارے پاس خط عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ان کے مرنے سے پہلے ایک سال کہ جدائی کر دو درمیان ہر ذی محرم کے مجوس سے یعنی آتش پرستوں سے کہ ان کے یہاں بہن بیٹی سے نکاح کرنا درست تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے مجوس سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ گواہی دی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا ہے۔

فائدہ: موطا میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ مجوس کے ساتھ کیا معاملہ کروں تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ معاملہ کرو ساتھ ان کے مانند معاملے اہل کتاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ مجوس اہل کتاب نہیں لیکن شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت رضی اللہ عنہ علی سے روایت کی ہے کہ مجوس اہل کتاب تھے کہ اس کو پڑھتے تھے سو ان کے سردار نے شراب پی اور اپنی بیٹی سے زنا کیا پھر جب صبح ہوئی تو طمع والے لوگوں کو بلایا اور ان کو مال دیا اور کہا کہ آدم علیہ السلام اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنی اولاد سے کیا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور اپنے مخالف کو اس نے قتل کیا تو ان کی کتاب اٹھائی گئی اور نہ باقی رہی ان کے دلوں میں اس سے کچھ چیز اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں اور یہ حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے کتاب تھی اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں تحریم عورتوں ان کی کی اور نہ ذبیحوں ان کے کی متفق علیہ یعنی اس پر اتفاق نہیں لیکن اکثر اہل علم اسی پر ہیں اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور یہ کہ صحابی جلیل کبھی پوشیدہ رہتا ہے اس سے علم اس چیز کا کہ مطلع ہے اس پر غیر اس کا اقوال اور احکام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور یہ کہ نہیں نقص ہے اس پر بیچ اس کے اور اس میں تمسک ہے ساتھ مفہوم کے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب سے یہ بات سمجھی کہ وہ اس کے ساتھ خاص ہیں یہاں تک کہ حدیث بیان کی ان کو عبدالرحمٰن نے ساتھ لاحق کرنے مجوس کے ساتھ ان کے۔ (فتح)

۲۹۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۲۹۲۴۔ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ وہاں کے لوگوں سے جزیہ لائیں اور حضرت ﷺ نے بحرین والوں سے خراج اور جزیہ پر صلح کی تھی اور سردار کیا تھا ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو یعنی اور وہاں کے لوگ مجوسی تھے تو ابو عبیدہ بحرین سے مال لائے اور انصار نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد سنی تو انہوں نے صبح کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی سو جب حضرت ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی تو پھرے تو انصار نے اشارے سے مال مانگا تو حضرت ﷺ مسکرائے جب ان کو دیکھا اور فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لایا ہے انہوں نے کہا ہاں یا حضرت ﷺ تو فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کرتا ہوں دنیا کی کشایش اور بہتات سے جیسے اگلی امتوں پر کشایش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ مانگنا مال کا امام سے نہیں عیب ہے بیچ اس کے اور اس میں خوشخبری ہے امام سے واسطے تابعداروں اپنے کے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے کہ حضرت ﷺ نے فتح اسلام کی خبر دی اور یہ کہ دنیا میں حرص کرنی کبھی کھینچتی ہے طرف ہلاک ہونے دین کی اور یہ کہ ہر خصلت مذکورات سے سبب ہے پہلی سے۔ (فتح)

٢٩٢٥۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَغَازِيَّ هٰذِهِ قَالَ نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالرَّأْسُ فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرٰى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ فَمُرِ الْمُسْلِمِينَ فَلْيَنْفِرُوْا إِلٰى كِسْرٰى وَقَالَ بَكْرٌ وَزِيَادٌ جَمِيعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ نَمَصُّ

٢٩٢٥۔ جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یعنی مسلمانوں کو تمام بڑے بڑے شہروں کے افنا میں یعنی بغیر تعیین کسی قبیلے اور قوم خاص کے کہ مشرکوں سے لڑیں یعنی اور شہر تستر میں مسلمانوں کے اور ہرمزان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور ہرمزان وہاں کا سردار تھا تو بعد سخت لڑائی کے مسلمانوں نے ہرمزان کو پکڑ لیا تو ہرمزان مسلمان ہوگیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں ان جنگوں میں یعنی اس طرف کے بادشاہوں کے کہ فارس اور اصبہان اور آذربائیجان ہیں کہ اول کس سے جہاد کیا جائے اس واسطے کہ ہرمزان وہاں کا رہنے والا تھا اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو مشورہ دیتا ہوں مثل ان کی اور مثل ان لوگوں کی کہ ان میں ہیں مسلمانوں کے دشمنوں سے مثل جانور کی ہے کہ اس کے واسطے سر ہے اور دو بازو اور دو پاؤں پس اگر دونوں بازوؤں سے ایک توڑا جائے تو حرکت کریں گے دونوں پاؤں اور دوسرا بازو اور سر اور اگر دوسرا بازو توڑا جائے تو کھڑے ہوں گے دونوں پاؤں اور سر اور اگر سر توڑا جائے تو بیکار ہو جائیں گے دونوں پاؤں اور بازو اور سر پس سر کسریٰ ہے اور بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے پس حکم کریں مسلمانوں کو کہ پس چاہیے کہ جائیں طرف کسریٰ کی کہا جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ نے سو عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر سردار کیا یہاں تک کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے یعنی نہاوند میں تو کسریٰ کا عامل ہم پر نکلا جس کا لقب ذوالجناحین تھا چالیس ہزار سوار میں تو اس کا سردار یعنی دو بھانسیا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ چاہیے کہ تمہارا کوئی آدمی مجھ سے کلام کرے تو

الْجِلْدَ وَالنَّوٰى مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرَضِيْنَ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهٗ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِّنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ فَاَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَاَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِّسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَّمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا اَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّيْ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْاَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.

مغیرہ نے کہا کہ پوچھ جو چاہتا ہے اس نے کہا کہ تم کون ہو مغیرہ نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں تھے ہم سخت بدبختی میں یعنی کافر اور سخت بلا میں یعنی مسکین اور محتاج چوستے تھے ہم کھال کو اور کھجور کی گٹھلی کو بھوک سے اور پہنتے تھے ہم اون اور بالوں کو اور عبادت کرتے تھے ہم درخت اور پتھر کی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں آسمانوں اور زمینوں کے رب نے ہماری طرف پیغمبر کو بھیجا ہم میں سے ہم اس کے ماں باپ کو پہچانتے ہیں سو حکم کیا ہم کو ہمارے نبی نے جو اللہ کے رسول ہیں یہ کہ ہم لڑیں تم سے یہاں تک کہ تم فقط اکیلے اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ ادا کرو اور خبر دی ہم کو ہمارے نبی نے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو ہم میں سے قتل ہوگا وہ بہشت میں جائے گا ان نعمتوں میں جن کی مثل کبھی کسی نے نہیں دیکھی اور جو ہم میں سے زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا یعنی تم لونڈی غلام ہو جاؤ گے یا جزیہ ادا کرو گے تو نعمان نے مغیرہ سے کہا جبکہ انکار کیا اس پر مغیرہ نے تاخیر قتال کو یعنی اس کا بیان یوں ہے کہ مغیرہ نے قصد کیا تھا قتال کا اول دن میں بعد فارغ ہونے کے کلام سے ساتھ ترجمان کے کہ بہت وقت حاضر کیا ہے تجھ کو اللہ نے ساتھ حضرت ﷺ کے مانند اس واقعہ کی یعنی تو نے حضرت ﷺ کو بہت دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اول دین میں لڑائی کو تاخیر کیا اور سورج ڈھلنے کے بعد لڑائی کی پس نہیں شرمندہ کیا تجھ کو اور نہ ذلیل یعنی اوپر دیر اور صبر کرنے کے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اور لیکن میں بہت حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی میں حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز میں حاضر ہوتیں۔

فائدہ: اور لڑائی خوش ہوتی اور مدد اترتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا کہ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری آنکھ ٹھنڈی کرے ساتھ فتح کے کہ اس میں اسلام کی عزت ہو اور کفر کی ذلت پھر مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کیا اور بعد سخت لڑائی کے کافروں کو شکست ہوئی اور ذوالجناحین اپنے سفید خچر سے گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسلام کی فتح ہوئی اور یہ واقعہ سن ۱۹ھ یا ۲۱ھ میں تھا اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے نعمان کے اور معرفت مغیرہ کی ساتھ حرب کے اور قوت نفس اس کے کی اور فصاحت اور بلاغت اس کی اور تحقیق شامل ہے یہ کلام وجیز اس کا اوپر بیان حالات دنیاوی ان کے کے کھانے سے اور پہننے سے اور اوپر حالات دینی ان کے کے پہلی بار اور دوسری بار اور اوپر اعتقاد ان کے کے توحید اور رسالت اور ایمان بالمعاد سے اور اوپر بیان معجزات حضرت ﷺ کے اور خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ غیب چیزوں کے اور مطابق ہونا اس کا واسطے واقعہ کے اور اس میں فضیلت ہے مشورے کی اور یہ کہ بڑا آدمی نہیں نقص ہے اس پر بیچ مشورے کے ساتھ کم کے اپنے سے اور یہ کہ مفضول کبھی ہوتا ہے سردار افضل پر اس واسطے کہ اس لشکر میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے اور زبیر نعمان سے بالاتفاق افضل تھے اور اس میں بیان کرنا مثل کا ہے اور جودت تصور ہرمزان کی اور تشبیہ دینی غائب غیر محسوس کی ساتھ حاضر محسوس کے واسطے سمجھانے کے اور اس میں ابتداء کرنا ہے لڑائی اہم کے پھر اہم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر عرب جاہلیت میں فقر اور محتاجی سے اور بھیجنا طرف امام کی ساتھ بشارت کے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کو بشارت دینے کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فضیلت لڑائی کی بعد ڈھلنے آفتاب کے لیکن صبح کے وقت لوٹ کرنی درست ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَادَعَ الْإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ.

جب مصالحت کرے امام گاؤں کے سردار سے تو کیا ہوتی ہے وہ صلح واسطے باقی لوگوں کے جو گاؤں میں رہتے ہیں۔

۲۹۲۶۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوْكَ وَأَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَّكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ.

۲۹۲۶۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور ایلہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک سفید خچر تحفے میں بھیجی تو حضرت ﷺ نے اس کو چادر پہنائی اور اس کا شہر اسی کو لکھ دیا یعنی اسی کو دے دیا کہ اپنے طور پر رہیں اور جزیہ دیا کریں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے موافق عادت اپنی کے طرف بعض طریقوں اس کے کی اور تحقیق ذکر کیا

ہے ابن اسحاق نے سیرت میں کہ جب حضرت ﷺ تبوک میں پہنچے تو نجۃ ایلہ کے بادشاہ کا آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور حضرت ﷺ نے صلح کی اور آپ کو جزیہ دینا قبول کیا اور حضرت ﷺ نے ان کے واسطے نامہ لکھا پس تحقیق وہ پاس ان کے ہے اس کا مضمون یہ ہے بسم الله الرحمن الرحیم هذه آمنة من محمد رسول الله لنجته بن رؤبة واهل ایلة یعنی یہ امان ہے محمد ﷺ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں واسطے نجتہ کے اور اور اہل ایلہ کے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ جب گاؤں کا بادشاہ صلح کرے تو داخل ہوتے ہیں اس میں باقی لوگ گاؤں کے اور اس کے عکس میں اختلاف ہے اور وہ اس وقت ہے جبکہ امان چاہیں وہ واسطے ایک گروہ معین کے کہ کیا وہ بھی ان میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ضرور ہے معین کرنا اس کا لفظ میں اور اصبغ اور سحنون نے کہا کہ اس کی حاجت نہیں بلکہ اکتفا کیا جائے ساتھ قرینہ کے اس واسطے کہ وہ نہیں لیتا ہے امان کو واسطے کسی کے مگر کہ وہ قصد کرتا ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس میں داخل کرے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصَاةِ بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْإِلُّ الْقَرَابَةُ.

باب ہے بیان میں وصیت کرنے کے ساتھ اہل ذمہ حضرت ﷺ کے اور ذمہ کے معنی عہد ہیں اور ال کے معنی جو آیت الا ولا ذمة میں واقع ہے قرابت کے ہیں یعنی جن سے حضرت ﷺ نے عہد و پیمان کیا ہے اس کو قائم رکھنا۔

۲۹۲۷۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِیْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْنَا أَوْصِنَا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ.

۲۹۲۷۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم کو وصیت کیجیے تو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ نگاہ رکھنے ذمہ اللہ کے پس تحقیق وہ ذمہ نبی تمہارے کا ہے اور روزی تمہارے عیال کی ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کا عہد پورا کرے اور ان کے پیچھے لڑے اور نہ تکلیف دے ان کو زیادہ طاقت ان کی سے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ اس زیادتی سے سمجھا جاتا ہے کہ نہ لیا جائے اہل جزیہ سے مگر موافق طاقت ان کی کے اور یہ جو کہا کہ تمہارے عیال کا رزق ہے یعنی جو کچھ کہ ان سے جزیہ اور خراج لیا جاتا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر پورا کرنے عہد کے اور حسن نظر کے بیچ عواقب امور کے اور اصلاح کے واسطے معانی مآل کے

اور اصول اور اکتساب کے۔(فتح)

بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَّالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ وَلِمَنْ يُّقْسَمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةَ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جاگیر دی حضرت ﷺ نے بحرین سے اور جو کچھ کہ وعدہ کیا مال بحرین اور جزیہ کے سے واسطے کس کے تقسیم کیا جائے مال فے اور جزیہ کا۔

فائدہ: یہ ترجمہ شامل ہے تین حکموں پر اور باب کی حدیثیں بھی تین ہیں جو باترتیب ان پر تقسیم کی گئی ہیں۔

۲۹۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

۲۹۲۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ ہر ایک کے واسطے بحرین سے جاگیر لکھیں تو انصار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں لیتے یہاں تک کہ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے ان کو کہا جو کچھ اللہ نے چاہا اور انصار مہاجرین کے واسطے کہتے تھے اس حال میں کہ ضد کرنے والے تھے اوپر اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت کے دن یعنی اگر تم اب نہیں لیتے ہو تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا۔

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد کیا اور کئی بار انصار کو اس کا اشارہ کیا پھر جب انہوں نے قبول نہ کیا تو اس کو چھوڑ دیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بالقوۃ چیز کو بجائے بالفعل چیز کے اتارا اور یہ حضرت ﷺ کے حق میں واضح ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نہیں حکم کرتے تھے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اس کا کرنا جائز ہے اور مراد ساتھ بحرین کے شہر مشہور ہے عراق میں اور فرض خمس میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے وہاں کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر جزیہ مقرر کیا تھا اور کتاب الشرب میں اس حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے کہ مراد ساتھ جاگیر دینے کے واسطے انصار کے خاص کرنا ان کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو جزیہ ان کے سے اور خراج ان کے سے نہ مالک کرنا گردن اس کی کا اس واسطے کہ صلح کی زمین میں نہ تقسیم کی جاتی ہے اور نہ جاگیر دی جاتی ہے۔(فتح)

۲۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۲۹۲۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَوْحُ
بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِيْ لَوْ قَدْ جَآئَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ
أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ
مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّنْ كَانَتْ لَهٗ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِيْ فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِيْ لَوْ
قَدْ جَآئَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا
وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَقَالَ لِي احْثُهْ فَحَثَوْتُ
حَثْيَةً فَقَالَ لِيْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ
خَمْسُ مِائَةٍ فَأَعْطَانِيْ أَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةٍ
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ
انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ
بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ
جَآئَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ
إِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا قَالَ خُذْ
فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهٗ فَلَمْ يَسْتَطِعْ
فَقَالَ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ
فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ

نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس بحرین سے مال آئے
گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح طرح اس طرح یعنی دونوں
ہاتھ بھر بھر کے تین بار دوں گا سو جب حضرت ﷺ کا انتقال
ہوا اور بحرین کے ملک سے مال آتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے
کہ میرے پاس آئے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا
کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کے
ملک سے ہمارے پاس مال آئے گا تو البتہ میں تجھ کو دوں گا
اس طرح اور اس طرح اور اس طرح تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
اپنا لپ بھر اور گن تو میں نے لپ بھر کے ان کو گنا اچانک
پانچ سو درہم تھے تو مجھ کو ایک ہزار پانچ سو درہم دیے اور کہا
ابراہم نے عبدالعزیز سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ
حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈالو اور تھا وہ اکثر مال کہ حضرت ﷺ
کے پاس لایا گیا تھا تو ناگہاں عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے
پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت مجھ کو مال دیجیے پس تحقیق میں
نے بدلا دیا تھا اپنی جان سے اور بدلہ دیا تھا عقیل سے تو.
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو جس قدر اٹھا سکو تو عباس نے
دونوں ہاتھ سے اپنے کپڑے میں مال ڈالا پھر اس کو اٹھانے
لگے تو اٹھا نہ سکے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو
اٹھوا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں حکم کرتا یعنی بلکہ
جتنا خود اٹھا سکے اٹھا لے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ کو اٹھوا
دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں اٹھواتا تو عباس رضی اللہ عنہ
نے اس سے کچھ مال نکال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے سو نہ اٹھا
سکے تو کہا کہ یا حضرت ﷺ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوا دے

يُقِلُّهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ فَمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہی مجھ کو اٹھوا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال اور نکال ڈالا پھر اس کو اپنے مونڈھے پر اٹھا کر چلے سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک ہم سے چھپ گئے واسطے تعجب کرنے کے اس کی حرص سے سو نہ کھڑے ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ وہاں اس سے کوئی درہم تھا۔

فائدہ: اور لیکن عطف جزیہ کا فے پر پس یہ عطف عام کا خاص پر اور شافعی وغیرہ نے کہا کہ فے وہ مال ہے جو حاصل ہو واسطے مسلمانوں کے اس قسم سے کہ نہیں دوڑائے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی معلق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ راجح ہے طرف نظر امام کی جتنا چاہے زیادہ دے اور تحقیق گزر چکا ہے خمس میں کہ جو مال بحرین سے آیا تھا وہ جزیہ کا مال تھا اور یہ کہ مصرف جزیہ کا مصرف فے کا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا مصرف فے میں اور یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ امام کی نظر کی طرف ہے جس کو چاہے دے اور عبدالرزاق نے حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ جب عباس اور علی رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وما افاء الله علی رسوله من اهل القری الآیة پس کہا کہ اس آیت نے سب مسلمانوں کو پورا کیا یعنی اس آیت میں سب مسلمانوں کو دینا مذکور ہے پس نہیں باقی رہا کوئی مگر کہ واسطے اس کے حق ہے بیچ اس کے مگر بعض وہ لوگ جن کے تم مالک ہو یعنی لونڈی غلام ابو عبید نے کہا کہ حکم فے کا اور خراج اور جزیہ کا ایک ہے اور ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ مال جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے عشر سے جبکہ تجارت کریں اسلام کے شہروں میں اور وہ حق ہے سارے مسلمانوں کا عام کیا جائے ساتھ اس کے فقیر اور مالدار کو اور عطا کی جائے ساتھ اس کے لڑنے والوں پر اور رزق دیا جائے بال بچوں کو اور جو حاجت کہ پیش آئے امام کو تمام اس قسم سے کہ اس میں بہتری مسلمانوں کی اور اسلام کی ہے اور اختلاف کیا ہے اصحاب نے بیچ تقسیم فے کے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مذہب برابری کرنی ہے اور یہی ہے قول علی رضی اللہ عنہ کا اور عطا کا اور اختیار شافعی کا اور مذہب عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا تفصیل ہے یعنی کم و بیش دینا اور یہی ہے قول مالک کا اور کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ امام کی رائے کے سپرد ہے اگر چاہے تو برابر دے اور اگر چاہے تو کم و بیش دے اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیثیں حجت ہیں واسطے اس کے جو قائل ہے تفصیل کا اور ظاہر یہ ہے کہ جو تفصیل کا قائل ہے وہ تعمیم کو شرط کرتا ہے بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ نظر امام کی طرف ہے اور اس پر دلالت کرتی ہیں حدیثیں باب کی اور ابن منذر نے کہا کہ تنہا ہوئے ہیں شافعی ساتھ قول اپنے کے کہ فے کے مال میں بھی خمس ہے

جیسے کہ غنیمت میں ہے اور نہیں محفوظ ہے یہ کسی سے اصحاب میں سے اور نہ ان سے جو ان کے بعد میں ہیں یعنی شافعی کے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ فے میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا جائے اس واسطے کہ جو آیتیں فے کی آیت کے بعد ہیں وہ معطوف ہیں فے کی آیت پر للفقراء والمهاجرين سے آخر تک پس تحقیق وہ مفسر ہے واسطے اس چیز کے کہ اس سے پہلے ہے قول اس کے وما افاء الله على رسوله من اهل القرى سے اور شافعی نے حمل کیا ہے آیت پہلی کو اس پر کہ قسمت سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی ہے واسطے اس کے جو مذکور ہے بیچ اس کے فقط پھر جب اس نے دیکھا اجماع کو اوپر جواز عطاؤں لڑنے والوں کے اور روزی لڑکے بالوں کے اور سوائے اس کے فے کے مال سے تو تاویل کی اس نے کہ جو آیت میں مذکور ہے وہ خمس ہے پس گردانا اس نے خمس فے کو واجب واسطے ان کے اور مخالفت کی ہے اس کی عام اہل علم نے واسطے پیروی عمر رضی اللہ عنہ کے اور عباس رضی اللہ عنہ کے قصے میں دلالت ہے اس پر کہ حصہ ذوالقربیٰ کا فے سے نہیں خاص ہوتا ساتھ فقیران کے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ مالداروں سے تھے اور امام احمد نے کہا کہ فے واسطے مالدار اور فقیر کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ.

باب ہے بیان میں گناہ اس شخص کے جو عہد کرنے والے کو قتل کرے بغیر جرم کے یعنی ناحق۔

فائدہ: اسی طرح مقید کیا ہے انہوں نے اس کو ترجمہ میں اور نہیں ہے تقیید حدیث میں اور لیکن وہ مستفاد ہے قواعد شرع سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہے ساتھ لفظ بغیر حق کے اور اسی چیز میں کہ واقع ہوئی ہے نسائی وغیرہ کی حدیث میں کہ جو قتل کرے نفس معاہد کو بغیر حلال ہونے اس کے تو حرام کرتا ہے اللہ اس پر بہشت کو۔ (فتح)

۲۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَّمْ يَرِحْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا.

۲۹۳۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو معاہد یعنی قول واقرار والے کو مار ڈالے گا تو وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور البتہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ مَّا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهِ.

نکالنا یہود کا عرب کے ٹاپو سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو وہاں ٹھہرائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ نکالو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر ذکر یہود کے اس واسطے کہ وہ اللہ کو ایک جانتے تھے مگر تھوڑے ان میں سے اور باوجود اس کے حکم کیا ساتھ نکالنے ان کے کے تو ان کے سوائے اور کافروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

۲۹۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

۲۹۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو سو ہم نکلے یہاں تک کہ جب ہم مدرسے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام قبول کرو تا کہ تم دین و دنیا میں سلامت رہو اور جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین یعنی عرب کی زمین سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے یعنی جس شخص پر تم میں سے دشوار ہو چھوڑنا کسی چیز کا جس کا نقل کرنا دشوار ہو تو اس کو اس کے بیچنے کی اجازت ہے نہیں تو جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہود بقایا تھے یہود سے پیچھے رہے مدینے میں بعد نکال دینے بنی قینقاع اور قریظہ اور نضیر کے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو فتح خیبر کے بعد آئے تھے جیسا کہ مغازی میں آئے گا اور تحقیق برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو اس شرط پر کہ زمین میں محنت مزدوری کریں کما تقدم اور وہ بدستور قائم رہے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے یا احتمال ہے کہ یہود خیبر سے کچھ لوگ مدینے میں باقی رہے ہوں اعتماد کرنے والے اوپر رضا کے ساتھ باقی رکھنے ان کے کے واسطے محنت کے بیچ زمین خیبر کے پھر ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں رہنے سے بالکل منع کر دیا۔ (فتح)

۲۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى

۲۹۳۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ دن جمعرات کا اور کیا تھا دن جمعرات کا پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے میں نے کہا کہ اے ابو عباس کیا ہے دن جمعرات کا تو انہوں نے کہا کہ اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی نہایت شدت ہوئی اور درد غالب

قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَقَالَ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ.

ہوا تو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھکو تو اصحاب کاغذ لانے نہ لانے میں جھگڑنے لگے اور پیغمبر کے پاس جھگڑنا جائز نہیں پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ کا کیا حال ہے کیا درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت ﷺ سے پھر تحقیق کر دیا یہ استفہام انکاری ہے گویا کہ انہوں نے انکار کر دیا اس شخص پر جو کہتا تھا کہ نہ لکھو یعنی نہ ٹھہراؤ اس کو مانند امر اس کے کی جس کی زبان قابو میں نہ ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھ کو نہ چھیڑو جس میں اب میں مشغول ہوں بہتر ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو تین چیز کا حکم کیا سو فرمایا کہ مشرکوں کو عرب کے جزیرہ سے نکال دینا اور ایلچیوں سے سلوک کیا کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا اور تیسری چیز سے یا تو آپ ﷺ چپ رہے یا میں اس کو بھول گیا ہوں سفیان نے کہا کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ نکال دو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور طبری نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام پر لازم ہے نکالنا ہر اس شخص کا جو اسلام کے سوائے کوئی اور دین رکھتا ہو ہر شہر سے کہ اس پر مسلمان قہر سے غالب ہوئے ہوں جبکہ مسلمانوں کی ان کی ضرورت نہ ہو مانند عمل زمین کی اور مانند اس کی اور اسی پر ٹھہرایا عمر رضی اللہ عنہ نے جس کو ٹھہرایا سواد اور شام میں اور گمان کیا انہوں نے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ٹاپو عرب کی بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شہر کے ہو اور پر حکم اس کے کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفٰى عَنْهُمْ.

جب مشرکین مسلمانوں کے ساتھ دغا کریں تو کیا ان سے معاف کیا جائے۔

فائدہ: اور نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے اشارت کرنے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے اختلاف سے بیچ عقاب کرنے اس عورت کی جس نے زہر آلودہ بکری ہدیہ بھیجی تھی۔ (فتح)

۲۹۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ

۲۹۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ایک بکری زہر آلودہ حضرت ﷺ کو تحفہ بھیجی گئی تو

الْمَقْبُرِیُّ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ أُهْدِیَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِیْهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا إِلَیَّ مَنْ کَانَ هَا هُنَا مِنْ یَّهُوْدَ فَجُمِعُوْا لَهُ فَقَالَ إِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوْکُمْ قَالُوْا فُلَانٌ فَقَالَ کَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْکُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ کَذَبْنَا عَرَفْتَ کَذِبَنَا کَمَا عَرَفْتَهُ فِیْ أَبِیْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَکُوْنُ فِیْهَا یَسِیْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِیْهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُکُمْ فِیْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ إِنْ سَأَلْتُکُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ قَالُوْا أَرَدْنَا إِنْ کُنْتَ کَاذِبًا نَسْتَرِیْحُ وَإِنْ کُنْتَ نَبِیًّا لَمْ یَضُرَّکَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں کہ سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو تو سب یہودی آپ ﷺ کے پاس جمع کیے گئے تو فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا تم اس میں سچ بولو گے یہود نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون ہے باپ تمہارا انہوں نے کہا کہ فلانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلانا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ سچے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو یہود نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم اور اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ﷺ ہمارے جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسے کہ آپ ﷺ نے اس کو ہمارے باپ کی نسبت میں پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخی کون ہیں تو یہود نے کہا کہ ہم تھوڑے دن دوزخ میں رہیں گے پھر ہمارے پیچھے تم دوزخ میں داخل ہو گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اس میں قسم ہے اللہ کی ہم تمہارے پیچھے کبھی دوزخ میں نہیں جائیں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم ﷺ تو فرمایا کہ تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس کے باعث ہوئی یہود نے کہا کہ ہم نے چاہا تھا کہ اگر آپ معاذ اللہ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے آرام پائیں گے لیکن اگر آپ ﷺ پیغمبر ہوں گے تو آپ ﷺ کو ضرر نہ ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ دُعَاءِ الْإِمَامِ عَلٰی مَنْ نَّکَثَ عَهْدًا.

بددعا کرنی امام کی اس شخص پر جو عہد کو توڑ ڈالے۔

۲۹۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ

۲۹۳۴۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے

بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَقُلْتُ إِنَّ فُلَانًا يَزْعُمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْقُرَّآءِ إِلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَعَرَضَ لَهُمْ هٰؤُلَاءِ فَقَتَلُوْهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلٰى أَحَدٍ مَّا وَجَدَ عَلَيْهِمْ.

رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کا حکم پوچھا تو میں نے کہا کہ فلانا گمان کرتا ہے کہ تو نے رکوع سے پیچھے کہا ہے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے پھر انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بعد رکوع کے بددعا کرتے تھے بنی سلیم کی ایک جماعت پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قاری کچھ مشرکوں کی طرف بھیجے پس آگے آئے ان کو یہ کافر یعنی جبکہ پہنچے بئر معونہ میں تو کافروں نے ان کو مار ڈالا اور ان کافروں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی پر غمناک ہوئے ہوں جیسا کہ ان پر غمناک ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوتر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ أَمَانِ النِّسَآءِ وَجِوَارِهِنَّ.

باب ہے بیان میں امان دینے عورتوں کے اور پناہ دینے ان کے۔

۲۹۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُّلْتَحِفًا

۲۹۳۵۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا ابو طالب کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیے ہوئے تھیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں ابو طالب کی بیٹی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش وقتی ہے ام ہانی کو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے تو اپنی آٹھ رکعتیں پڑھیں یعنی چاشت کی نماز لپٹے ہوئے تھے کپڑے میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کے بیٹے علی نے کہا کہ وہ

فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّیْ عَلِیٌّ أَنَّهٗ قَاتِلٌ رَّجُلًا قَدْ أَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ یَا أُمَّ هَانِیٍٔ قَالَتْ أُمُّ هَانِیٍٔ وَّذٰلِكَ ضُحًی.

قتل کرنے والے ہیں اس شخص کو کہ میں نے اس کو پناہ دی تو فلاں بیٹا ہبیرہ کا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی۔ ام ہانی نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح نماز میں گزر چکی ہے ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اہل علم کا اوپر جائز ہونے امان عورت کے مگر وہ چیز کہ ذکر کی ہے عبدالملک مالک کے مصاحب نے نہیں محفوظ رکھتا میں یہ اس کے غیر سے کہا اس نے کہ کہا امر امان کا امام کی طرف ہے اور تاویل کی ہے اس نے جواز کی حدیثوں کی اوپر قضایا خاص کے ابن منذر نے کہا کہ بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا دلالت ہے اوپر غافل ہونے اس قائل کے اور سحنون سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے پس کہا اس نے کہ وہ امام کے سپرد ہے اگر اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر رد کرے تو رد ہے۔ (فتح)

بَابُ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ یَّسْعٰی بِهَا أَدْنَاهُمْ.

مسلمانوں کا عہد اور امان ایک ہے سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا یعنی اگر کوئی ادنیٰ مسلمان مانند عورت اور غلام کی کسی کافر کو امان دے تو چاہیے کہ اس کو سب مسلمان امان دیں اور اس کے عہد کو نہ توڑیں۔

۲۹۳۶۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِیٌّ فَقَالَ مَا عِنْدَنَا کِتَابٌ نَقْرَؤُهٗ إِلَّا کِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَا فِیْ هٰذِهِ الصَّحِیْفَةِ فَقَالَ فِیْهَا الْجِرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الْإِبِلِ وَالْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ مَّا بَیْنَ عَیْرٍ إِلٰی کَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِیْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰی فِیْهَا مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَذِمَّةُ

۲۹۳۶۔ ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا پس کہا کہ نہیں ہمارے پاس کوئی کتاب جس کو ہم پڑھیں مگر کتاب اللہ کی جو بلند ہے یعنی قرآن اور جو کچھ کہ اس کاغذ میں ہے اور فرمایا کہ اس کتاب میں احکام ہیں زخموں کے اور سن اونٹوں کے یعنی جو دیت میں دیے جاتے ہیں اور مدینہ حرام ہے عیر سے اور کدا تک کہ یہ دونوں پہاڑوں کے نام ہیں سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعتی کو ٹھکانا دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ نہ فرض عبادت کو اور نہ نفل کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اپنے

اَلْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

اگلے سرداروں کے تو اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے اور امان مسلمانوں کی ایک ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ امان مسلمانوں کی ایک ہے الخ اور یہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ ابتداء ترجمہ کے اور اوپر قول اس کا کہ کوشش کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا پس اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا حج میں اور آئندہ بھی یہ حدیث آئے گی اور داخل ہوا بیچ قول اس کے کے ادناھم ہر وضیع ساتھ نص کے اور ہر شریف ساتھ فحوی کے پس داخل ہوا ان کے ادنیٰ میں عورت اور غلام اور لڑکا اور مجنوں اور اوپر عورت پس اس کا ذکر تو پہلے باب میں گزر چکا ہے اور اوپر غلام پس جائز رکھا ہے اس کی امان کو جمہور نے لڑے یا نہ لڑے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر لڑے تو اس کی امان جائز ہے اور نہیں تو نہیں اور سحنون نے کہا کہ اگر سردار اس کو لڑنے کی اجازت دے تو جائز ہے امان اس کی اور نہیں تو نہیں اور اوپر لڑکا پس کہا ابن منذر نے کہ اجماع ہے اہل علم کا کہ امان لڑکے کی جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کے غیر کا کلام مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراہق اور غیر مراہق میں فرق ہے اور اسی طرح ممیز جو عقل رکھتا ہو اور خلاف ہے مالکیہ اور حنابلہ سے اور اوپر مجنون پس نہیں صحیح ہے امان اس کی بغیر خلاف کے مانند کافر کی اور لیکن اوزاعی نے کہا کہ اگر جہاد کرے ذمی کافر ہمراہ مسلمانوں کے پس کسی کو امان دی پس اگر امام چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو رد کرے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے ثوری سے کہ اس نے مستثنیٰ کیا ہے مردوں سے ان آزادوں کو جو دار الحرب میں قید ہیں پس کہا اس نے کہ ان کی امان جائز نہیں ہوتی اور اسی طرح مزدور کی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالُوْا صَبَأْنَا وَلَمْ یُحْسِنُوْا أَسْلَمْنَا.

جب کہیں مشرکین وقت لڑنے کے صَبَأْنَا یعنی ہم بے دین ہوئے یعنی مسلمان ہوئے اور بخوبی یہ بات نہ کہہ سکیں کہ ہم مسلمان ہوئے یعنی واسطے جاری ہونے کے اپنی زبان پر تو کیا ہوتا ہے یہ کافی ہے دور کرنے قتال کے ان سے یا نہیں۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے مقاصد کا اپنی دلیلوں سے جس طرح سے کہ دلیلیں ہوں خواہ لفظی ہوں یا غیر لفظی جس زبان میں کہ ہوں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ خَالِدٌ یَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَبْرَأُ إِلَیْكَ

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو خالد نے ان کا قتل کرنا شروع کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو

مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ. بیزاری کرتا ہوں خالد کے فعل سے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا پوری حدیث آئندہ آئے گی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ خالد نے حضرت ﷺ کے حکم سے ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا اور ان کو اسلام کی دعوت کی تو انہوں نے کہا صَبَأْنَا یعنی ہم بے دین ہوئے اور مراد ان کی یہ تھی ہم اسلام لائے یعنی اس لیے کہ کافر مسلمانوں کو بے دین کہتے تھے تو خالد نے ان سے یہ بات قبول نہ کی اور ان کو قتل کیا بنا پر ظاہر لفظ کے تو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس پر انکار کیا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ کفایت کی جائے ہر قوم سے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جائے زبان ان کی سے اور تحقیق معذور کہا حضرت ﷺ نے خالد کو بیچ اجتہاد اس کے کے اور نہ بدلہ لیا اس سے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ حاکم جب حکم کرے ساتھ جور کے یا برخلاف قول اہل علم کے تو وہ مردود ہے ولیکن نظر کی جائے پس اگر ہو بطور اجتہاد کے تو گناہ ساقط ہے اور اوپر ضمان یعنی بدلہ پس لازم ہے اس میں نزدیک اکثر کے اور کہا ثوری اور اہل رائے اور احمد اور اسحاق نے کہ جو چیز کہ ہو قتل میں یا زخم میں تو بیت المال میں ہے اور کہا اوزاعی اور شافعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ کے دونوں مصاحبوں نے کہ اس کا بدلہ عاقلہ پر ہے اور کہا ابن ماجشون نے کہ نہیں لازم آتی اس میں ضمان اور یہ ان جگہوں سے ہے جن میں تمسک کیا جاتا ہے کہ بخاری ترجمہ باندھتا ہے ساتھ بعض ان چیزوں کے کہ وارد ہوئی ہیں حدیث میں اگرچہ وارد نہیں کرتا ان کو ترجمہ میں پس تحقیق اس نے باب باندھا ہے ساتھ قول اپنے کی صَبَأْنَا اور اس کو وارد نہیں کیا اور اکتفا کیا ہے اس نے ساتھ ٹکڑے اس حدیث کے جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِذَا قَالَ مَتَرْسْ فَقَدْ آمَنَهٗ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ.

یعنی اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ جب کہے مسلمان عجمی کافر کو کہ نہ ڈر یعنی فارسی زبان میں تو اس نے اس کو امن دیا تحقیق اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے یعنی پس فارسی زبان میں بھی امان دینی جائز ہوگی۔ یعنی عمر فاروق نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نے تستر کو محاصرہ کیا تو اترا ہرمزان اوپر حکم عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب اس کو عمر کے پاس لایا گیا تو صاف کلام نہ کر سکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں اوپر تیرے اور یہ عمر رضی اللہ عنہ سے امن دینا تھا اور کہا کہ اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے تو کہتے ہیں کہ دنیا میں کل بہتر زبانیں ہیں سولا سام کی اولاد میں اور مانند اس کی حام کی اولاد میں اور باقی یافث کی اولاد میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهٖ وَإِثْمِ مَنْ لَّمْ

صلح کرنی اور پر ترک کرنے لڑائی کے اور صلح کرنے ساتھ مشرکوں کے مال وغیرہ پر یعنی مانند قیدیوں کے اور گناہ

يَفِ بِالْعَهْدِ وَقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ الْآيَةَ.

اس کا جو عہد کو پورا نہ کرے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ جھکیں صلح کو تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسا کر اللہ پر بے شک وہی سنتا جانتا۔

فائدہ: یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مصالحت کے ساتھ مشرکین کے اور معنی شرط کے آیت میں یہ ہیں کہ امر ساتھ صلح کے مقید ہے ساتھ اس کے جبکہ ہو نافع واسطے اسلام کے مصالحت اور جبکہ اسلام کفر پر غالب ہو اور مصالحت میں کوئی مصلحت ظاہر نہ ہو تو اس وقت صلح نہیں۔ (فتح)

۲۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَأَتٰى مُحَيِّصَةُ إِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ وَّهُوَ يَتَشَمَّطُ فِيْ دَمِهٖ قَتِيْلًا فَدَفَنَهٗ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِّرْ كَبِّرْ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ تَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ قَالَ فَتُبْرِيْكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ فَقَالُوْا كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ.

۲۹۳۷۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر میں گئے اور خیبر والوں سے اس دن صلح تھی سو دونوں جدا جدا ہو گئے یعنی سیر کرتے ہوئے ایک کسی طرف چلا گیا اور ایک کسی طرف تو محیصہ عبداللہ کے پاس آیا اور وہ اپنے خون میں تڑپتا تھا اس حال میں کہ مارا گیا تھا تو اس نے اس کو دفنایا پھر مدینے میں آیا پھر چلا عبدالرحمٰن بن سہل یعنی بھائی مقتول کا اور محیصہ اور حویصہ بیٹے مسعود کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو عبدالرحمٰن کلام کرنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقدم کر بڑے کو بڑے کو یعنی جو تجھ سے بڑا ہے اس کو کلام کرنے دے اور وہ تینوں سے چھوٹا تھا تو عبدالرحمٰن چپ رہا تو کلام کیا محیصہ اور حویصہ نے یعنی دعویٰ کیا خون کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور مستحق ہوتے ہو اپنے قاتل کے خون کے یا فرمایا اپنے ساتھی کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح قسم کھائیں اور حالانکہ ہم حاضر نہ تھے اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا فرمایا کہ پاک ہوں گے یہود دعویٰ تمہارے سے ساتھ قسموں پچاس مردوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قوم سے کس طرح قسمیں لیں یعنی ان کی قسموں کا کیا اعتبار ہے تو دیت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اپنے پاس سے۔

فائدہ: اورغرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت ان سے صلح تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی تو مہلب نے اس سے سمجھا ہے کہ یہ موافق ہے قول اس کے کو ترجمہ میں کہ صلح کر لی ساتھ مشرکوں کے مال پر پس کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ دیت دی اس کو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے واسطے الفت دلانے یہود کے اور واسطے امید مسلمان ہونے ان کے کے اور مہلب کے اس قول کو رد کرتی ہے وہ چیز کہ نفس حدیث میں ہے غیر اس طریق میں کہ مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ باطل کریں خون اس کا پس تحقیق یہ مشعر ہے کہ سبب دینے آپ کا دیت کو اپنے پاس سے تھا خوش کرنا واسطے دلوں اہل اس کے کے اور احتمال ہے کہ ہر ایک دونوں سے سبب واسطے اس کے اور ساتھ اس کے تمام ہو گا ترجمہ اور اوپر اصل مسئلے کا پس اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے پس کہا اوزاعی نے کہ صلح کرنی امام المسلمین کی ساتھ اہل حرب کے مال پر کہ ادا کرے اس کو طرف اہل حرب کی جائز نہیں مگر ضرورت سے مانند اعراض کرنے مسلمانوں کی لڑائی ان کی سے کہا اس نے اور نہیں ڈر ہے یہ کہ صلح کرے ان سے غیر شے پر یعنی بغیر کسی چیز نے کے کہ ادا کریں ان کو طرف ان کی جیسا کہ واقع ہوا حدیبیہ میں اور کہا شافعی نے کہ جب ضعیف ہوں مسلمان مشرکوں کی لڑائی تو جائز ہے صلح کرنے ان سے بغیر کسی چیز کے کہ دیں ان کو اس لیے کہ قتل واسطے مسلمانوں کے شہادت ہے اور اسلام زیادہ تر عزت والا ہے اس سے کہ دیا جائے کچھ مال مشرکوں کو اس پر کہ باز رہیں ان سے مگر بیچ حالت خوف مسلمانوں کے واسطے بہت ہونے دشمنوں کے اس لیے کہ یہ ضرورتوں سے ہے اور اسی طرح جب قید کیا جائے کوئی مرد مسلمان پس نہ خلاص ہو مگر ساتھ بدلے کے تو جائز ہے اور اوپر قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ گناہ اس شخص کا کہ نہ پورا کرے عہد کو پس نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھ اس کے اور قسامت کی بحث آئے گی۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ.

باب ہے بیان میں فضیلت پورا کرنے عہد کے۔

۲۹۳۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَّ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

۲۹۳۸۔ سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے مجھ کو بلایا بھیجا معہ چند سواروں قریش کے کہ شام کے ملک میں سوداگر تھے اس مدت میں جس میں حضرت ﷺ نے ابوسفیان اور کفار قریش سے صلح کی ہوئی تھی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے کہ دغا ہر امت کے نزدیک قبیح اور مذموم ہے اور یہ پیغمبروں کی صفتوں سے نہیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُعْفٰى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا معاف کیا جائے ذمی کافر سے جبکہ جادو کرے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا نہ قتل کیا جائے جادوگر اہل عہد کا اور لیکن عقاب کیا جائے مگر یہ کہ اپنے جادو سے قتل کرے پس قتل کیا جائے یا کوئی بدعت نکالے پس مواخذہ کیا جائے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالک نے کہا کہ اگر داخل کرے ساتھ سحر اپنے کے ضرر کو مسلمان پر تو ٹوٹ جاتا ہے عہد اس کا ساتھ اس کے اور نیز مالک نے کہا کہ قتل کیا جائے ساحر اور نہ توبہ کرایا جائے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور ایک جماعت کا اور وہ نزدیک ان کی مانند زندیق کی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ أَعَلٰى مَنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صُنِعَ لَهٗ ذٰلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهٗ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

یونس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کہ جادو کرے عہد والوں سے قتل ہے یعنی کیا اس کو مار ڈالنا جائز ہے ابن شہاب نے کہا پہنچی ہم کو یہ خبر کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جادوگر کو قتل نہ کیا اور تھا وہ اہل کتاب سے

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ ترجمہ باندھا بخاری نے ساتھ لفظ ذمی کے اور سوال کیا گیا زہری ساتھ لفظ اہل عہد کے اور جواب دیا ساتھ لفظ اہل کتاب کے پس دونوں پہلے متقارب ہیں اور اپر اہل کتاب پس مراد اس کی ان میں سے وہ شخص ہے جس کے ساتھ عہد ہو اور امر نفس الامر میں اس طرح تھا ابن بطال نے کہا کہ نہیں حجت ہے واسطے ابن شہاب کے بیچ قصے اس شخص کے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کیا تھا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اپنے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے اور نیز اس لیے کہ نہ ضرر کیا آپ کو جادو نے بیچ کسی چیز کے وحی کے امروں سے اور نہ آپ کے بدن میں اور سوائے اس کے نہیں کہ عارض ہوئی تھی آپ کو کوئی چیز خیال سے اور یہ مانند اس کی ہے کہ ایک جن نے آپ کی نماز کو توڑنا چاہا پس نہ قادر ہوا اور اس کے اور سوا اس کے نہیں کہ پہنچی آپ کو ضرر سحر سے وہ چیز کہ پہنچتی ہے بیمار کو بخار سے میں کہتا ہوں کہ اسی لیے نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

۲۹۳۹۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۳۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ ایک کام کر چکے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا تھا۔

سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ.

فائدہ: اس حدیث میں معاف کرنے کا ذکر نہیں اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے بیچ باقی قصے کے کہ جب حضرت ﷺ کو صحت حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں مکروہ جانتا ہوں کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور اس کی باقی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ يُّرِيْدُوْا أَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِىْ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ إِلٰى قَوْلِهِ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾.

غدر اور دغا سے ڈرانے کا بیان اور اللہ نے فرمایا کہ اگر کافر چاہیں کہ تجھ کو دغا میں تو تحقیق کافی تجھ کو اللہ آخر تک

فائدہ: اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ احتمال رکھنا طلب دشمن کا واسطے صلح کے دغا کو نہیں منع کرتا قبول کرنے کو جبکہ ظاہر ہو واسطے مسلمانوں کے بلکہ عزم کیا جائے اور بھروسا کیا جائے اللہ پر۔ (فتح)

۲۹۴۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَّأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

۲۹۴۰۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جنگ تبوک میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ چمڑے کے ایک قبے میں تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گن رکھ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے اول تو میری موت پر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر تم میں مری کا پڑنا جیسے بھیڑ بکری میں مری پڑتی ہے پھر مال کی کثرت ہونی یہاں تک کہ ایک مرد کو سو اشرفیاں دی جائے گی پھر بھی وہ ناخوش رہے گا یعنی کم سمجھ کر پھر فساد ہوگا عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہوگا پھر تمہاری اور روم والوں کے درمیان صلح کا ہونا سو وہ دغا کریں گے تو وہ تم سے لڑنے آئے گے اسی (۸۰) علم کے نیچے ہر علم کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمی ہوگا یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر ہوگا۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المقدس کی فتح ہونے کے بعد عمواس میں مری پڑی کہ اس میں پڑی کہ اس میں کئی ہزار آدمی مر گئے اور مال کی کثرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی نزدیک فتوح عظیمہ کے اور فتنہ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے شروع ہوا ساتھ مقتول ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بدستور رہے فتنے بعد اس کے اور چھٹی نشانی ابھی واقع نہیں ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے تین نشانیاں واقع ہو چکی ہیں اور تین باقی ہیں اور نعیم کے فتن میں واقع ہوا ہے کہ اخیر نشانی مہدی کے وقت میں ہو گی اوپر ہاتھ ایک بادشاہ کے جو ہرقل کی اولاد سے ہوگا اور مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دغا قیامت کی نشانیوں سے ہے اور اس میں بیان ہے کئی چیزوں کا نبوت کی نشانیوں سے کہ ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں ابن منیر نے کہا کہ اپر قصہ روم کا پس نہیں واقع ہوا اب تک اور نہ ہم کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے میدان میں اس عدد کے ساتھ جہاد کیا ہو پس یہ ان امروں سے ہے کہ ابھی واقع نہیں ہوئی اور اس میں بشارت اور ندارت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے کہ انجام واسطے مسلمانوں کے ہے باوجود کثرت اس لشکر کے اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں کا لشکر کئی گناہ زیادہ ہوگا۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلِ اللهِ سُبْحَانَهُ ﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَآءٍ﴾ الْآيَةَ.

کس طرح پھیرا جائے عہد طرف اہل عہد کی اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو ڈر ہو ایک قوم کے دغا کا تو پھینک دے طرف ان کی عہد ان کا برابر کے برابر۔

فائدہ: اور یہ اس طور سے ہے کہ کسی کو ان کے پاس پہنچے جو ان کو خبر کر دے کہ عہد ٹوٹ گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی مثل پر اور بعض کہتے ہیں کہ عدل پر اور بعض کہتے ہیں کہ خبر کر دے ان کو کہ تو ان سے لڑنے والا ہے یہاں تک کہ ہوں مثل تیری اس کے علم میں۔ (فتح)

٢٩٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّيَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ

۲۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں میں جو قربانی کے دن منا میں حکم پہنچا دیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی شریک کرنے والا اور نہ گھومے کعبے کے گرد ننگا آدمی اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے یعنی دسویں ذی حجہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر اس واسطے کہ لوگ عمرے کو حج اصغر کہتے تھے پس پھینک دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کی اس سال میں عہد ان کا تو حجۃ الوداع کے سال جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا کسی کافر

إِلَى النَّاسِ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ.

نے حج نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے مہلب نے کہا کہ خوف کیا حضرت ﷺ نے کافروں کے دغا سے پس اس واسطے منادی کو بھیجا کہ کافروں کو یہ حکم پہنچا دے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿الَّذِينَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُونَ﴾.

گناہ اس شخص کا جو عہد کرے پھر دغا کرے اور اللہ نے فرمایا کہ ان میں سے جن کے ساتھ تو نے عہد کیا ہے پھر توڑتے ہیں عہد اپنا ہر بار میں الآیۃ

۲۹۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا.

۲۹۴۲۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں چاروں ہوں گی وہ نرا منافق ہے وہ شخص کہ جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب عہد پیمان کرے تو دغا کرے اور جب جھگڑے تو ناحق پر چلے جس میں ایک خصلت ہو ان چاروں سے تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دی۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

۲۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَّا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى

۲۹۴۳۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں لکھا ہم نے حضرت ﷺ سے مگر قرآن اور جو کچھ کہ اس کاغذ میں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کہ ایک کو عائر کہتے ہیں اور دوسرے کو کدا سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے نفل عبادت اور نہ فرض عبادت اور امان

مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

مسلمانوں کی ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان کی کوشش کرتا ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اجازت اپنے اگلے سرداروں کی تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ کا ہے کہ جو مسلمان کی امان کو توڑے۔

قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا فَقِيْلَ لَهٗ وَكَيْفَ تَرٰى ذٰلِكَ كَائِنًا يَّا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِيْ وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ قَالُوْا عَمَّ ذَاكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشُدُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوْبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُوْنَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ کیا حال ہو گا تمہارا جبکہ خراج اور جزیہ سے تم کو کچھ نہ پہنچے گا تو کسی نے ابو ہریرہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ کس طرح گمان کرتا ہے تو اس کو ہونے والا یعنی تو کہاں سے کہتا ہے کہ یہ حال پیش آئے گا اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ معلوم کیا ہے میں نے اس کو قول سچے کے سے جس کو سچ کیا گیا ہے یعنی جو کچھ جبرائیل نے آپ ﷺ سے کہا ہے سچ کہا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا سبب ہے یعنی کس سبب سے یہ بات پیش آئے گی ابو ہریرہ نے کہا کہ توڑا جائے گا عہد اللہ کا اور عہد اس کے رسول کا کہ اہل ذمہ کے ساتھ تھا تو اللہ اہل ذمہ کے دل کو سخت کر دے گا تو روک رکھیں گے جو کچھ کہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی جزیہ اور خراج ادا نہ کریں گے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اور وصیت کرنی ہے ساتھ پورا کرنے عہد اہل ذمہ کے واسطے اس چیز کے کہ جزیہ میں ہے جو ان سے لیا جاتا ہے نفع مسلمانوں کے سے اور اس میں ڈرانا ہے ظلم ان کے سے اور یہ کہ جب یہ واقع ہو گا تو وہ عہد کو توڑ ڈالیں گے پس نہ لیں گے اس سے مسلمان کچھ پس تنگ ہو گا حال ان کا۔ (فتح)

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۹۴۴۔ بَابُ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَّ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَّلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُّهٗ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُّفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهٗ غَيْرِ أَمْرِنَا هٰذَا.

۲۹۴۴۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کہ کیا تو جنگ صفین میں حاضر ہوا تھا اس نے کہا کہ ہاں تو میں نے سہل بن حنیف سے سنا کہتا تھا کہ تہمت کرو اپنی اپنی رائے کو میں نے اپنے آپ کو دیکھا دن ابو جندل کے یعنی دن صلح حدیبیہ کے پس اگر میں طاقت رکھتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پھیروں تو البتہ میں اس کو پھیرتا اور نہیں رکھا ہم نے اپنی تلواروں کو دن صفین کے اپنے مونڈھوں سے واسطے کسی امر کے ڈراوے ہم کو مگر کہ لائیں ہم کو تلواریں ہم کی طرف امر کے آسان جانتے تھے ہم انجام اس کے کو سوائے امر ہمارے کے کہ یہ ہے یعنی مسلمانوں کا آپس میں لڑنا۔

فائدہ: سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں کسی گروہ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے لوگوں نے ان کو قصور وار ٹھہرایا تو سہل نے یہ عذر بیان کیا اور اس کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

۲۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ وَائِلٍ قَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَّقَاتَلْنَا فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلٰى فَقَالَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا أَنَرْجِعُ وَلَمَّا

۲۹۴۵۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ صفین میں تھے تو سہیل بن حنیف کھڑے ہوئے پس کہا اس نے کہ اے لوگو تہمت کرو اپنی جانوں کو کہ محض اپنی رائے سے آپس میں لڑتے ہو پس تحقیق تھے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حدیبیہ کے اور اگر ہم لڑائی کو مناسب جانتے تو البتہ ہم لڑتے اور صلح پر راضی نہ ہوتے پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں ہم حق پر اور کافر باطل پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں پھر انہوں نے فرمایا کہ کیا نہیں ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پس کس پر دین ہم خسیس حالت کو اپنے دین میں یعنی مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کیوں کریں کیا ہم پھر جائیں

يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُّضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُمَرَ إِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَفَتْحٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ.

اور حالانکہ حکم نہ کیا ہو اللہ نے درمیان ہمارے اور درمیان ان کے ساتھ اس صلح کے یعنی اور یہ گفتگو تردد کی وجہ سے نہ تھی بلکہ واسطے طلب کشف حال اور مآل کے تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں اور اور اللہ مجھ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا پھر فاروق رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہا ان کو مانند اس کی کہ کہا حضرت ﷺ کو تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا تو سورہ فتح اتری تو حضرت ﷺ نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ پر پڑھا آخر تک تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا فتح ہے یہ صلح حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: مقصود سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا صلح حدیبیہ کا ذکر کرنے سے یہ تھا کہ خبر دیں اہل صفین کو کہ جو صلح حضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ میں کی تھی وہ سب مسلمانوں کی رائے کے مخالف تھی اور سب نے اس کو ناخوش جانا اور آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس میں بہت بہتری اور بہت بھلائی تھی اور ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ کی رائے صلح میں بہت پوری اور عمدہ تھی لوگوں کی رائے سے مناجزہ سے تو خلاصہ سہل کی کلام کا یہ ہے کہ جنگ صفین میں سہل نے دونوں گروہ کو صلح کی رغبت دلائی اور آخر رفتہ رفتہ مخالفت کا نتیجہ ظاہر ہوا جیسا کہ اللہ نے چاہا۔

٢٩٤٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدَّتِهِمْ مَعَ أَبِيْهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ

۲۹۴۶۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری ماں اپنے باپ کے ساتھ میرے پاس آئی اور حالانکہ وہ کافر تھی بیچ زمانے صلح قریش کے جبکہ عہد کیا تھا انہوں نے حضرت ﷺ سے اور مدت ان کی کے کہ صلح کے واسطے معین تھی درمیان قریش کے اور حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ سے فتویٰ چاہا سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے یا میرے مال میں رغبت کرتی ہے سو کیا میں اس سے سلوک کروں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اس سے سلوک کر۔

أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيهَا.

فائدہ: اور وجہ تعلق حدیث اول کی اس چیز کی جہت سے ہے جس کی طرف رجوع کیا قریش کے امر نے بیچ توڑنے ان کے کی عہد کو غالب ہونے سے اوپر ان کے اور قہر ان کے کے ساتھ فتح مکہ کے پس یہ ظاہر کرتا ہے کہ دغا کا انجام برا ہے اور اس کا مقابل ممدوح ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہوگا تعلق حدیث ثانی یعنی اسماء رضی اللہ عنہا کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ ہونا عذر کا تقاضا کرتا ہے اس کو کہ قرابتی سے سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ ہو اوپر غیر دین سلوک کرنے والے کے اور اس حدیث کی شرح ہبہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ.

صلح کرنی کافروں سے تین دن یا ایک وقت معلوم تک۔

فائدہ: یعنی مستفاد ہوتا ہے واقع ہونے صلح کے سے اوپر تین دن کے جواز اس کا وقت معلوم کے اگرچہ تین دن نہ ہوں۔ (فتح)

۲۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ وَّلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا قَالَ فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَا وَاللّٰهِ

۲۹۴۷۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو کسی کو مکے والوں کی طرف بھیجا ان سے پروانگی مانگنے کو کہ مکے میں داخل ہوں تو مکے والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شرط کی یہ کہ تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھہریں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر اس حال میں کہ تھیلے میں ڈالے ہوئے ہوں ہتھیاروں کو اور نہ بلائیں مکے والوں میں سے کسی کو راوی نے کہا کہ سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے درمیان شرط کو لکھنے لگے تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نے تو کفار قریش نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ تو رسول ہے تو ہم تجھ کو کعبے سے نہ روکتے اور البتہ تجھ سے بیعت کرتے اور لیکن لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں راوی نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے نہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول کا لفظ مٹا دو تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کو کبھی نہ مٹاؤں گا

رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِيِّ امْحَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ وَّاللّٰهِ لَا أَمْحَاهُ أَبَدًا قَالَ فَأَرِنِيْهِ قَالَ فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الْأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھلا تو علی رضی اللہ عنہ نے وہ لفظ آپ ﷺ کو دکھایا تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا سو جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی تین دن کہ قرار پائی تھی تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھ سے کہہ کہ ہمارے شہر سے کوچ کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور پھر کوچ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور پہلے بھی صلح میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ وَّقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ عَلٰى مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهٖ.

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے بیچ غیر وقت معین کے یعنی غیر معین وقت میں صلح کرنی جائز ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور اوپر کہ جو کچھ متعلق ہے ساتھ جہاد کے پس صلح کرنی بیچ اس کے نہیں واسطے اس کے کوئی حد معلوم کہ اس کے سوائے اور کوئی مدت جائز نہ ہو بلکہ یہ راجح ہے طرف رائے امام کی بحسب اس چیز کے کہ دیکھے اس کو زیادہ تر نافع اور احوط واسطے مسلمانوں کے۔

بَابُ طَرْحِ جِيَفِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْبِئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ.

ڈالنا لاشوں مشرکین کا کنویں میں اور ان کا مول نہ لیا جائے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کی قیمت نہ لی جائے تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ مشرکوں نے چاہا کہ ایک مرد مشرک کی لاش خریدیں تو حضرت ﷺ نے بیچنے سے انکار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے دس ہزار دینا چاہا۔

۲۹۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۲۹۴۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ سجدے میں تھے یعنی خانے کعبہ میں اور آپ کی گرد کفار قریش کے چند لوگ تھے کہ ناگہاں عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حضرت ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دی تو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَّحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذْ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلٰى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتّٰى جَآئَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَا مِنْ قُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَّأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ فَإِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوْهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّلْقٰى فِي الْبِئْرِ.

حضرت ﷺ سجدے سے سر نہ اٹھا سکے یہاں تک کہ فاطمہ زہرا نے آ کر اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی بددعا کی کہ تھی پکڑ لے قریش کی اس جماعت کو الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور امیہ بن خلف کو اور ابی ابن خلف کو سو البتہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سب جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سوائے امیہ یا ابی کہ پس تحقیق تھا وہ آدمی موٹا سو جب لوگوں نے اس کی لاش کو کھینچا تو اس کے جوڑ جدا جدا ہو گئے پہلے اس سے کہ کنویں میں ڈالا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور اس سے زیادہ مغازی میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی لاشوں کا مول نہ لیا جائے اس واسطے کہ عادت شاہد ہے کہ بدر کے مقتولوں کے وارث اگر سمجھتے کہ قبول کیا جائے گا ان سے بدلہ ان کی لاشوں کا تو البتہ خرچ کرتے اس میں جو چاہتا اللہ پس یہ شاہد ہے واسطے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ.

گناہ دغا کرنے والے کا یعنی عہد توڑنے والے کا ساتھ نیک اور گناہگار کے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ نیک سے واسطے گناہگار کے یا نیک کے یا گناہگار کے واسطے نیک کے یا گناہگار کے اور درمیان اس ترجمہ کے اور جو تین باب سے پہلے گزر چکا ہے عموم خصوص من وجہ ہے۔ (فتح)

٢٩٤٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٢٩٤٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکن دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا کھڑا کیا جائے گا یا پہچانا جائے گا ساتھ اس کے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ یہ دغا فلانے کا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بلند کیا جائے گا بقدر اس کی دغا بازی کے اور ایک روایت میں ہے کہ کھڑا کیا جائے گا نزدیک مقعد اس کی کے ابن منیر نے کہا کہ گویا کہ یہ معاملہ کیا گیا ساتھ خلاف قصد اپنے کے اس واسطے کہ عادت جھنڈے کی یہ ہے کہ یہ سر پر ہوتا ہے پس کھڑا کیا گیا نزدیک نوان یعنی مقعد اس کی کے اس واسطے زیادتی اس کی فضیحت اور رسوائی کے اس واسطے کہ آنکھیں اکثر اوقات دراز ہوتی ہیں طرف جھنڈوں کی پس ہوگا یہ سبب واسطے دراز ہونے ان کے کی طرف جھنڈے کی کہ ظاہر ہوا ہے واسطے اس کے اس دن پس زیادہ ہوگی ساتھ اس کے فضیحت۔ (فتح)

۲۹۵۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۹۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہوگا کہ کھڑا کیا جائے گا بقدر اس کے دغا کے۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ یہ خطاب ہے آپ سے واسطے عرب کے ساتھ مانند اس چیز کی کہ تھے کرتے اس واسطے کہ تھے وہ بلند کرتے واسطے پورا کرنے عہد کے جھنڈا سفید اور واسطے غدر کے جھنڈا سیاہ تا کہ علامت کریں دغا باز کو اور مذمت کریں اس کی پس تقاضا کیا حدیث نے واقع ہونے مثل اس کی کو واسطے غادر کے تا کہ مشہور ہو ساتھ صفت اپنی کے قیامت میں پس مذمت کریں اس کی اہل موقف اور ایپر وفا پس نہیں وارد ہوئی اس میں حدیث اور نہیں بعید ہے یہ کہ واقع ہو اس طرح اور تحقیق ثابت ہوا ہے لواحمد کا واسطے پیغمبر ہمارے کے اور تفسیر غدر کی پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں شدت تحریم عذر کی ہے خاص کر صاحب ولایت عامہ یعنی سارے ملک کے بادشاہ سے اس واسطے کہ دغا اس کا بڑھاتا ہے ضرر اس کے کو طرف بہت خلقت کے کی اور نیز اس واسطے کہ وہ غدر کی طرف ناچار نہیں واسطے قادر ہونے اس کے کے پورا کرنے پر اور عیاض نے کہا کہ مشہور یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بیچ مذمت امام کی جبکہ غدر کرے اپنے عہدوں میں واسطے رعیت اپنی کے یا لشکر اپنے کے یا واسطے امامت کے جس کو اپنی جگہ میں ڈالا ہے اور اس کے ساتھ قیام کا التزام کیا ہے پس جب اس میں خیانت کرے یا ترک کرے نرمی کو تو تحقیق غدر کیا اس نے ساتھ عہد اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد نہی رعیت کی ہے غدر سے ساتھ امام کے پس نہ خروج کرے اوپر اس کے

اور نہ تعرض کرے واسطے گناہ اس کے کے اس واسطے کہ اس پر فتنہ مرتب ہوتا ہے کہا اس نے اور صحیح پہلی بات ہے اور میں نہیں جانتا کہ کون چیز مانع ہے حمل کرنے حدیث کے سے عام معنے پر اور زیادہ بحث اس کی فتن میں آئے گی اور اس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے باپوں کے نام سے پکارے جائیں گے واسطے قول اس کے کہ یہ دغا فلانے بیٹے فلانے کا ہے جیسا کہ فتن میں آئے گا ابن دقیق العید نے کہا کہ اگر ثابت ہو کہ وہ ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے تو تحقیق خاص کیا جائے گا یہ عموم سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے بیچ ترک جہاد کے ساتھ ظالم بادشاہوں کے جو دغا کرتے ہیں۔ (فتح)

۲۹۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

۲۹۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت اور لیکن جہاد اور نیت اور جب تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ بیشک یہ شہر اللہ نے حرام کیا ہے جس دن سے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور بیشک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت کے دن تک سو اس کا خاردار درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے کہ جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو وہ آ کر پتا بتائے اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے کہ اپنے چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ جہاد میں گزر چکی ہے اور کچھ حج میں اور بیچ تعلق اس کے کے ساتھ ترجمہ کے خفا ہے ابن بطال نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ کی حرام چیزیں اس کے عہد ہیں طرف بندوں اس کی کے سو جو کسی چیز کو اس سے توڑے گا ہوگا غادر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو لوگوں کو امن دیا پھر خبر دی کہ لڑنا مکے میں حرام

ہے پس اشارہ کیا کہ وہ امن میں ہیں اس سے کہ دغا کرے ساتھ ان کے کوئی بیچ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے امان سے ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ نص اس پر ہے کہ مکہ خاص ہے ساتھ حرمت کے مگر ایک گھڑی مستثنیٰ میں نہیں خاص ہے ساتھ مومن نیک کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہر جگہ اسی طرح ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ عام تر ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے سبب فتح کے جو حدیث میں مذکور ہے اور وہ غدر کرنا قریش کا ہے ساتھ قوم خزاعہ کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم قسم تھے جبکہ لڑائی کی انہوں نے ساتھ قوم بنی بکر کے جو قریش کے ہم قسم تھے تو مدد دی قریش نے بنی بکر کو خزاعہ پر اور شبخون کی ان پر پس قتل کیا انہوں نے اس سے ایک جماعت کو اور اس کی مفصل شرح مغازی میں آئے گی پس تھی عاقبت توڑنی قریش کے عہد اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ کی انہوں نے یہ کہ جہاد کیا ان سے مسلمانوں نے یہاں تک کہ فتح کیا مکہ کو اور ناچار ہوئے طرف طلب امان کی اور ہو گئے بعد عزت اور قوت کے نہایت ذلت میں یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوئے اور اکثر ان کے اس سے ناخوش تھے اور شاید اس نے اشارہ کیا ترجمہ میں ساتھ بر کے طرف مسلمانوں کی اور ساتھ فاجر کے طرف خزاعہ کی اس واسطے کہ اکثر ان میں سے ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، واللہ اعلم بالصواب۔

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دوازدہم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ آمین ثم آمین
و آخر دعوٰنا الحمد للّٰہ رب العلمین و صلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

خمس کے فرض کے بیان میں

کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

❀......❀......❀